اعلام یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہے اہل سنت

خلاصہ جلد ہفتم ذوالفقار حیدری

کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثومؑ

از رشحات قلم افادت شیم جناب محقق مدقق

سرکار حذاقت مدار مولوی حکیم سید علی اظہر

علامۃ الزمن جناب مولوی سید حسن زاد افاداتہ

رئیس کجھوہ بازار بندی ضلع سارن

مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی

واقع لکھنؤ کٹرہ ابو تراب خان [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

[illegible] ... والسلام

فہرست مطالب کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم علیہا السلام

[illegible]	۷	حقیت مذہب شیعہ باقرار اہلسنت	۱۰	حقیت شیعہ و سفینہ ... از تسلیم وقوع عقد ...	۱۲	وجہ جواب تکلیفی علمائے شیعہ	۱۸
[illegible]	۲۰	بحث نکاح دختران رسول	۳۳	[illegible]	۳۴	[illegible]	۳۹
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۴۵	تاویلات اہلسنت ... جواب روایات حنفیہ	۴۹	قدم عالم ... بنی آدم	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۹۹	[illegible]	۱۰۴	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

Presented by www.ziaraat.com

هٰذَا كِتَابُنَا يَنطِقُ عَلَيْكُم بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ

الحمد لله الملک الوہاب کہ درین ایام سعادت انتساب کتاب مستطاب عدیم النظیر ولاجواب متعلق ببحث عقد حضرت ام کلثوم دختر جناب ولایت مآب صلوات اللہ وسلامہ علیہما افحاماً للاعداء العترة الاطیاب وارغاماً لاناف المعرضین عن جادة الصواب الموسوم

بالكنز المكتوم في حل عقد ام كلثوم

من مصنفات عمدة محاسن الايام عمدة الافاضل الكرام النحرير المدقق المحقق جامع الكمالات الفائز بالمدائح العلية قاطع اعناق الجاحدين قامع اساس [illegible] المنتجب [illegible] ذي الشرف الاثير الحكيم المولوي السيد علي اظهر عمت بركاته وزادت افاداته

مطبع [illegible] مرتضوی [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد بندہ افقر مولف ذوالفقار حیدر علی اظہر بن المولی المومن السید حسن دام ظلہ العالی بخدمت برادران ایمانی عرض پرداز ہے کہ گو مدت مدیدہ سے یہ مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام درمیان علمای فریقین دایر وسایر ہی مگر نہ علمای اہلسنت نے اس مسئلہ کو باستقلال تصنیف کر کے پیش کیا نہ علمای شیعہ ایدہم اللہ نے توجہ کامل فرمائی بلکہ جسطرح مخالفین نے ضمنا و تطفلا اسکا تذکرہ کیا علمای اہلحق نے بہی اوسیطرح رد و ابطال اسکا فرمایا خواہ تحقیقاً یہ انکار کلی خواہ الزاماً بہ تسلیم فرضی اسلیے کہ یہ امر بفرض وقوع بہی کسیطرح نہ مفید مخالفین ہی نہ مضر اہلحق لیکن چونکہ تا بحال کوئی کتاب بالاستقلال اس مادہ مین علمای فریقین سے نہین لکہی گئی تو کچہ عرصہ سے جب اہلسنت ہر مسئلہ مین عاجز آگئے تو بعض مسایل فروعیہ مین گفتگو شروع کی بے سر و پا رسایل چہاپنے لگے بالخصوص اس مسئلہ مین زیادہ تر شور و غل مچایا اور عوام فریبی کا دام بچہایا علمای اعلام

ایدہم اللہ کی بے اعتنائی اور عدم توجہی نے اور بھی انہین سر چڑہایا یہانتک کہ
اب دانست خود علماے مذہب حق شیعہ اثناعشریہ کو اس مسئلہ مین بالکل لاجواب
اور مغلوب ٹھرایا حتی کہ صاحب آیات بینات جنکی تحقیقات پر عوام اہلسنت
بہت نازان ہین فرماتے ہین کہ شیعہ کسی مسئلہ مین ایسے زچ اور دق نہین ہوے جیسا
اس مسئلہ مین دق اور زچ ہوے افسوس مقولہ صرف انہین بزرگ کا نہین ہے
جنکی لیاقت و حالت سے سارا عالم واقف ہے بلکہ خود مولوی حیدر علی فیض آبادی
جنکو اپنی بقا ملبیت و ہمہ دانی پر وہ ناز تہا کہ بمقابلہ اپنے اساتذہ کے کوس
لمن الملکی بجاتے تھے اور سواے اپنے سبکو نافہم بتاتے تھے اور اس زمانہ کے اہلسنت تو
اونکو اپنا امام ہی تصور کرتے ہین وہ حضرت بھی ازالۃ الغین مین ایسا ہی دعوی
فرماتے ہین پھر بیچارے جاہلون کا کیا قصور بہر کیف جب غوغاے بیجا آنحضرات کا
اس تمام مین بڑہا اور ناقابل تحمل دا اعراض الحق ہونا ناچار کمترین نے بنابر
اصرار بعض اعاظم دین ایدہم اللہ اسطرف توجہ کی اور بہت قلیل عرصہ مین
تفصیلاً تحقیق اس مسئلہ کی کرکے ساتوین جلد ذوالفقار حیدری کی خاص اسی
باب مین قرار دی چونکہ اوسمین ہر روایت پر اہلسنت کی بحث کی گئی ہے اور
اختلافات اوسکے دکھائے گئے اور موضوع ہونا اون روایات کا اور کاذب اور
خائن و دجال ہونا اونکے راویونکا ثابت کیا گیا ہے علاوہ اسکے الحق کیطرف
سے جملہ اعتراضات بیجا و توہمات واہیہ مخالفین کا جواب شافی ہی دیا گیا ہے اور
جو کچھ اغلاط و تحریفات ستھے کہوے گئے ہین اور روایات فریقین سے بحث
بکامل کی گئی ہے لہذا حجم اوس کتاب کا بیجا اس ساٹھ جز سے زیادہ ہو گیا اور پوری

Presented by www.ziaraat.com

ایک جلد کامل اوسکی مرتب ہوئی چونکہ بوجہ ضخامت کتابت وکثرت مصارف
طبع ہونا اوسکا باعتبار استطاعت نحیف فی الحال ناممکن تھا اور بنظر زبان بندی مخالفین
واطمینان خاطر مومنین اشاعت اوسکی حد وجوب و فرض سے بھی متجاوز معلوم
ہوتی تھی لہذا بعض احباب اطیاب سلمہم اللہ نے بکمال الحاح واصرار فرمایا کہ اجمالاً
لب لباب اوس کتاب کا مع اصل جواب جو تحقیقات مفصلہ سے ثابت ہو
شایع کرنا چاہیئے اور اوس بحر زخار کو کسطرح کوزہ مین بند کرنا چاہیے لااقل
بطور فہرست ہی سہی کہ شاید ان مضامین خوش آئین و تحقیقات حق آگین کے
مطالعہ سے مومنین ذوالاقتدار کے دلو مین شوق پیدا ہو اور جوش ملکر اصل
کتاب کو جلد چھپوائین الغرض مین نے بھی اپنے احباب کی اس فرمائش کو بدل
قبول کیا اور بخیال بے اعتباری حیات ناپائیدار زیادہ تر مستعد ہوا کہ شاید
اجل موعود آجاے تو دل کی حسرت دل ہی مین رہجاے اور یہ جواہر تحقیقات گرانمایہ
نادر الوجود معرض شہود مین نہ آئین اور مومنین اس سے کچھ بہرہ مند نہون مخالفین
کی زبانین بند نہون ازین قبیل او رچند مصلحتون سے بکمال تعجیل یہ رسالہ بطور فہرست
کنز مکنوم پیشکش ارباب علوم کیا گیا وما توفیقی الا باللہ الحی القیوم
امید کہ جو حضرات اس رسالہ سے مستفیض ہون مولف کو دعاے خیر سے فراموش نکرین
تمہید مفید کہ جو لوگ اسلام کے دائرہ مین داخل اور لااقل توحید و رسالت
و معاد کے قایل ہین حسب حکم خدا و وصیت رسول اونپر واجب و فرض ہے
کہ تعظیم و مودت واحترام اہلبیت رسول انام مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہ کرین اور اوسکے اعزاز و اکرام کے جملہ مراتب کو ملحوظ رکھین

Presented by www.ziaraat.com

میرا مطلب یہان یہ نہین ہے کہ اہلسنت خواہی نخواہی اونکی خلافت ہی کو
مان لین کیونکہ جو ظلم ہونا تھا ہو چکا جسکو جو کچھ ملنا تھا مل چکا ع حریفان بادہا خوردند و رفتند
بلکہ لا اقل اتنا ہی لحاظ رکھین کہ کسی قسم کی اہانت و ذلت حضرات کی نسبت
گوارا نکرین اور اپنی زبان کو اونکی توہین و تحقیر سے بچاتے رہین اس سے
یہ بھی میرا منشا نہین ہے کہ کسی صحیح واقعہ کا بلا سبب انکار کیا جائے اور کسی امر واقعی
کا اخفا کر دیا جاے فان اللہ لا یستحیی من الحق بلکہ صرف اسیقدر چاہتا ہون
کہ جو واقعات انحضرات کے راست راست ہون اونہین کو ظاہر کرین اور بلا
تحقیق کامل کوئی امر خلاف شان اونکی طرف منسوب نکرین نہ میری یہہ
فرمائش ہے کہ جیسے خلفاؓ و صحابہ کے معائب و الزامات مٹانیکے لئے یقینات
و متواترات و احادیث صحیحہ کا انکار کرتے ہین وہی سلوک یہان بھی کیا جاے
اور اسکی بھی امید نہین کر سکتا کہ جو کچھہ فرضی و وہمی دختر حضرت خلیفہ اول
کی تعظیم کیجاتی ہے بضعہ رسول کے حق مین اوسکی مراعات ہو جیسا کہ صواعق
محرقہ مین ہے و ابو المطرف فتوی کرد بتادیب شدید در حق کسیکہ راضی نشید
کہ زنے را سوگند در شب دہد و بآن زن گفت اگر تو دختر ابو بکر باشی ترا در روز
سوگند خواہم داد و فتوی بتادیب آنشخص بواسطہ آن داد کہ بے ادبی کردہ
درین نوع قضیہ نام دختر ابو بکر بردہ بود دیمائی یہ آرزو بھی نہین کر سکتا کہ اپنے
خلیفہ ہارون رشید کی خواہر عباسہ کے برابر ہی اہلبیت رسول کی قدردانی
کرین کیونکہ اقتدار دنیوی انکو کہان حاصل ہوا جو دنیا پرست لوگ انکو طرف خدا ہوں
بلکہ مین فقط اسیقدر چاہتا ہون کہ اس مسئلہ عقد دختر بضعۃ الرسول حضرت ام کلثوم

ع ۱ تبعیت ان امور کی ... بعد اسکے مذکور ہوگی ۱۲ منہ

ص ۵۶ ورق قلمی ترجمہ صواعق محرقہ

ع ۲ تفصیل اسکی مابعد مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالے ۱۲

علیہا السلام کے بارہین صرف تعصب جنبہ داری سے ہی دست بردار ہو کر
انصافانہ تحقیق کرین کہ آیا واقعی یہ عقد خلیفہ دوم کے ساتھہ ہوا یا نہین ہوا
مجادلہ مکابرہ ہٹ دہرمی کو دخل نہ دین پھر دیکھین کہ عقلاً و نقلاً کسیطرح یہ امر
ممکن الوقوع ہی یا نہین کیونکہ مقصود راقم یہان صرف تحقیق امر واقعی ہی نہ اظہار معائب
و مطاعن خلیفہ دوم یا اونکے اسلام و نفاق سی گفتگو کرنا اور حضرات اہل سنت
سے بھی ملتمس ہون کہ بالفرض اگر اہلبیت ع کو مستحق خلافت نہین جانتے اور نصوص
صریحہ وراثت و امامت کو انکی بارہین نہین مانتے کسی خیال سے ہو تو خیر نہ سہی
ابتو نہ طمع مال سے ہے نہ امید حصول سلطنت فکر نجات آخرت البتہ لاحق ہی پھر کیون
کردار آبائی کے نباہ کے لئے انصاف و ایمان کے پہلو کو چھوڑ دین اور ترک مودت
ذوالقربی سی اجر رسالت فخر المرسلین کو رائگان کرین بنظر افزائش قدر و جنبہ داری
صحابہ (جنسے فلاح اخروی کا حصول محال ہی) اہل قرابت کی پایہ منزلت کو جو
عقلاً و نقلاً بعد رسول سب سی اعلیٰ اور سب پر مقدم ہی ناحق بغرض اعلائے مراتب
خلیفہ ثانی بلا تحقیق و بلا ضرورت گھٹائین (کیونکہ یہ امر نہ مثبت حقیت خلافت ہے
نہ مفید ایمان و فضیلت نہ دافع الزام و معائب) خواہی نخواہی تہمت لگائی
جائین اور خدا اور رسول سے بھی نہ شرمائین نہ عقل و نقل سی کام لین نہ تحقیق امر واقعی
فرمائین یہ بڑی نافہمی ہی اونلوگون کی جو اس مسئلہ کو موجب ندامت و عار
مذہب شیعہ جانتے ہین جس سے بڑہ کر کوئی غلط فہمی نہو گی کیونکہ اولاً توقیر
و تعظیم اہلبیت طاہرین تو تمامی اہل اسلام پر عموماً فرض ہی سنی ہو خواہ شیعہ ثانیاً
در صورت تخصیص شیعون کی بہی اہلبیت طاہرین کے ساتھہ اس مسئلہ مین کوئی الزام نہین ہے

اسواسطے کہ دو حال سے خالی نہین یا عقد نہین ہوا یا ہوا پہلی صورت یعنی
درصورت عدم وقوع عقد تو کوئی بات ہی نہین ہے جیسا کہ فی الواقع یہی ہے
نہ عقد ہوا نہ خطبہ نہ دوسرا کوئی امر چنانچہ بہت سے اکابر اہلحق اس قصہ کے بالمرہ
منکر ہین خود جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ اوستاد جناب سید مرتضی علم الہدے
اعلی اللہ مقامہما جنسے جناب سیدۃ نساء العالمین نے اپنی اولاد کے تعلیم کی فرمائش
کی اور جناب امیر نے بخلعت فاخرہ انت شیخی و معتمدی مخلع فرمایا اور
دیگر حضرات باوصف قرب عہد ائمہ معصومین علیہم السلام اس واقعہ سے بالکلیہ
انکار کرتے ہین چنانچہ کلام اونکا بعد اسکے مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی حتے کہ
خود علماے اہلسنت بھی اس انکار کے مقر ہین گو اوسپر معترض بھی ہوں چنانچہ
ترجمہ صواعق محرقہ مین ہے ص ۱۵۹ زیادہ تر تعجب من از اہلبیت زمان ما انکار تزویج
عمر با ام کلثوم سکینند ولیکن عجب نیست از ایشان چرا کہ اجماعت با علمائے اختلاط
نکردہ اند و معذلک جہل روافض بر عقول ایشان استیلا یافتہ و در رفض ایشانرا
مقلد خود ساختہ در خاطر شان در آوردہ اند کہ حکایت این تزویج دروغ است
بلکہ خود مولوی حیدر علی صاحب ازالۃ الغین مین ص ۹۵۹ فرماتے ہین نور الدین حسینی میگوید کہ عجب دارم
از روافض خذلہم اللہ کہ روایات اہلبیت و افادات شان کہ عقل و نقل از امور بدیہیات است
و قرآن و حدیث تاسیس آن میکنند ہرگز گوش جانمیدہند و نقد دین و ایمان
خود را بر روایات چندے از ابالسہ و دجاجلہ کہ بعض این احادیث آست
حوالہ میکنند الخ ان عبارات کا جواب شافی بلکہ بدیہی ہونا انکا اس کلام سے
اصل اہتمام ذوالفقار حصہ علیہ ہفتم مین بخوبی مذکور ہے نمبر ۱۳ ہے بخوبی

کہ شیعون کو اس حکایت سی بالمرہ انکار ہے اہلبیت رسول بھی بالمرہ منکر ہین اور
روایات اہلبیت طاہرین مین نقیض ان روایات اہلسنت کی یقینا موجود ہین خواہ مولویصاحب
اون رواۃ کو ابلیس لعنہ فرمائین یا دجال بتائین اسکا اونکو اختیار ہے مگر اصل مطلب
ہمارا یعنی انکار اہلحق اس واقعہ سے بلکہ انکار اہلبیت رسول ور روایات اہلبیت
رسول صلعم کا مناقض روایات اہلسنت وارد ہونا بخوبی ثابت ہوا باقی رہا امر واقعی
کا دریافت کہ نکاح ہوا یا نہین پس انشاء اللہ تحقیقات اسکی مابعد اسکے
کیجائیگی لیکن یہان سے لغو بیانی اون علمای اہلسنت کی بخوبی ظاہر ہوئی
جو اسکے مدعی ہین کہ کل علمائے شیعہ وقوع عقد کے مقر ہین پھر کیف بلا لحاظ
دیگر ادلہ قویہ کی جو مابعد مذکور ہونگے خود اہلبیت رسول ور اکابر اہلحق کا انکار
کرنا اس واقعہ سے اور اوسکو دروغ جاننا بنفسہ دلیل بطلان واقعہ مذکورہ
ہے چہ جائیکہ اور دلیلین بھی ہون کیونکہ شیعہ منکر ہین اور انکار کے لئے خاص حاجت
دلیل نہین اور اہلسنت مدعی والبینۃ علی المدعی پس بار ثبوت اونپر ہے اور شیعہ
مانع ہین مانع کے بارہ مین خود اہلسنت کا قول ہے مانع کو ضرورت دلیل نہین معہذا
شاہ صاحب تحفہ مین فرماتے ہین برعاقل پوشیدہ نیست کہ اقوال و افعال
شخص بفرزندان و برادران و اقارب و عشایر او قسمیکہ مکشوف میباشد
بر دیگری گاہ گاہ بصحبت او نرسد چرا خواہد بود پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا اور اصلیت
اوسکی ہوتی تو اہلبیت طاہرین کیون انکار کرتے اور روایات اونکی نقیض
روایات اہلسنت کیون وارد ہوتی جنکا خود اہلسنت بھی اقرار کرتے ہین
پس بقول شاہ صاحب ان اہلبیت رسول پر جو اقارب و عشایر سے تھے

لہ ان شاء اللہ المستعان عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ ابلیس و دجال کون ہین اور کون ابلیس و مفتری ہین کس کے مددگار ہین فانتظروا انا معکم من المنتظرین ۱۲

ف انکار علمای شیعہ دلیل بطلان واقعہ

اور بدانست اہلسنت محب شیخین سے تھے یہہ حال کیونکر مخفی ہوا اور کیونکر روایات اونکی نقیض روایات اہلسنت واقع ہوے پس انکار اہلبیت طاہرین دلیل قطعی صحیح بطلان واقعہ مذکورہ ہے علاوہ اسکے جو جس مذہب کا ہوتا ہے باقرار فاضل رشیدہ وہ شخص اپنے یہانکے واقعات کو خوب جانتا ہے جیسا کہ انتساب جواز متعہ مین طرف امام مالک کے جو اقوال علماے اعلام حنفیہ سے بخوبی ثابت ہے یہی عذر پیش کیا کہ اہل البیت ابصر بما فی البیت قول مالکیہ نقل مذہب امام مالک مین بہ نسبت نقل حنفیہ زیادہ قابل قبول ہے بلکہ برخلاف اوسکے نسبت کرنا مانا ستم بر جان انصاف ست انتہی ملخصا اور خاتم علماے فرنگی محل مولوی عبد الحی لکھنوی اپنی سعی مشکور مین کہتے ہین اور ظاہر ہے کہ اصحاب مذہب جسقدر اپنے مذہب سے واقف ہوتے ہین دوسرے مذہب سے واقفیت نہین رکھتے پس مالکیہ کا اور اونکے کتب کا انکار امر مذکور سے مقدم کیا جاویگا اور نسبت کرنا ابن تیمیہ یا ابن عبد الہادی وغیرہ کا امام مالک کیطرف کب مسموع ہوگا انتہی اور خود مولوی حیدر علی فرماتے ہین وقوع ظلم بر اہلبیت بقصد احراق خانہ الیشان بجناب فاروق نسبت کردن حالانکہ اہل حق ازان انکار می نمایند چنانکہ دانستی عنقریب خواہی دانست انشاء اللہ از غرائب افادات ودعوی قصد احراق از اکثر کتب اہلسنت از عجائب ترہات جس سے معلوم ہوا کہ صاحب مذہب کا قول اپنے مذہبی امور مین بہ نسبت دوسرون کے زیادہ معتمد ہے اور باوصف اوسکے انکار کی نسبت کرنا ستم بر جان انصاف اور غرائب افادات سے ہے گو وہ امور اعاظم علما کے اقوال اور روایات متکاثرہ سے ثابت ہون پس یہی تقریر شیعونکی

Presented by www.ziaraat.com

طرف سے دربارہ دروغ ہونے حکایت عقد کے بوجہ انکار کرنے علماے کبار شیعہ کے کیونکر یہ مقبول ہوگی جنکے ناقل بہی خود یہی حضرات ہین کہ بذریعہ روایات اہلبیت طاہرین شیعہ اور اہلبیت اس واقعہ کو دروغ جانتے ہین حالانکہ خود اسکے بہی معترف ہین کہ شیعہ مذہب علی سے زیادہ واقف ہین جیسا کہ ملا تفتازانی وغیرہ نے تصریح کی اور شاہ عبد العزیز نے بہی شیعون کی محب اہلبیت طاہرین ہونیکا اقرار کیا بلکہ مولوی عبد الحلیم پدر فاضل معاصر مولوی عبد الحی لکہنوی فرنگی محلی نے تو اس اقرار بمتابعت و ولاے شیعہ کے ساتھہ چارہ و ناچار حقیت مذہب شیعہ کا بہی اظہار کیا چنانچہ اپنی کتاب حل المعاقد فی شرح العقاید مین جہان ملا جلال الدین دوانی نے حقیت مذہب اشاعرہ اور بطلان سایر مذہب کا دعوی کیا اور تمثیل مین کہا ہے مثل شیعہ کے کہ جو تمسک کرتے ہین اوس چیز سے جو ہم وہی سب ہے اونکے ائمہ سے بسبب اعتقاد کرنے انہین شیعون کے عصمت کو انہین ائمہ مین فرماتے ہین ہر ضا اختلاج الخ یعنی اس کلام مین اختلاج ہے کیونکہ اگر مقصود دوانی یہ ہے کہ ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی متابعت شیعہ اسوجہ سے کرتے ہین کہ اون ائمہ ع کو مجددین (یعنی نیا دین بنانے والے جانتے ہین) اور اونکو ناقلین دین (یعنی ختم المرسلین صلعم کا ناقل نہین جانتے تو ایسا دعوی شیعون پر محض افترا و بہتان ہے اور اگر مقصود اوسکا یہ ہے کہ شیعہ اسوجہ سے ائمہ اہلبیت کی متابعت کرتے ہین کہ وہ حضرات جناب رسالتمآب سے احکام دین کے ناقل ہین اور عادل ترین امت ہین یہانتک کہ اونکو معصوم جانتے ہین تو اب شیعون پر طعن یا اس بنیاد پر ہے معاذ اللہ کہ ائمہ اہلبیت عادل نہین ہین اور راوی اونکی

ص ۲۰ حل المعاقد فی شرح العقاید مطبوع مطبع علوی ۱۲۸۷

ف شیعہ بمذہب شیعہ کا اقرار مولوی عبد الحلیم صاحب

عدالت اور عصمت کا دعوی غلط ہے پس ایسا دعوی کرنا موجب نزول ایمان ہے
یا اس بنیاد پر شیعہ مورد طعن ہین کہ ائمہ اہلبیت کی متابعت جایز نہین ہے گو وہ
لوگ عدول امت سے ہون پس ایسا دعوی محض ترجیح بلا مرجح ہے کیونکہ فرقہ
اشاعرہ جو متابعت اشعری و شافعی کرتے ہین تو اسیوجہ سی کہ اونکو عادل اور
ناقل دین جانتے ہین پس اب کوئی فرق نرہا درمیان شیعہ و اشاعرہ کے
انتہی کلامہ جزاہ اللہ خیرا پس اس تقریر سے علاوہ اعرفیت شیعہ و متابعت
ائمہ ہدی علیہم الصلوۃ والسلام کی کمال حقیت مذہب شیعہ ثابت ہوئی بہر کیف
بتصریحات شاہ صاحب و فاضل رشید و مولوی حیدر علی و مولوی عبد اسلحے
اہلبیت طاہرین اور شیعونکا انکار کرنا وقوع عقد مذکور سے باقرار اہلسنت
مقدم کیا جاویگا اور ان اہلسنت کا افترا و بہتان کب مسموع ہوگا حالانکہ
شاہ ولی اسد صاحب تو اون روایات کو جو بطور اہلسنت اہلبیت طاہرین ع
سے منقول ہین صرف اسوجہ سی کہ شیعہ اہلبیت اونکو نہین ملتے یا نہین پہچانتے
غلط بتاتے ہین جیسا کہ قرۃ العینین مین فرماتے ہین پس اگر از حضرت مرتضی ع
و ذریت او این معانی منقول میبود لا اقل امامیہ و زیدیہ میشناختند و بہ آن
قایل میبودند ولیس فلیس پس جب شیعہ و زیدیہ کی نہ ماننے اور نہ قایل ہونے سے
شاہ صاحب بعض مسائل تصوف کو باطل کرتے ہین حالانکہ روایات اہلسنت
مین وہ معانی اہلبیت کیطرف منسوب ہین تو روایات عقد باوصف انکار اہلبیت
و شیعہ ورود روایات مخالفہ روایات سنیہ کیونکر مردود و باطل نہوگی چہ
جائیکہ خود روایات اہلسنت سی ہی عدم وقوع اس عقد کا ثابت ہوا اور

ثبوت حقیت مذہب شیعہ

صفحہ ۴۲ ازالۃ قرۃ العینین

جملہ روایات عقد اونہین کے قواعد واصول کے مطابق موضوع وغلط قرار
پاتی ہین جیسا کہ عنقریب مذکور ہوتا ہے انشاء اللہ تعالے باقی رہی دوسری
صورت کہ عقد ہوا کسیطرح ہو پس بنابر اصول اہلسنت اسقدر محالات اور
مفاسدات والزامات عاید ہوتے ہین کہ دفعیہ اونکا ممکن نہین بجز انکار از وقوع
عقد کوئی چارہ نہین بخلاف شیعون کے کہ بنابر اونکے اصول کے درصورت
تسلیم وقوع عقد بھی کوئی امر قابل الزام نہین کیونکہ بظاہر مفید اہلسنت و
مضر شیعہ اس عقد مین یہی باتین ظاہر کیجاتی ہین کہ خلیفۂ دوم اور جناب امیر
مین اتحاد واتفاق اسدرجہ تھا کہ ایسی مواصلت ہوئی تو دعوی شیعہ دربارۂ
عداوت غلط ہوا دوسرے یہ کہ خلیفہ دوم کا ایمان اور فضیلت ثابت ہوئی
کہ ایسے نہوتے تو یہ عقد کیونکر ہوتا پس دعوی شیعہ دربارہ کفر ونفاق اونکے
غلط ہوا اور ظاہرا ہمین اغراض ہے اہلسنت نے اس غلط قصہ کو مشتہر کیا ہے
اب ان دونون امرونکو دیکھنا چاہئے کہ کہانتک اسکی اصلیت ہے اور اصول
شیعہ کے بنابر یہ الزام عاید ہوتا ہے یا نہین افسوس کہ اس بحث کو مین
اصل کتاب جلد ہفتم ذوالفقار حیدری مین جہان صاحب آیات بینات کی تمامی تقریر کا جواب لکھا
بشرح وبسط ہی لکھ چکا ہون یہان پر اوسکا تذکرہ بخوف طوالت ممکن نہین مگر کچھ مختصر طور سے گذارش کرتا ہون امر اول
یعنی اسکا دلیل اتحاد وموافقت وعدم عداوت ہونا اوسیوقت راست
ہوسکتا ہے کہ جب فرقہ شیعہ اسکا قایل ہو کہ کسیطرح نکاح بدون اتحاد کلی
وموافقت ممکن نہین حالانکہ کسیکا یہ مقولہ نہین ہے نہ کسی عاقل ہی کا قول ہے
کہ کسیطرح نکاح ہو جبرا یا قہرا صرف نکاح سے اتحاد واتفاق ثابت ہوجاتا ہے

Presented by www.ziaraat.com

بلکہ خود اہلسنت بہی عام طور پر یہ دعوی نہین کر سکتے کیونکہ جن لوگون سے
جناب رسولخداصلعم کی بیٹیان (حسب بیان اہلسنت) بیاہی گئیین نہ عموماً
اونکے ایمان کے قایل ہین نہ اتحاد نہ اتفاق کے مقر بلکہ صاف صاف
طور پر اونکو کافر کہتے ہین مثل عتبہ و عتیبہ پسران ابولہب شوہر سابق حضرت
رقیہ و ام کلثوم و ابوالعاص شوہر حضرت زینب جنکے بارمین تنقیص جناب
سیدۃ النساء العالمین صلوات اللہ علیہا کے لئے حدیث خیر بناتی زینب
یعنی بہترین دخترون سے میری زینب ہے روایت کرتے ہین پس جب ایسی
مناکحت و مواصلت ہین جو بلاجبر و اکراہ تہا باانیہمہ قرابت قریبہ فریقین نہ قایل
اتحاد و اتفاق ہین نہ مدعی ایمان و فضیلت (حالانکہ اثبات فضیلت خلیفہ
ثالث کے لیے مثل کلیہ الصحابۃ کلہم عدول یہہ کلیہ بنایا کہ داماد نبی نہ شود مگر کسیکہ
عاقبت او محمود شود کما فی ازالۃ الخفا باانیہمہ جن لوگون کو داماد نبی بیان کرتے ہین
اونہین کافر بہی کہتے ہین) تو پہر اس صورت خاص مین کہ حسب روایات خود
اہلسنت اگر ہوا تو جبراً ہوا کیونکر ان امور کا اثبات ہو سکتا ہے حضرت نوح
اور حضرت لوط پیغمبر کے ازواج جنکا کفر قرآن سے ثابت ہے جیسا کہ خود خدا نے
سورہ تحریم مین بغرض تمثیل بی بی عایشہ و حفصہ کے فرمایا ضرب اللہ مثلاً
للذین کفروا امرءۃ نوح و امراءۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا
صالحین فخانتاہما فلم یغنیا عنہما من اللہ شیئاً و قیل ادخلا النار
مع الداخلین و ضرب اللہ مثلاً للذین امنوا امراۃ فرعون اذ قالت
رب ابن لی عندک بیتاً فی الجنۃ و نجنی من فرعون و عملہ و نجنی من القوم الظالمین

یعنی خدا نے مثال دی اونکی جو کافر ہوگئیں زن نوح اور زن لوط کی کہ تھے
دو نیک بندون کی بی بیان تہین اون دونون نے خیانت کی اپنے پیغمبرو
نزدیکی سے اونکو کچھ نفع نہ ملا اور حکم دیا گیا کہ جاؤ جہنم مین جانیوالون کے ساتھ
اور ایمان لانیوالون کی مثال دی خدا نے زن فرعون سی جسنے یہ دعا کی کہ الٰہی
گھر بنا میرے لئے اپنے پاس بہشت مین اور نجات دے مجکو فرعون سے اور
اوسکے عمل سے اور نجات دے مجھے قوم ظالمین سے الایہ پس ان دو نو
انبیاء کرام اور اونکی دونو بیبیون مین کہان اتحاد و نفاق تھا اور کہان اس
مواصلت و مناکحت سے ایمان پایا گیا نہین حضرت لوط نے اون کفار سے
جو بطلب ملائکہ آئے تھے کہا ہؤلاء بناتی ہن اطہر لکم ان کنتم فاعلین کہ یہ میری
بیٹیان پاکیزہ ہین تمہارے لئے اگر ہو کرنیوالے یعنی انسے نکاح کر لیں پس
کیا حضرت لوط مین اور اون کفار مین اتحاد و اتفاق تھا یا وہ مومن تھے
جو یہ فرمائش کیگئی حضرت آسیہ جو حسب روایات اہلسنت بہوپھی حضرت
موسی کلیم اللہ علی نبینا و علیہ السلام کے تھین زوجیت فرعون مین آئین
پس کہان اتحاد و اتفاق و ایمان پایا گیا کذلک بہت سی مثالین ہین جنکا
احصا نہین ہو سکتا پس جب ان مواصلت و مناکحت سے نہ اتحاد حاصل ہوا
نہ اتفاق جیسا کہ دونون صورتون کا فیصلہ خود احکم الحاکمین نے کر دیا تو
اس مسئلہ خاص مین کیونکر صرف نکاح ہو جانے سے اتحاد و اتفاق و ایمان کا
ثبوت ہوگا خصوصاً در صورتیکہ روایات اہلسنت سے ثابت و متحقق ہے کہ یہ نکاح
اگر ہوا ہے تو ایکطرف سے نہایت جبر و تشدد کے ساتھ اور دوسری طرف

ام کلثوم قد خطبها عمر
ان عمر بن الخطاب خطب الی علی ابنته ام کلثوم فاعتل علیه بصغرها فقال انی لم ارد الباه ...

نہایت مجبوری کے سیاتہہ کہ کئی عذر کئے گئے تمامی خاندان نے ناراضی
ظاہر کی بین بانیمہ کون عاقل کہہ سکتا ہی کہ ایسا نکاح دلیل کمال اتحاد
واتفاق ہے یہہ امر تو نہایت درجہ بدیہی ہے کہ جو لڑکی اوس خاندان
عالی سے ہو جسکے برابر کوی خاندان شریف دنیا مین نہو اور اوسکی نسبت
حسب حکم رسول اپنے حقیقی چچا کی بیٹی سی بچپنے سے مقرر ہو جو ہمسن اور ہمعمر اور ہمسر
اور اوس خاندان مین یہ رسم بہی نہایت مضبوطی کے ساتہہ بحکم رسول مقبول
جاری ہو کہ اپنے ہی کنبہ مین بیٹی بیاہی جائے اور تمامی خاندان از جد تا
پدر و از عم تا برادر یہی چاہتا ہو کہ یہ رشتہ اسیطرح قایم ہو اور نہایت صغر سن
بہی ہو کہ کسیطرح قابل شادی نہو کیونکہ ابہی بالکل تین چار برس کی بیان
کیجاتی ہے باانیمہ وہ لڑکی ایسی کارہ و متنفر ہو کہ آنکہہ ناک توڑنے پر
مستعد ہو پس ایسی شریف لڑکی سے اگر وہ بادشاہ جابر عقد کرنا چاہی
جسنے اوس لڑکی کے تمامی خاندان پر انتہا کے ظلم اور ستم کئے ہوں اور
اور ساتہہ بیسٹہہ برس کا اوسکا سن ہو جو اوس لڑکی کے نانا کا ہمسر ہو
اور نہایت ذلیل اور ذیل خاندان سے ہو اور ایسا بدخلق و بدخو ہو کہ اوسکی
جلیس و انیس لوگ اوس سے کارہ رہین وہ لڑکیاں جو ہمسر کے بادشاہ
بیٹی ہو جنکے ماں باپ بہن کی تعظیم و توقیر یہ بادشاہ سب سے زیادہ کرے
اور صلہ و انعام مین کوی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے اوس سے کارہ ہون
بلکہ وہ لڑکیاں بہی اوس بادشاہ سے متنفر ہون جو اوس بادشاہ کی رعایا
سے ہون اور اوس بادشاہ کے احباب وزرا و ارکین دولت جتنی

حتی کہ رمایا ہی معترض ہون پس بالفرض اگر بفرض محال خلاف عقل ونقل
نکاح ہو جاوے تو کسی عاقل کے نزدیک ایسی مواصلت ومناکحت کسیطرح
دلیل اتحاد واتفاق ہو سکتی ہے ہرگز نہین ہرگز نہین دان کل امرون کا
ثبوت خود اہلسنت کی روایات مین موجود ہے جو اصل کتاب مین
بشرح تمام مذکور ہے بہرکیف امر اول غلط ہوا اور دعوے اتحاد واتفاق
کا بخوبی بطلان ہوا حالانکہ امر معنی بغض وعداوت خلیفہ دوم جناب امیر
علیہ السلام کے ساتھ اون دلائل قطعیہ وبراہین یقینیہ سے ثابت ہے کہ اگر اسکے
خلاف کا کوئی دعوے کرے تو خود مذہب اوسکا اور ساری کتابین
جنکی صحت قرآن کے برابر یا زیادہ سمجھی گئی ہے باطل ہوتے ہین حتے کہ
خود خلیفہ دوم نے جیسا اپنے منافق اور کافر ہونیکا اقرار کیا بلکہ اپنے
نفاق پر قسم کھائی ویسا ہی جناب امیر کے اولے واحق ہونیکا بخلافت
اور اپنے ظلم وستم کا اقرار کیا جیسا کہ کتاب مستطاب استقصاء الافحام
مین محاضرات امام راغب اصفہانی وموفقیات زبیر بن بکار ونظم درر السمطین
محمد بن یوسف زرندی سے منقول ہے ہان اگر اہلسنت کوئی ایسی روایت
وضع کرتے کہ اولاد جناب امیر علیہ السلام اور اولاد خلیفہ دوم مین باہم
وصل وپیوند ہوا اور بخوشی جناب امیر علیہ السلام نے ایسی مواصلت چاہی تھی
تو البتہ کسیطرح اتحاد واتفاق کا دعوے کرنا ممکن ہوتا اس صورت
خاص کو کہ چار پانچ برس کی لڑکی ساٹھ پینسٹھ برس کے بڈھے سے
باین اصرار واجبار بیاہی جائے کوئی عاقل دلیل اتحاد واتفاق

ازالۃ الغین ص ۲۹۶

ص ۱۵۲ ورق قلمی جلد اول میزان الاعتدال علامہ ذہبی ذکر زید بن وہب

۱ استقصاء الافحام جلد اول صفحہ ۶۱۹ لغایت ص ۶۲۶

ص ۲۴۷ ازالۃ الخفا مقصد ۲

نہین کہہ سکتا ازینجاست کہ شاہ ولی اللہ نے دعوی اتحاد و اتفاق سے صاف صاف فار غخطی دیدی کہ ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین گویہ صحابہ مع اقران وہمسران خلیفہ سے تھے ببرکت صحبت نبوی برخلاف عادت مستمرہ بنی آدم ایذا و فک خلافت مین مرتکب کسی امر محرم کی نہوئی معہذا از انقباض خاطر خالی نبودند در بسیاری از احادیث خواہی گذشت برانچہ دلالت میکند بر انقباض خواطر و عدم اہتمام بنصرت انتہی مختصر اًسین با وصفیکہ اس انقباض خاطر کے مقر ہین معذلک اس نکاح جبری سے اثبات اتفاق و اتحاد سراسر حیرت خیز بلکہ سفاحت امیز باقی رہا **امر دوم** یعنی ثبوت ایمان و فضیلت صرف اس مناکحت سے پس یہ امر بھی امر اول مین ثابت ہو چکا کہ صرف مناکحت یا فرزندیت سے ایمان کا اثبات نہین ہو سکتا اگر ایسا ہو تو پھر کسی کا فرکو کافر نہین کہہ سکتے کیونکہ سب حضرت آدم صفی اللہ کی اولاد سے ہین انکے سوا نہ معلوم کتنی پشتین انبیا اور اوصیا کی گذری ہین اور جب خاتم المرسلین اپنی پیاری دختر نیک اختر جناب سیدۃ نساء العالمین صلوات اللہ وسلامہ علیہا سے فرمائین کہ تم اسکا بھروسا نہ کرنا کہ میری بیٹی ہو عمل نیک کرو تب رستگاری ہوگی پھر کس نے سے کوئی ایسا غلط دعوی کرسکتا ہے بوجہ کمال شہرت ان امور کے ہمنے اس مختصر تقریر پر قناعت کی ورنہ ہزارون دلیلین کتب کلامیہ مین مرقوم ہین بہرکیف اصول شیعہ پر بھی دو اعتراض وارد کئے جاتے ہین جنکی رد نہایت آسانی سے ہوتی ہے کوئی محنت مشقت ہی نہین کرنی پڑتی ہے یا عبث کہ بعض علماے شیعہ نے بعد انکار یا بلا انکار اس نکاح کو مانکر جواب دیا اور

فـ امر دوم مناکحت ثبوت ایمان

[illegible]

اور بطور فرض محال تسلیم کر کے اون نتائج کو باطل کر دیا کہ اب علماے اہلسنت وہنین اقوال و روایات کو جو بطور فرض و تسلیم تھے نہ بر بنیاد تحقیق و واقعیت ہمارے سامنے پیش کر کے وقوع عقد کا اثبات چاہتے ہین حالانکہ یہ نہین سمجھتے کہ تمامی عقلا اس طریقہ کے پابند ہین کہ تقریر مخالف کو قبول کر کے پھر نتیجہ غلط ٹھہراتے ہین اور کوی اس امر تسلیمی کو امر تحقیقی نہین جانتا خود خداوند عالم اپنے کلام مجید مین فرماتا ہے کہ اگر آسمان و زمین مین متعدد خدا ہوں تو دونون فاسد ہو جاوینگے پس تعدد الہ کو قبول کر کے نتیجہ برعکس مخالف نکالا کیونکہ مخالفین متعدد خدا کے ضرورت نظام عالم کے لیے بیان کرتے تھے اسیطرح علماے اعلام شیعہ نے بعد تسلیم جواب دیا کہ اگر یہ نکاح ہوا تو اور بھی عداوت و نفاق خلیفہ دوم ثابت ہوا نہ اتحاد و ایمان پس اگر مشرکین آیہ قرآنی سے دو خدا کا وجود ثابت کر سکین تو اہلسنت بھی ان اقوال سے وقوع نکاح ثابت کر سکتے ہین ودونہ خرط القتاد دیکھیے شاہ عبد العزیز صاحب اس قول کے بارے مین کہ جب رسول خدا نے قریب وفات لشکر اسامہ کے جانیکا حکم دیا اور خلفاے ثلثہ وغیرہ کو نامزد کیا نہ جانے والون کی بہ نسبت لعن اللہ من تخلف عنہا فرمایا تحفہ مین فرماتے ہین اینجملہ ہرگز در کتب اہلسنت و الجماعت نیست جناب علامہ مفتی محمد قلیخان مرحوم نے جواب اسکے تشیید المطاعن مین فرمایا کہ یہ جملہ ملل و نحل علامہ شہرستانی اور شرح مواقف مین بنقل آمدی بھی موجود ہے اور ابو جوہری نے اسکی روایت کی اور ملا یعقوب لاہوری شارح بخاری نے بھی

وجہ جواب تسلیمی

وجہ جواب تسلیمی کا عدم منافی ہونا امر تحقیقی مین

ص ۶۹ تشیید المطاعن

جواب تسلیمی

رسالہ عقائد مین تصریح کی ہے بورود لعن بر تخلف از جیش اسامہ مولوی

ص ۳۲۷ ازالۃ الغین

حیدر علی نے ازالۃ الغین مین اولا نقل کلام علامہ مین یہ تحریف کی کہ
اصل کلام (وملا یعقوب لاہوری شارح بخاری نیز در رسالہ عقاید تصریح
بورود لعن بر تخلف از جیش اسامہ نمودہ کو یون لکھا و در رسالہ عقاید

ص ۳۲۸ ازالۃ الغین مطبوعہ ثمر ہندی

ملا یعقوب بنبانی بر سبیل تسلیم الخ بعد اسکے کہتے ہین دوم آنکہ چون باعتراف
کنتوری کلام ملا یعقوب بر سبیل تسلیم است پس صحت واقعی جملہ معلوم کہ کلام

۹/

در آن نیست کجا لازم آید یا در کلام صاحب تحفہ جواب تسلیمی مذکور نیست جس سے
معلوم ہوا کہ جواب تسلیمی سے صحت کسی واقعہ کی یا اس جواب کا تحقق ہونا
نہین لازم آتا پس علمای اہل حق شیعہ کی جواب تسلیمی سے کیونکر وقوع عقد حقیقۃ
ثابت ہو سکتا ہے اور ازانجا کہ مولویصاحب نے اس معرکہ مین جہان
اس امر کو ثابت کرنا چاہا کہ صاحب ملل ونحل نے تصریح کی کہ یہہ جملہ لعن
موضوع ہے حالانکہ نسخہ قلمی وچھاپہ مین انکا وجود نہین ہے خواجہ
نصر اللہ کابلی ونصیر الدین و فرزند خواجہ کابلی و شاہ عبد العزیز کو ذکر کیا جو
متاخرین سے ہین لہذا ہم بھی یہان اونہین متاخرین کا نام لیتے ہین جنہونے
بعد انکار بطور فرض وتسلیم جواب دیا پس منجملہ اونکے ہین علامہ دہلوی صاحب
تحفہ کہ فرماتے ہین وجہ اول آنکہ بر تقدیر تسلیم صحت روایت ومحفوظ بودن آن
آنچہ الخ جس سے صاف معلوم ہوا کہ پہلے صحت روایت کا انکار کیا بعد اوسکے

ص ۸۳ تشیید المبانی

بطور تسلیم جواب دیا صاحب تشیید المبانی فرماتے ہین اما انتساب تزوج حضرت
ام کلثوم بہ ابن الخطاب بہ ثبوت نرسیدہ پس لہذا بر تقدیر تسلیم رانید بر تزویج حضرت

رسالت پناہ باکفار نیست الخ یہ اقوال علماے متاخرین ہین جنہون نے بعد انکار
واقعی برسبیل فرض و تسلیم جواب دیا اور سابقاً انکار علماے امامیہ
اصل واقعہ سے بخود باقرار ابن حجر و نور الدین و حیدر علی ثابت کر چکا ہون اور
تقریر جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ جو متقدمین اہلحق سے ہین بالبعد اسکے مذکور
ہو گی پس معلوم ہوا کہ اولاً علماے امامیہ بنا بر تحقیق منکر اصلیت واقعہ ہین
ثانیاً بعد تسلیم اہلسنت کے اعتراضونکا جواب دیتے ہین خواہ اوسکے ساتھ
تصریح بالانکار والتسلیم کرین یا نہ کرین پس اس جواب تسلیمی سے صحت واقعے
اوسکی نہین لازم آتی جیسا کہ مولویصاحب نے بھی تصریح کی منتہی الکلام مین
روایت احراق خانہ جناب سیدہ ص کے بارہ مین لکھتے ہین انہمہ کہ شنیدی
مبنی بر آن بود کہ روایت احراق سالم عن المعارض باشد وہو فی حیز المنع
و از مجرد توجیہ و ذکر آن صحت و اعتبار آن لازم نمی آید پس جب یہ روایات
احراق جو کیسی قطعی و یقینی ہین کیہ حالت اونکی تشئید المطاعن مین قابل
ملاحظہ ہے مولویصاحب کی نزدیک باوصف ذکر توجیہ مستلزم صحت
و اعتبار نہون تو علماے شیعہ کے فرض و تسلیم کرنے سے اور اوسکی توجیہات بیان
کرنیسے صحت و اعتبار واقعی قصئہ عقد کیونکر سمجہا سکتا ہے سبحان اللہ فاضل رشید
بجواب اس عبارت کے کہ صاحب بارقہ ضیغمیہ نے علامہ قوشجی و علامہ
تفتازانی کے کلام سے نقل کیا کہ عمر نے بالاے منبر جا کر کہا ایہا الناس
تین امر عہد رسول مین تہے جس سے ہم منع کرتے ہین اور ہم اونکو حرام کرتے ہین
اور جو مرتکب اونکا ہوگا عقاب کرینگے ایک متعۃ النسا دوسرے متعۃ الحج

تقول علماے متاخرین بعد انکار ہیں

ص ۸۱ منتہی الکلام

ص ۳۵ شوکت عمریہ قلمی

تیسرے حی علے خیر العمل شوکت عمریہ مین فرماتے ہین آرے در شرح
تجرید علامہ قوشجی موجود ست باین طریق کہ محقق طوسی جائیکہ در مطاعن
حضرت عمر گفتہ ومنہا انہ منع المتعتین علامہ مذکور در شرح آن فرمود فانہ صعد المنبر
وقال الخ و ازین کلام علامہ قوشجی لازم نمی آید کہ این روایت بجمیع الفاظہا
در کتب اہلسنت بطریق مرویست کہ احتجاج بآن برا اہلسنت بوقوع نسخ
متعہ از طرف حضرت عمر نہ از جانب خدا و رسول صحیح باشد کما لا یخفے جس سے
معلوم ہوا کہ باوصفیکہ علامہ قوشجی نے بطور حتم وجزم بیان کیا کہ عمر نے
بالائے منبر جاکر متعہ کو حرام کیا اور اوس سے لوگونکو منع کیا مگر فاضل
رشید اوسکو قابل احتجاج نہین جانتے اور اوسکے بجمیع الفاظہا کے منقول
ہونے کو کتب اہلسنت مین منع کرتے ہین پس علمائے اہلحق کا قول جو
بطور فرض تسلیم قول مخالف ہے کہ اگر نکاح ہوا تو اوس سے خلیفہ کو کیا نفع ہوا
یا اگر نکاح کیا تو بمجبوری کیا وغیرہ وغیرہ جو اقوال علما مین مذکور ہے
کیونکر معرض استدلال و احتجاج مین لایا جا سکتا ہے اس سے بھی زیادہ
اعجب یہ ہے کہ صاحب بارقہ تفسیر کبیر فخر الدین رازی و مسند احمد بن
حنبل و علامہ زمخشری و قاضی بیضاوی و صاحب مدارک و امام زاہدی
و علامہ سیوطی و ثعلبی و حاکم وغیرہ سے ناقل ہین کہ آیہ فما استمتعتم بہ منہن

ص ۱۶ ورق قلمی شوکت عمریہ

دربارہ متعہ نازل ہوا فاضل رشید بجواب اسکے فرماتے ہین کہ این اقوال
مرجوح و شاذ و قول اقل بمقابلہ اکثر اند و اقوالیکہ چنین باشند باعتراف
علمائے فریقین صلاحیت استدلال مخالف ولیاقت اتجاہ اعتراض

Presented by www.ziaraat.com

باآن بر صاحب مذہب نمار ند جس سے معلوم ہوا کہ فاضل رشید نے
ان اقوال کو جو مستند بروایات صحابہ وتابعین ہین اور اضعاف مضاعف
انکی موٗیدات سے موجود ہین چنانچہ حضرت حیدریہ مین مختصر امنقول ہوے بااینہمہ
بمقابلہ اپنے مذہب حرمت متعہ کی اسکو قول شاذ و مرجوح قرار دیکر
صلاحیت استدلال واحتجاج سے ساقط کرتے ہین پس اقوال علماے شیعہ
جو محض بطور فرض وتسلیم قول مخالف ہے زیادہ تر صلاحیت استدلال
سے خارج ہونگے اور اوس سے بھی زیادہ عجیب یہ ہے کہ جہان صاحب
تشئید آلمبانی نے معارج النبوۃ سیر ملامعین سے یہ روایت نقل کی کہ
جناب سیدہؑ کو جناب امیرؑ سے چند اولاد خدانے کرامت فرمائی حسنؑ
حسینؑ زینبؑ وام کلثومؑ رقیہؑ محسن جنکا اسقاط ہوا اور ایسی مرض سے
اوس معصومہ نے چھہ مہینے بعد وفات رسول انتقال کیا اور قبر اونکی تحقیق
معلوم نہین مولوی حیدر علی بجواب اسکی ازالۃ الغین مین لکھتے ہین
کہ کتاب ملامعین ہرگاہ خلاف تصریحات جہابذہ محدثین افتد و مضائے
تحقیقات ثقات ومعتمدین کرددچگونہ موردِ اعتبار تواندبود پس اسیطرح
بالفرض اگر کسی نے علماے امامیہ سے وقوع نکاح کو تسلیم کیا تو باوصف
مخالفت اکابر اعاظم کے وہ قول کیونکر لائق اعتبار ہو سکتا ہے **تنبیہ**
واضح ہو کہ واضعین روایات عقد نے بڑی کیادی وشیطنت وتزویر سے
کام لیا ہے جو بطور میراث مادری مصداق ان کیدکن عظیم وقائلین
ان کید الشیطان کان ضعیفا دونو نسبتون سے انکو حاصل ہے کیونکہ ان لوگون نے یقین کو

نقل وافتعال بنا کر
بدو باغ نمونا چاہئے کہ روایات سے واسطہ
عنقریب بحیثیت ابن عساکر بحیثیت ثابت ہے
مثلہ ۱۲ منہ
انشاء اللہ تعالیٰ
پس شیطان از
۱۲ بجانب حبیب و وہ بمعارج النبوۃ
درباره عائشہ وحفصہ حضرت فرمود
در بارہ عائشہ وحفصہ وان لکن
ہیچ حبیب صاحب
معارج النبوۃ ۱۲
طبقہ ۵ معارج ابن عمرؓ قال
مسلم بن عمرؓ
رسول اللہ من صلی اللہ علیہ
فقال رسول اللہ
ولیطلع من الشیطان ۱۲
تصدیق کیا شیطان
بالعقاب حیدر محمود
۲۶ حضرت حیدریہ جلد اول
ازالۃ الغین

فریب دینا چاہا اسلئے کہ جب اہلسنت ان روایات کو دیکھینگے جس سے بدانست انکی فضیلت خلیفہ دوم ثابت ہوتی ہے تو بسر وچشم قبول کر لینگے او کیسطرح کا عذر نہ کرینگے کیونکہ ہمہ تن ہمت آن لوگون کے اسمین مصروف ہو کہ کسیطرح فضیلت خلفاے ثلثہ زیادہ تر فضیلت خلیفہ دوم اور محبت وولا انکا اہلبیت طاہرین کے ساتھہ ثابت کرین یہانتک کہ اسیکے واسطے کتاب الموافقہ تصنیف ہوئی اور کیا کیا افترا نہ کیئے گئے پس ایسے امر کو بلا غور و تامل قبول کر لینگے اور ذرا بھی چون چرا نہ کرینگے چنانچہ یہہ فریب انپر بخوبی کارگر ہو گیا کہ کسیطرح ان روایات کے فسادات بلکہ لزوم محالات ومخالفت واقعات خلطی رواۃ وضعیت روایات مین متنبہ بھی نہین ہوتے حالانکہ اس سے ادنے ادنے خرابی وفساد کی بدولت اپنی روایات صحیحہ قطعیہ یقینیہ متواترہ کو باطل کر دیتے ہین مگر اس بار ہمین کیسطرح عقل زرین سے کام ہی نہین لیتے ناحق کی ہوا خواہی خلیفہ پر جان دیتے ہین حالانکہ خود خداوند عالم نے ایسی قرابتون کو بشرط وقوع غیر موثر قرار دیا رسول مقبول نے متعدد احادیث مین پکار پکار کر سنا دیا کہ محض قرابت سے کچہ شد نی نہین جبتک ایمان و صلاح د سداد نہو خود خلیفہ دوم نے اسی عالم البشارت من قال لا الہ الا اللہ وجبت لہ الجنۃ کے بدولت ابوہریرہ کو مار کر گرا دیا جو بیچارہ حسب الحکم نبوی یہ حکم سنایا چاہتا تھا اور انحضرت کی نعلین مبارک اپنی تصدیق کے لیے رکھتا تھا پس کیا خلیفہ دوم کو اتنی عقل نہ تھی کہ اگر ارشاد انحضرت کا کہ ہر سبب و نسب و دامادی روز قیامت منقطع ہوگی الا میری دامادی و سبب و نسب بطور عام ہو تو اس سے نجات

دو دخول جنت کفار و مشرکین لازم آتی ہے کیونکہ نسب آنحضرت مین ہزارون
کفار شریک تھے سبب مین بھی مثل شیخین کے اور بہت سے سسر ہے تھے
جو یقینی کافر ہے اسیطرح دامادی رسولؐ خود اہلسنت کی روایات کے
مطابق عتبہ عتیبہ و ابو العاص کافرونکو حاصل تھی پس اگر وہ بشارت
نبوی عام ہے تو انکا جنتی و ناجی ہونا لازم آتا ہے اور اگر خاص ہے
کسی شرط کے ساتھہ تو وہ امور حاصل کرنا چاہیئے بہرکیف اہلسنت کو
تو اس پردہ مین ثبوت موافقت وحصول ایمان کے فریب دیا جو ایسی
روایات وضعیہ کو انہونے بسر و چشم قبول کرلیا اور فسادات و شناعات
پر اوسکے مطلقاً غور نہ کیا باقی رہے شیعہ پس انکے لیے سبسے زیادہ اسباب
مکر و تزویر کو ان روایات مین مہیا کیا کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اولاً شیعہ
عداوت و بغض و حسد و ظلم و تشدد خلیفہ دوم کو بخوبی ثابت کرتے ہین
اور جو روایتین اہلسنت کی اسمادہ مین ملتی ہین اونکے سامنے پیش کرتے ہین
لہذا اون واضعین کاذبین نے روایات عقد مین بھی وہنین مضامین
ظلم و تشدد خلیفہ دوم کو درج کیا تاکہ شیعہ فریب مین آکر اسکو قبول کرلین
اور ردبراہلسنت پیش کرین کہ دیکھو خود انہین روایات عقد سے ظلم و
تشدد خلیفہ دوم بخوبی ثابت ہوجائیگا چونکہ شیعہ مطلق قرابت و رشتہ داری کو
مفید نہین سمجھتے ہین جبتک شرائط ایمان و اعمال صالحہ نہون لہذا اوسی قرابت
و رشتہ داری کے مفید ہونیکو اس روایت مین بھی درج کیا کہ خلیفہ نے اسی بنیاد پر
عقد کا قصد کیا تاکہ شیعہ اوسکے تردید مین مشغول ہون اصل روایت کیطرف

Presented by www.ziaraat.com

التفات نکرین وہ مسلم ہوجائے اور عوام الناس کے اغوا اور تضلیل کا
آلہ ہاتھ لگے کہ دیکھو صحابہ جو وقوع عقد کو مانتے ہین اوسپر بھی خلیفہ کو
مومن نہین جانتے اور اونکے کفر ونفاق کے قایل ہین بھلا اگر خلیفہ دوم
مومن عارف کامل الایمان نہوتے تو جناب امیرؑ ام کلثوم کا نکاح
اونکے ساتھہ کسی حالت مین نہوتے دیتے جیسا کہ تقریر صاحب آیات
بینات سے ظاہر ہے بہر کیف اس شطرنجی چال سے مکر وتزویر کا جال
بچھایا اور اس قصہ کو وضع کیا کہ خواہی نخواہی لوگ اونکے فریب مین
آجائین ادہر ظلم وتشدد خلیفہ دوم انہین روایتون سے ثابت کرنے لگین
اودہر قرابت کے غیر مفید ہونیمین اونھین اصل روایت مین چون وچرا نہو
مسلم ہوجائے ازینجاست کہ زیادہ چھیڑ چھاڑ اسکی نہ کی موقع پر چھیڑ کر خاموش
ہوگئے کہ جب پورے طور سے علماے شیعہ اسکو تسلیم کرلین تب اسکی چھیڑ
نکالیجائے کیونکہ بخوبی جانتے تھے شیعہ جسقدر بسط عن خلفا مین گفتگو کرتے ہین
اہلسنت کی مستند کتابون ہی سے اوسی بنیاد پر اسماوہ مین بھی اہلسنت کے کتابون سے بحث کرینگے
اور عداوت خلیفہ دوم اور قرابت کے غیر موثر ہونیکو انہین کتب سے ثابت کرینگے پس روایت مسلم
ہوجائیگی چنانچہ یہ ودایع مستودعہ ووصایاے محفوظہ زبیر بن بکار ناصبی دغا
سے شروع ہوئی اور مولوی حیدر علی پر ختم ہوئی دیگر حضرات اب
انہین موضوعات پر زاد نغمة علی الطنبور کے مطابق بمفواے ہر کہ آمد
عمارتے نو ساخت مضامین جدیدہ اسپر اضافہ کرنے لگے مگر الحمد للہ کہ بمفواے
لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا یہ تدبیر پر تزویر اونکے الحق پر کچھہ موثر نہوئی

انھون نے اوسے عاقلانہ طریقہ انکار و تسلیم سے کام لیا گا ہے انکار کلی کیا
اور موضوعیت روایات ثابت کی جسکی تصدیق خود علماے اہلسنت
کی زبانی مینے ثابت کی اور ما بعد اسکے بھی بعض اقوال مذکور ہونگے
گا ہے بطور تسلیم و فرض محال ون مقاصد کو باطل کیا ہے جنکی لیئے
یہ موضوعات بنائے گئے تھے کہ تحقیق کامل اسکی حصہ مین اس قاصر کی پڑے
وکم ترک الاوائل للاواخر جتنے کہ بعض اکابر نے اس قاصر کے حق مین شعر پڑہا
انی وان کنت الاخیر زمانہ لآت بما لم تستطعہ الاوائل اسلئے کہ مشتی از خروار اند کے
از بسیار یہی عجالہ میری تصدیق کرتا ہی چونکہ نواب محمد علیخان بہادر نے آیات
بینات مین تمامتر ایسے ہی اقوال و روایات شیعہ کو جو بطور فرض و تسلیم
ہین ثبوت واقع ہین پیش کیا ہے اور عوام الناس کے کانون مین
پھونک دیا کہ علماے شیعہ کو تو اس نکاح سے اقرار ہے لہذا کچھ فہمائش انکی
اونہین کے مذاق مین ضرور ہے (افسوس کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدری جلد سیوم
جھان اس بحث کی آیات بینات کی تردید کی ہے بکمال شرح و بسط
ان مطالب کو لکھا ہے اور بخوبی اسکے ہر ہر ثبوت کی تردید کی ہے
دیکھئے پروردگار عالم کب وہ اسکے چھپنے کا سامان کرتا ہے اللھم عجل
بحق محمد و آلہ الامجاد) پس یہی تھا مطلب میرا زیادہ تر انہین کیطرف ہے اگر اور مریدیگ
انکی سماعت اسکی کرین تو خیر ورنہ انکے لیئے قول مولوی حیدر علی
کافی ہے جو سابقا مذکور ہوا باقی رہے نواب صاحب پس انکی لیے
کلام جناب سید احمد خان بہادر بالقابہ کافی ہے جو اپنی تفسیر مین بیان کی ہے

ص ۱۲۵ تفسیر سید احمد خان مطبوعہ علیگڈھ

ان سب سے زیادہ ایک اور امر ہے جسپر شارح مواقف اور صاحب مواقف بلکہ اور کسی نے بھی غور نہین کیا اور وہ کلام غیر مقصود ہے مثلاً ایک شخص یہ بات کہے کہ جب آفتاب مغرب سے نکلے یا اونٹ سوئی کے نکلے کے مین سے نکلجاوے تب یہ امر واقع نہوگا اور مخاطب اوسکو یہ جواب دے کہ آفتاب کے مغرب سے نکلنے اور اونٹ کے سوئی کے ناکے مین سے نکلجانے پر بھی یہ امر واقع نہوگا اس کلام مین آفتاب کا مغرب سے نکلنا اور اونٹ کا سوئی کے ناکے مین سے نکل جانا کلام مقصود نہین ہے بلکہ عدم وقوع اس امر کا جسکے وقوع کا قایل مدعی تھا مقصود ہے اور اس کلام سے تسلیم اوس بات کی کہ در حقیقت کبھی آفتاب مغرب سے نکلیگا یا اونٹ سوئی کے ناکے مین سے نکلجاویگا لازم نہین آتی پس دلیل نقلی مین اس بات کا علم کہ وہ کلام غیر مقصود نہین ہے اشد ضروریات مین سے ہے اور بغیر اسکی کوئی نقلی دلیل مفید یقین نہین ہوسکتی قرآن مجید مین اس قسم کا کلام غیر مقصود نہایت کثرت سے ہے مشرکین و اہل کتاب کے عندیہ مین بہت سی ایسی باتین سمائی ہوئی ہتین جنکا در اصل کچھ وجود نہ تھا یا وجود تھا مگر اسکی جو حقیقت کہ وہ سمجھی ہوئی تھی در اصل وہ نہ تھی یا وہ بات ظاہر مین دکھائی دیتی تھی اور بطور غلط العام یا باعتبار مشاہدہ اوسکو وقعی سمجھی تھی حالانکہ حقیقت اور اصلیت اوسکی بر خلاف اوسکی تھی اور قرآن مجید کو اوس سے بحث مقصود نہ تھی اسلئے اوسکو اوسیطرح بیان کیا۔ جسطرح مشرکین و اہل کتاب خیال کرتی تھی اور کبھی اسی سے بطور حجت الزامی کلام مقصود کی نتائج قایم کی اور کبھی بلحاظ مشاہدہ ظاہری کے اوسکو بیان کیا اور کلام مقصود نہ سمجھا گیا پس کلام مقصود کو جسکے سبب وہ کلام ہے

کلام غیر مقصود ہے اور اوس سے کوئی ثبوت کسی امر کی واقعیت کا حاصل نہین ہوتا اور نہ وہ کسی امر کے لئے مفید یقین ہوتا ہے اور اس سے دلیل نقلی کے مفید بالیقین ہونیکو قطع نظر ان تمام باتون کے جو شارح مواقف اور صاحب مواقف نے بیان کی ہون اس بات کا علم کہ وہ کلام غیر مقصود نہین ہے واجب و ضرور ہے یہ امر جو ہمنے بیان کیا اسکو کچھ کلام اللہ ہی سے خصوصیت نہین ہے بلکہ علم کلام کا اور نحو ہمارے روزمرہ گفتگو کا بلکہ تمام دنیا اور تمام قومون کی باہمی گفتگو و کلام کا یہی طریقہ ہے کہ جو امر بحث سے اور مقصود سے خارج ہے اوسکے صحیح یا غیر صحیح ہونے سے قطع نظر کر کے کہین بطور حکایت اور کبھی بطور تسلیم فرضی اور کبھی بغیر کسی خیال کے اسکا ذکر اور بیان آجاتا ہے اور اوس سے بجز اسکے کہ اسکے بعد کا کلام مقصود بیان کیا جاویگا اور کچھ مقصد نہین ہوتا یہی سبب ہے کہ بعض اشخاص غلطی سے سمجھتے ہین کہ قرآن مین بعض ایسی باتین بیان ہوئی ہین جو حقائق موجودہ کے برخلاف ہین اور بعض اس سے زیادہ غلطی یہ کرتے ہین کہ اسکو کلام مقصود سمجھکر اوس بات پر اصرار کرتے ہین کہ وہی دراصل حقایق موجودہ ہین اور دراصل دونو غلطی پر ہین انتہے بقدر الحاجۃ اقول انہین اشخاص سے جنکو ایسی غلطیونپر اصرار ہے صاحب آیات بینات اور اونکے پیشوا اور تابعین ہین کہ کلام مقصود و غیر مقصود مین تمیز نہین کرتے اور اپنے غلط خیال پر اڑے رہتے ہین کیونکہ کلام مقصود اہلسنت اثبات ایمان و حقیت و فضیلت خلیفہ دوم ہے جسکے منجملہ دلایل

دلایل سے اس نکاح موہوم کو بھی دلیل قرار دیتے ہین شیعونکا کلام مقصود اثبات نفاق و عدم حقیت خلیفہ دوم وغیرہ سے نہ وقوع نکاح پس جہان کل دلایل اہلسنت کو بذریعہ انکار و تسلیم باطل کرتے ہین و ہان اس دلیل کو بھی اوسی طریقہ سے باطل کرتے ہین اور بعد فرض و تسلیم ثابت کر دیتے ہین کہ اگر یہ نکاح ہوا بھی تو خلیفہ دوم کا نہ ایمان ثابت ہوا نہ کوئی فضیلت نکلی جب اہلسنت نے اس نکاح کو دلیل اتحاد و موافقت باخودہا قایم کیا شیعون نے خود اس نکاح کو دلیل عداوت و بغض و جور و تشدد خلیفہ ثابت کر دیا پس کلام مقصود ثبوت عدم اتحاد و موافقت ہوا نہ واقعیت نکاح اور جب اہلسنت نے اس نکاح کو دلیل ایمان و فضیلت خلیفہ قرار دیا شیعون نے اس نکاح کے دلیل ایمان ہونیکو باطل کر و فرعون عتبہ عتیبہ ابو العاص زوجہ حضرت نوح و حضرت لوط و عایشہ و حفصہ کو نظیر مین پیش کیا اب ایسے کلام غیر مقصود کو جو بطور فرض و تسلیم یا حجت الزامی یا بر بنیاد غلط العام یا غلط واقعات مشہورہ پر ہے دلیل تحقیقی اور کلام مقصود سمجھنا اور رد دلایل تحقیقی مفید علم و یقین مین پیش کرنا موجب تشفی ہو نہ لایق توجہ دانشمند اب مین صاحب آیات بینات سے بکمال ادب ملتجی ہون کہ اپنے کل ہفوات پر غور فرمایئن کہ وہ کل روایات و اقوال و حکایات ایسی ہے فرضی و تسلیمی و الزامی ہین یا نہین بعد او سکے اگر کچھ حوصلہ ہو تو بسم اللہ ہمین چوگان ہمین میدان اور اگر حضرات اہلسنت اس سید بزرگ کا قول نہ مانین تو اپنے مولوی حیدر علی صاحب کی تحریر دیکھین کہ اسی عبارت

ہفص ۹۰۹
ازالۃ الغین

Presented by www.ziaraat.com

ذوالفقاری کے مطلب کو ان الفاظ سے بیان کرتے ہین و بساست کے علما بعضے از
چنین ہا را بھرا ہ تحفہ و با للذات ہی آرند برے مزید فواید حبس سے معلوم ہوا کہ
کلام غیر مقصود سے استدلال درست نہین ہے بہرکیف چونکہ نہایت متانت و استحکام سے
اصل کتاب ذوالفقار حیدری مین انکی تقریرونکا جواب لکھ چکا ہون لہذا
یہان اسے کلام مختصر پر ایک امر اور متعلق اس جواب تسلیمی کے
باقی ہے اوسکو لکھکر اصل تحقیق پر رجوع کرتا ہون انشاء اللہ تعالے
ہان اس تقریر پر کہ مومنات کا عقد کفار کے ساتھ اور کافرہ کا عقد مومن
کے ساتھ پہلے ہی ہوا ہے خدا کے رسولون نے بھی کیا ہے اہلسنت
یہ عذر کرتے ہین کہ انبیاے سابقین نے یا آنحضرت نے جو اپنی بیٹیان کفار
سے بیاہین تو اوسوقت نکاح با مشرکین جایز تھا آیہ لا تنکحوا المشرکین حتے یومنوا
یعنی مشرکین سے مت بیاہو جب تک ایمان نہ لائین اوسوقت تک
نازل نہین ہوا تھا پس فعل آنحضرت قبل از تحریم ہے اور فعل جناب امیر بعد از
تحریم لیکن کو یہ تقریر خارج از بحث ہے کیونکہ منشاء بحث یہان اسیقدر ہے
کہ مطلق وقوع نکاح سے اتحاد و اتفاق و ایمان ثابت ہوتا ہے
یا نہین جسکو خود آیات قرآنی سے مینے ثابت کر دیا کہ نہین ہوتا مگر بہرکیف
پہلے جواب اسکا یہی ہے کہ خلیفہ دوم کا مشرک ہونا تصریحات صریحہ
علماے شیعہ سے ثابت کر لو تب یہ تقریر پیش کرو کیونکہ قرآن مین ممانعت
نکاح از مشرکین مذکور ہے نہ ممانعت نکاح از منافقین جو حسب شرع
حکم مسلم مین داخل ہین دوسرے عموماً جواز نکاح مومنات با مشرکین

بحث نکاح بعد از نزول آیۂ تحریم متعلق جواب تسلیمی

گو شرایع سابقہ مین ہو بنا بر اصول خود اہلسنت غیر ثابت ہے اسلئے کہ حضرت
لوط کے اوس کلام مین جو کفار سے کہا یہ میری بیٹیان پاکیزہ ہین تمہارے
لیے اہلسنت بھی تاویل کرتے ہین کہ مقصود حضرت لوط یہ تھا
کہ بشرط قبول اسلام عقد کر لو جس سے معلوم ہوا کہ عموماً
کفار کے ساتھ نکاح نہین جایز تھا تسلیم
ہمنے مانلیا عموماً نکاح اوسوقت کفار کے ساتھ جایز تھا اور بنا بر اوسی
جواز کے نکاح حضرت زینب و رقیہ و ام کلثوم عتبہ و عتیبہ و ابو العاص
کے ساتھ ہوا مگر بعد تحریم بھی تو باوصف تفریق اسلام حضرت رسول دونون
کو جدا نہ کر سکے جیسا کہ تاریخ خمیس اور اسد الغابہ اور اصابہ فی معرفۃ
الصحابہ مین ابن حجر عسقلانی نے ام المومنین بی بی عایشہ سے ناقل ہین
کہ اسلام نے جدائی ڈالدی تھی درمیان زینب اور ابو العاص کے
مگر رسولخدا اوسپر قادر نہوے کہ دونون مین جدائی کر دین کیونکہ وہ حضرت
مکہ مین مغلوب تھے اور حلال و حرام نہ کر سکتے تھے پس جب رسول مقبول با انیہمہ قوت و جمعیت
کہ خود لشکر اسلام نے اسی ابو العاص کو گرفتار کیا اور حضرت زینب نے بھی
فرمایا مگر اس تفریق پر قادر نہوے (جیسا کہ خوف قوم بی بی عایشہ سے
جو حضرت کے وقت وفات تک قریب العہد بکفر و جاہلیت تھے
اسیطرح انحضرت تعمیر خانہ کعبہ پر قادر نہوے) خواہ وہ تفریق و تعمیر
رسول پر واجب ہو یا مستحب تو جناب امیر نے اگر ایسی مجبوری بلکہ
اس سے بدرجہا زاید مجبوری کے عالم مین بغرض محال بھی نکاح کر دیا

جواز دس حکم لاتنکحوا المشرکین مین بھی داخل ہنین ہے اور جواز مین و سیلے
خصوصاً درحالیکہ جناب امیر علیہ السلام کیطرف اسکی نسبت ہو اور
کسیکو کوی عذر بھی ہنین ہے تو کیونکر محل طعن و تشنیع ہوسکتا ہے
خصوصاً جبکہ باتفاق فریقین ثابت ہے کہ بہت سے امور محرمات
عالم اضطرار و مجبوری مین حلال و مباح ہو جاتے ہین جیسا کہ
فعل رسول مین بھی مشاہدہ ہوا اور جناب امیر علیہ السلام کی مجبوری
دنیاداری کا حالت حصول خلافت و فرمانروائی مین بھی خود شاہ صاحب
کو اقرار ہے چہ جائے ایام حکمرانی افظ اغلظ حضرت خلیفہ دوم
جنکے تشددات خصوصاً بہ نسبت خانوادہ رسالت طشت از بام
ہین اور حضرت لوط کے بارہ مین تو خود قرآن سی ظاہر ہے کہ باوجودیکہ
حضرت لوط نے قوت و طاقت جبرئیل امین کو ملاحظہ کیا تھا اوسپر
بھی تسلط و غلبہ کفار سے اس قلق و اضطراب مین تھے او اوی
الی رکن شدید کہا اور اوسی عالم قلق مین کفار سے فرمایا کہ یہہ میری بیٹیان
پاکیزہ ہین اگر ہو کرینوالے جسکی بہ نسبت امام فخر رازی لکھتے ہین
اپنی بیٹیون کو فجار و اوباش پر عرض کرنا اہل مروت سے
نہایت بعید ہے چہ جائیکہ اکابر انبیا سے یہہ امر سرزد ہونا چنانچہ
امام صاحب نے اسی وجہ سے اون دختران حضرت لوط کو فرزندیت
حضرت لوط سے نکالکر امت کی بیٹیان قرار دین اور یہہ بھی نہ خیال
کیا کہ یہہ برخود نپسندی بہ دیگرے مپسند کے خلاف انبیائے کرام

کیونکر کر سکتی ہین جنکے بعثت بالخصوص تعلیم مکارم اخلاق کے لیئے
ہوئی اور اوسکی بدولت ایذاے امت تمام سہنا شب و روز جفاے
کفار مین مبتلا رہنا اونکی شان سے ہے مگر علامہ ابی سعود نے اس عرض
دختران کو فجار و کفار پر کرم حضرت لوط مین شمار کیا ہے کہ مہمان کے
بچاوکے لیئے ازراہ غایت کرم یہہ فرمایا حالانکہ وہ سب بسبب کفر
و فسق و خباثت و عدم کفاءت کے باوصف استدعا نہ لائق عقد تہی
نہ حضرت لوط اونسے نکاح کرنا قبول فرماتے تھے بہرکیف یہہ جواب
اجمالی بطور فرض و تسلیم و قوع عقد ہے کہ شیعیان اہلبیت اس
حالت مین بھی چیرہ دست ہین اور اہلسنت کے الزامون سے پاک و
صاف ورنہ عنقریب معلوم ہوگا کہ عند التحقیق یہہ قصے تمامتر غلط و بے
بنیاد محض افترا و بہتان ہین اب یہہ دیکھنا چاہیے کہ در صورت تسلیم
وقوع عقد بنا بر اصول اہلسنت کیا کیا خرابیان لازم آتی ہین اور اونکا
دفعیہ ہوسکتا ہے یا نہین خرابیان تو بہت ہین دفعیہ کی کوئی صورت
نہین کیونکہ اونپر دو طرح کی خرابیان لازم آتی ہین ایک وہ جو خاص
خلیفہ دوم اور صحابہ مقبولین اہلسنت پر وارد ہوتی ہین دوسری وہ جو بنا بر اصول
اہلسنت جناب امیر اور سایر بنی ہاشم پر عاید ہوتی ہین چنانچہ ہر ایک کو علحدہ علحدہ
بیان کرتا ہون قسم اول یعنی وہ خرابیان جو بنا بر اصول اہلسنت خلیفہ دوم و صحابہ
پر عاید ہوتی ہین سب کی سب کھلی یہ کہ اگر اس عقد کو مانین تو ضرور یہی اہلسنت اسکے
قایل ہوتے ہین کہ خلیفہ دوم نے دیدہ و دانستہ بالقصد ایذاے حق تلفی رسول کا ارتکاب کیا کیونکہ

فصل دوم در بیان خرابیات لازمہ در صورت تسلیم عقد بنا بر اصول اہلسنت

[illegible] کامل ابن اثیر جزری) جب عمر نے

دختر ابو بکر سے عقد کرنا چاہا عایشہ کو پیغام دیا ام کلثوم بنت ابو بکر نے

انکار کیا اور کہا مجھکو ایسے شخص کی حاجت نہین جو خشن العیش ہے عورتونپر

شدت کرتا ہی مگر بی بی عایشہ بہت گھبرائین یہانتک متردد ہوئین کہ عمرو عاص حیلہ ورسے

ملتجی ہوئین کہ کوی ایسی تدبیر نکالو جس سے یہ بلا ٹلے تو عمرو عاص نے کہا مین تمہاری کفایت کرونگا

بعد اسکے جاکر عمر سے کہا ہمنے تمہارے ایک ایسی خبر سنی کہ مین تمکو اوس سے خدا کی پناہ مین دیتا ہون

عمر نے متحیر ہو کر پوچھا وہ کیا ہے عمرو عاص نے کہا کہ مینے سنا ہے تم ابو بکر

کی بیٹی ام کلثوم سے عقد کرنا چاہتے ہو عمر نے برافروختہ ہو کر کہا پھر اسمین

مضائقہ کیا ہے مجھ مین عیب ہے یا اوسمین عمرو عاص نے کہا کہ عیب نہین مگر

بات یہ ہے کہ ام کلثوم دختر ابو بکر بکمال رفق ولینت عایشہ کی صحبت مین پلی ہے

اور شدت و خشونت تمہاری اس درجہ ہے کہ ہم لوگ خوف کہاتے ہین اور تمہارے کسی خلق بد

کو بدل نہین سکتے پس اگر تمنے اوس سے نکاح کیا اور اوس سے کوی قصور تمہارے

خدمت مین سرزد ہوا تمنے اوسکی کچھ تنبیہ و تادیب کی تو اوس سے حق تلفی و جفا کے

ناحق برابو بکر لازم آویگی عمر فورًا متنبہ ہو کر باز آئے بلکہ یہانتک پریشان ہوے

کہ عمرو عاص سے کہا پھر عایشہ سے کیا کیا جاے کہ مین اون سے

کہہ چکا ہون عمرو عاص نے کہا کہ مین بندوبست کرونگا انتہی پس اگر ام کلثوم بنت

جناب سیدہ علیہا السلام سے خلیفہ نے عقد کیا تو حق تلفی و جفا بر رسول بہی ضرور لازم

ہوئی بلکہ صورت اولی سے کہین زیادہ حق تلفی و ایذاے رسول مین مبتلا

ٹھہرے کیونکہ ایک تو تفاوت سن کے سبب سے صحبت ناجنس کا سابقہ

جسکو صحبت ناجنس عذاب الیم کہتے ہین **دوسرے** یہ عمر وہی ہین
کہ جنہونے والدہ ماجدہ جناب ام کلثوم سیدہ نساء العالمین پر کیا کیا ظلم
وستم کئے جنکو حضرت ام کلثوم نے اپنے نانا رسولخداؐ کی وقت وفات
سے اوسوقت تک بچشم خود دیکھا مثل قسم عمر بخانہ سوزی اور آگ لکڑی
لیجانے گھر جلانے کے لئے لا اقل یہ تو یقینی ہے کہ حضرت ام کلثوم یقیناً
جانتی تہین کہ جناب سیدہ شیخین سے ناراض تشریف لیگیئن اور اسیوجہ سے
جنازہ پر اوس معصومہ کے نہ آنے پائی **تیسرے** کمسنی ایسی جس سے
صدور بواعث منازعت ومخاصمت گویا لوازم سے ہے خصوصاً اوس
کمسن لڑکی سے جو بکمال ناز ونعم پرورش پائی ہو جسکا نمونہ طمانچہ بازینوالی
روایت سے ظاہر ہے **چوتھے** غیر کفو غیر قبیلہ کی ایک بڈہی بدخود
بدخلق سے سابقہ ہے کہ بہر طور اسباب رنج وکدورت موجود ہین جس سے
پیدا ہونا بواعث مذکورہ کا ضروری ہے لا اقل جسطرحکی وہمی حق تلفی
عقد دختر ابوبکر بین ممکن الوقوع تھی اوس سے تو بدارج بڑہ کر یہان
یقینی الوقوع ہے وہان اگر حق تلفی ابوبکر صرف تھی تو یہان حق تلفی
وایذائے رسول وبضعۃ الرسول دونوہی بلکہ جناب امیرؑ اور حسنینؑ اور
سایر اہلبیت کی ایذا رسانی ہی تو اب حق تلفی ابوبکر کا لحاظ کرنا اور حق تلفی
رسول واہلبیت کا بالکل لحاظ نکرنا جس درجہ کی خرابی ہے اوسکو اہلسنت
ہی خوب جانتے ہین اگر اقرار بوقوع عقد کیا جائے تو اوسکے ساتہ
اسکا بہی اقرار کرنا ضروری ہوگا کہ عمر نے دیدہ ودانستہ رسول کا خیال

ترک کیا اور اونکے حقوق کا اوتنا بھی لحاظ نہ کیا جتنا ابو بکر کے حقوق تلفی کا
لحاظ کیا بلکہ وہان اگر حق تلفی ابو بکر لازم آتی تھی تو بلا قصد اور یہان حق
رسول کا ارتکاب بالقصد دیدہ و دانستہ ہوتا ہے پس نہ معلوم ایسے
شخص کو اہلسنت کیونکر مسلمان و مومن کہہ سکتی ہین حالانکہ خود صحیح صـ۵ صحیح بخاری
بخاری مین ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کبھی کوئی مومن نہین ہوسکتا جبتک
ہماری محبت اوسکے دلمین باپ بیٹی تمام آدمیون سے زیادہ نہو اور
اہلبیت طاہرین کے بارےمین جو کچھ وصیت فرماگئے محتاج شرح نہین
حتے کہ خود علماے اہلسنت نے تصریح کی اگر علوی را علویک گوید کافر گردد
وایذاء عام است سواے کان او را کشد فرزند و بد گوید بحدیکہ اگر از مجلس برخیزد
و جامہ بیفشاند چنانکہ خاک باہل مجلس رسد ایذا بود و نیز اگر فرزند و یا غلام
و متعلق او را از ادرار باز دارد ایذا بود و نیز روے ترش کردن آزار است و ایذاے
اہلبیت ایذاے رسول است بتصریح نص و ہو الحدیث الاول فے الکتاب
و شرف النبوۃ رواہ علے حرمت الجنۃ علے من ظلم اہلبیتی وآذانی فی عترتی ثم قال
و در ایذاے علویہ ایذاے رسول است صلی اللہ علیہ وسلم و درین باب احادیث
کثیر است بسبب اختصار مذکور نشد انتہی (مناقب السادات ملک العلماء صـ۳ ورق قلمی مناقب السادات
دولت آبادی) پس ہم نہین سمجھتے کہ بغیر انکار وقوع عقد اہلسنت کیونکر
اپنے خلیفہ دوم کو اس الزام سے بری کرسکتے ہین کہ ابوبکر کے حقوق
کو برابر بھی حقوق رسول کا خیال نہ کیا جس سے اصل ایمان خلیفہ دوم وغیرہ
مشخص نہوتا ہے حالانکہ بالخصوص اس مادہ مین نص صریح صحیح بخاری مین

موجود ہے کہ جناب رسالت مآب نے استدعاے اولاد ہشام پر دوبارہ عقد
جناب امیرؑ ناراضی ظاہر فرمائی اور سوت ہونیکو موجب ایذاے معصومہ
مظلومہ فرمایا جو موجب ایذاے خدا و رسول ہے دوسرے خرابی
یہ ہے کہ یہی کل الزام عمرو عاص پر بھی عاید ہوتے ہین جسنے عمر کو حق
تلفی ابوبکر کا خیال دلاکے ام کلثوم دختر ابوبکر سے عقد کرنے کو روکا اور
ام کلثوم بنت جناب امیرؑ سے عقد کرنے کی راے دی حالانکہ یہ عمرو
عاص وہ ہین کہ معاذ اللہ جناب رسالت مآب صلعم اللہم صل علی عمرو بن العاص
سے فرمایا بلکہ خلفاے ثلثہ و کل صحابہ پر آنحضرت نے (معاذ اللہ) اسے
ص ۱۲۱ تفضیل دیا کہ فرمایا ہر شخص اسلام لایا عمرو عاص ایمان لایا (کما فی اسماء الرجال
للشیخ عبد الحق) ازینجاست کہ یہہ شخص تیسرا سر حلقۂ اہلسنت والجماعت ہے
جیساکہ تکمیل الایمان مین ہے تیسرے خرابی یہ ہے کہ یہی کل الزام بعینہ اور
اوسکے ساتھ مزید عداوت با جناب امیرؑ اکثر صحابہ پر عاید ہوتے ہین
کیونکہ جب جناب امیرؑ نے عذر صغر سنی کیا تھا تو عمر باز آئے پھر
۵۱ ازالۃ الغین ص ۹۲۵ لوگون نے بہکایا کہ علی نے تمکو ذلیل جانا اسوجہ سے عقد کرنا تمہارے
ساتھ منظور نہ کیا کہ پھر خلیفہ کا اصرار بڑھا حالانکہ اہلسنت کو
رفع عداوت صحابہ و خلفا مین با جناب امیر علیہ السلام جو کد و کاوش
ہے معلوم ہے چوتھے خرابی یہہ ہے کہ اگر عمر نے ایسا قصد کیا اور
عقد ہوا تو لازم آتا ہے کہ انہون نے احکام خدا و رسول کو باطل کر دیا کیونکہ
ص ۱۶۰ صواعق محرقہ خود انکے یہان ثابت ہے کہ بنی ہاشم کا کفو ہمسر غیر بنی ہاشم نہین ہوسکتا

Presented by www.ziaraat.com

پس انہوں نے ابطال احکام خدا اور رسول کیا بلکہ خود اپنے مذہب کے بھی خلاف کیا کیونکہ صاحبان حسب و نسب مین کفو کا خیال انکے نزدیک ضروری تھا نہ کہ مہاجرہ سے غیر مہاجر کے عقد کو منع کیا بلکہ عربیہ سے غلام آزاد کردہ کے نکاح کرنے کی بھی ممانعت کی چنانچہ بہین خیال سے اہلسنت قایل ہوئے کہ نکاح معتزلہ اور شافعیہ کے ساتھ حرام ہے جیسا کہ جامع الرموز شمس الدین قہستانی مین ہے **پانچوین** خرابی یہ ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام نے عذر تقرری نسبت بفرزند جعفر پیش کیا اوسپر بھی خلیفہ نے اصرار کیا تو مخالفت اوس حکم نبوی کی لازم آتی ہے جو حضرت نے فرمایا کہ جب کوئی برادر مسلمان کسی سے خواستگاری کرے تو پھر دوسرا خواستگاری نہ کرے الخ چہ جائیکہ اسپر اصرار کیا جائے اور تشدد عمل مین لایا جاوے **چھٹین** خرابی یہ ہے کہ جناب امیرؑ نے چند عذر کیے ایک کمسنی دوسرے تقرری نسبت بفرزند جعفر تیسرے مشورہ لینا چوتھے اذن لینا امرا سے مگر خلیفہ نے قبول نہ کیا بلکہ اسدرجہ جبر و اصرار کیا کہ جناب امیرؑ نے گاہے عقیل و گاہے حسنین علیہم السلام سے مشورہ کیا سب مانع ہوئے پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ کسطرح جناب امیرؑ اسکو گوارا نہ فرماتے تھے خلیفہ دوم نے تشدد و جبر ایسا مجبور کیا کہ خود و بزرگ سے مشورہ لیا **ساتوین** خرابی یہ ہے کہ خلیفہ دوم نے جب نہایت اصرار و مبالغہ کیا اور حضرت نے تمام اعزا و اقارب سے مشورہ لیا اور کسی کی رائے نہوئی تو خلیفہ

صفحہ ۱۱ ازالۃ الخفا

حرمت نکاح معتزلہ و شافعیہ با اہل سنت

صفحہ ۴ صحیح بخاری جلد ۲

صفحہ ۴۹ ۔ ۔ ۔

من باب عمر جمال ۔ ۔ ۔

صفحہ ۴ ۔ ۔ ۔

صواعق محرقہ ۱۲

دوم نے جبر مین تشدد شروع کیا یہانتک تشدد کیا کہ حضرت عباس علیہ السلام نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ اب نکاح کر دینا مناسب ہے کہ مجھے عمر سے ایک کلام پہونچا ہے یعنی کلام متضمن تخویف و تہدید اسپر بہی حضرت راضی نہ ہوے تو حضرت عباس علیہ السلام نے سمجہا بوجہا کر خود نکاح کر دیا پس اس سے سراسر ظلم و تشدد خلیفہ دوم ثابت ہوا بلکہ خروج اونکا اسلام وایمان سے کیونکہ یہہ کہنا حضرت عباس عم اشرف الناس کا فقد بلغنی عنہ کلام صاف دلالت کرتا ہے اسپر کہ خلیفہ کیطرف سے کوئی سخت دہمکی دیگئے اور نہایت درجہ کی تخویف و تہدید عمل مین آے حالانکہ عموم ناس کے لیے بہی ایسی دہمکی جائز نہین چہ جائیکہ بہ نسبت اہلبیت طاہرین ہو چنانچہ سابقًا کلام ملک العلماء دولت آبادی مذکور ہوا اور اونہین کے مناقب السادات کے باب دہم مین ہے و نیز روے ترش کردن آزار ست زیرا کہ چون عباس رض بر انصار آمد ایشان روے ترش کردند مصطفی صلعم غضب شد و گفت نباشد ایمان کسے را کہ عم مرا آزار دتا بجدیکہ اگر کہ پیالہ خورد و در مجلس در آید کہ مردمان از بوے وے آزردہ شوند آزار باشد بلکہ خود صحیح بخاری مین ہے اسلام وہ ہے جس سے لوگ سلامتی پائین اور اکثر احادیث مین تخویف و تحذیر عامہ مسلمان سے ممانعت صریح وارد ہے پس جب اس وقوع عقد سے کفر و ظلم خلیفہ دوم ثابت ہوا نہ استمداد و اتفاق جسکے اثبات کے لیے جو روایات

فقد بلغنی عنہ کلام مراد انتہ تہدید سطلب من جہت عمر

ص ۳۸ ورق قلمی مناقب السادات باب دہم

بنائی گئی تو اب کیا ضرور ہے کہ ایسے موضوعات سے خدا و رسول کے
ایذا دہی کیجائے اور کوئی کام بھی نہ نکلے بلکہ بعوض نفع نقصان
حاصل ہو آٹھوین خرابی یہہ ہے کہ خلیفہ دوم نے معاذ اللہ جناب امیر
کی تکذیب کی اور حضرت کے عذرونکو لغو تصور کیا یہانتک مجبور کیا
کہ ہمارے پاس بھیجدو دیکھین کم سن ہین یا نہین اور جب بھیجدی گئین
تو عمر نے کہلا بھیجا کہ ہرگز یہ کم سن نہین ہین جیسا کہ تم بیان کرتے تھے کافی ازالۃ
الغین حالانکہ تکذیب جناب امیر علیہ السلام وہ خرابی ہے کہ بدولت
اسکے صحیح مسلم کے روایت بنص فاضل رشید و قاضی عیاض و مازری غلط
و باطل کردی گئی کما سیجیئ انشاء اللہ مگر اعجب امور سے یہہ ہے کہ اہلسنت کے
یہان باپ کا قول و فعل اپنی اولاد کے بارے مین اور اوسکے مصالح مین
زیادہ معتبر ہے حتے کہ معاویہ غاویہ کو الزام ولیعہدی یزید پلید سے
جس سے وہ افعال سرزد ہوے کہ مستحق لعنت ابدی قرار پایا اسی تقریر سے
بچاتے ہین مگر ان اہلسنت کے امام خلیفہ دوم جناب امیر کے بارے مین اس
کلیہ کو بھی مسلم نہین رہنے دیتے جو اس جبر شدید کے مرتکب ہوے مگر اس
عجب سے نوین خرابی یہ ہے اللھم اغفر لنا ذنوبنا و ثبت اقدامنا
علے الحق وانصرنا علے القوم الظالمین ہم نہایت مجبوری سے اس دفعہ تو بیان کرتے
ہین جس سے قلب و جگر مین رعشہ ہے کہ جب جناب امیر نے حسب الحکم خلیفہ حضرت ام کلثوم کو
بھیجا تو عمر نے بازو تھاما چادر کھینچی بوسہ لیا سینہ سے چپٹایا ساق پا کھولا اسپر حضرت
ام کلثوم نے نہایت غضبناک ہو کر کہا اگر تو خلیفہ نہوتا تو مین تیری ناک توڑ دیتی اور آنکھین پھوڑ دیتی

مجھسو ہیرے گھر بھیجدے اوسپر عمر نے حضرت کو بھیجدیا بردا سیتے داو قُلیٰ
گھر چلی گئین (یہہ مضمون بہت سی رواتون مین اہلسنت کے مذکور ہے
چنانچہ استیعاب و اصابہ سے خود مولوی حیدر علی ازالۃ الغین مین
ناقل ہین جسکو بڑے بسط سے ہمنے جلد ہفتم ذوالفقار حیدریہ مین لکھا ہے)
ان روایات سے جو جو خرابیان خلیفہ دوم پر لازم آتی ہین اگر شیعہ
بیان کرین تو اہلسنت پر نہایت ہی گران گذریگا لہذا ہم اوہنین سے
ایک بڑے عالم محقق کا قول بیان کرتے ہین یعنی علامہ سبط ابن جوزی
کہ وہ ان روایات واہیہ کو اپنے تذکرہ خواص الامۃ مین اپنے جد امجد
کی کتاب منتظم سے بالاجمال نقل کرکے بقسم شرعی فرماتے ہین قلت
وھذا قبیح واللہ لو کانت امۃ الخ واللہ یہہ امر نہایت ہی قبیح ہے کیونکہ لونڈیونکی نسبت
بھی خلیفہ دوم ایسا نہ کرتے چہ جائیکہ خانوادہ رسالت کے ساتھہ
اسلئے کہ عورت اجنبیہ کا بدن چھونا باجماع تمامی مسلمانان حرام ہے
پس کیونکر ایسے امر کی نسبت کیجا سکتی ہے طرف خلیفہ دوم کے
انتہے علامہ مذکور ان روایات مس و کشف ساق یا وغیرہ کو بلا جرح و
قدح رواۃ صرف اسی خیال سے کہ ایسا امر عظیم کیونکر ہوگا غلط بتاتے ہین
اور کہتے ہین کہ صحیح اسیقدر ہے کہ جب ام کلثوم عمر کے پاس تشریف
لائین تو عمر نے بھر نظر گھورا اسپر حضرت ام کلثوم کو نہایت غصہ آیا
اور باپ سے جاکر شکایت کی کہ لقد ارسلتنی الی شیخ سوء یعنی تمنے
مجھکو ایک بدے خبیث کے پاس بھیجا انتہے قابل غور ہے کہ جسکو

نہایت درجہ کا بیان ہوا ہے اوسکی کیا کیفیت ہے ایا کسی بھلے آدمی
سے یہ افعال ہو سکتے ہین کیون صاحبو نظر بر انصاف کسکے نزدیک یہ باتین
مولوی حیدر علی بھی باوصفیکہ مجادلہ و مکابرہ پر جیسے کمر ہمت چست
باندھے رہتے ہین ظاہر ہے روایت کشف ساق یعنی پنڈلی کھولنے مین
کچھ ایسے دست پاچہ ہوے کہ باوصف تاویلات بیشمار آخر اسکے
قباحت و فسادات پر متنبہ ہوکر اسکے قایل ہوے کہ یہ عبارت الحاقی ہے
یعنی لوگون نے بڑھا دیا بلکہ معاذ اللہ شیعون پر اسکا الزام لگایا کہ
کشف را ضمیمہ روایت فرمودند تا بزعم خود محمدت را بمنقصت ازالۃ الغین ص ۹۲
بدل کنند خیر اسکا بدلہ تو انکو خدا دیگا جو شیعون پر تہمت کی مگر
خود بدولت اصابہ سے اس روایت کے ناقل ہین جسکی تعریف ص ۹۲۶ ازالۃ الغین
مین یہ الفاظ فرمائے بلکہ انچہ در آن مستطاب یعنی اصابہ فی معرفۃ الصحابہ
ابن حجر عسقلانی در بارہ مایہ النزاع مرقوم ست بلا اختلاف نسخ
و بے کم و کاست بگوش صفا باید شنید جس سے معلوم ہوا کہ عبارت
اصابہ جسمین روایت کشف ساق مرقوم ہے بلا اختلاف نسخ و بے
کم و کاست ہی پھر شیعون پر یہ افترا کہ انہون نے اس لفظ کو اضافہ کر دیا کیونکر
راست ہوگا بلکہ اوسی ورق کے پچھلے صفحہ مین مضمون کشف ساق
و تقبیل یعنے بوسلینے کو استیعاب سے بھی نقل کیا ہے مگر یہ بات اس سے
بخوبی ظاہر ہوئی کہ کشف ساق کا مضمون ایسی خرابیون سے مملو ہے
جسکی کچھ اصلاح نہین ہو سکتی نہ کوئی تاویل اوسمین چل سکتی ہے سوائے اسکے

Presented by www.ziaraat.com

الحاق شیعہ کے قایل ہوں جیسا کہ دربارہ قصہ فدک و قرطاس کہ بحسب افادہ شاہ صاحب
و مولوی حیدر علی صاحب مبطل مذہب اہلسنت ہی نے یہ ترکیب نکالی بہرکیف بقول سبط
ابن جوزی و مولوی حیدر علی یہ روایات غلط ٹھہری فرق یہ ہے کہ سبط ابن جوزی نے ان
روایات کی قباحت پر متنبہ ہوکر اوسکو خود غلط کردیا اور اپنے ہی راویوں پر اسکی
وضع و افترا کا بار رکھا اور مولوی صاحب نے بھی اس روایت کو غلط کیا مگر اوسکے ساتھ
شیعوں پر بھی ایک تہمت دہر دی خیر ان سے سلم بالاے علم دسوین خرابی یہ ہے کہ یہ کل
افعال خلاف انسانیت خلیفہ صاحب سے سرزد ہوی اور صحابہ رسول بیٹھے دیکھا کیے
نہ اونہوں نے اسکی حرمت بیان کی نہ رسول کی حق تلفی کا خیال دلایا ایک عالم اہلسنت
کا بیان ہے کہ خلیفہ ثانی نے مہاجرین اولین سے فرمائش کی کہ (عیاذاً باللہ) جماع
کرا دوا اوسکے بعد معذرت کرتا ہے کہ حرمت اس مسئلہ کی نہ خلیفہ دوم کو معلوم تھی
نہ دیگر صحابہ کو جو اس فرمائش پر اعتراض کرتے (سیرۃ حلبیہ) ان روایات کی تحریر سے
جو خون کو جوش ہوتا ہے منتقم حقیقی کے حوالہ کرتے ہین لیکن یہانسے معلوم ہوا کہ ان اہلسنت کے
نزدیک خلفا و صحابہ بہایم و حیوانات سے تھے نہ از قسم انسان کیونکہ بجز نامردگان کے
کوی فرد بشر ایسا نہوگا جسے اسکی حرمت نہ معلوم ہو بہرحال ہمنے نہایت اختصار کے
ساتھ قسم اول کی بعض خرابیونکو اہلسنت کی روایات سے منتخب کرکے یہان لکھا تفصیل
ان کل امور کی اصل کتاب ذوالفقار حیدریہ پر محول ہے باقی رہین خرابیان قسم دوم کی
یعنی وہ الزام جو بنا بر اصول اہلسنت جناب امیرؑ اور اہلبیت طاہرین پر وارد ہوتے ہین
پس پہلی خرابی یہ ہے کہ ہرگاہ خلیفہ دوم (عیاذاً باللہ) باانہمہ فضیلت مظہرہ اہلسنت
لائق تزویج و مناکحت تھی تو جناب امیرؑ نے انکار کیوں فرمایا اسد ربعہ عذرات

کیون پیش کیئے اور باینہمہ عدالت خلیفہ دوم جناب امیرؑ کو بعد انکار ایسا تردد و
انتشار کیون پیدا ہوا کہ گاہے حسنینؑ سے مشورہ لیا گاہے حضرت عباسؓ اور عقیل سے
جسپر سب نے اپنی ناراضی و نارضامندی ظاہر کی پھر بعد مشورہ کے خلاف راے جمہور
عقد کیون کر دیا دوسری خرابی یہ ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام اور حضرت
عقیل جو انساب قریش و عرب سے نہایت درجہ واقف تھے کیون اس عقد سے مانع
ہوے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک عمر لائق مناکحت نہ تھی تو جناب امیرؑ کے
نزدیک کیونکر لائق ہوے اور اگر اہلسنت کو اوس روایت کا خیال ہو کہ جیسا
جناب امام حسنؑ نے ابوبکر کو منبر رسول سے اوترنے کا حکم دیا اور امام حسین علیہ السلام
نے عمر کو منبر رسول سے اوترنیکا ارشاد کیا اور حسنینؑ نے شہادت بر عدالت
خلیفہ دوم مین سکوت کیا تھا تو اوس زمانہ مین عذر صغر سنی کا بھی موقع نہین ہے
کیونکہ اب وہ حضرت جوان تھے بلکہ اس لایق کہ جناب امیرؑ اون سے
استشارہ فرماوین اور اونکو امیر قرار دین تیسرے خرابی یہ ہے کہ جو اختیارات
قانون عقل و شرع سے عورتونکو ملے ہین وہ اختیارات یہان جناب امیرؑ
نے حضرت ام کلثوم سے کیون سلب کئے یعنی اذن لینا کیونکہ کسی روایت
اہلسنت سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ حضرت ام کلثوم سے اجازت لیگئی ہو
حالانکہ ام کلثوم بنت ابوبکر سے جو بوقت خطبہ چار سالہ تھے اجازت
لیگئی جسپر اوسنے انکار کیا اور کہا کہ اگر ایسا ہوا تو قبر رسول سے فریاد
کرونگی جسپر بی بی عایشہ عمرو عاص سے خواہان حیلہ ہوئین پس
جناب ام کلثوم علیہا السلام سے اذن نہ لینا جو یقیناً ام کلثوم بنت

ترجمہ صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۹

ابوبکر سے بری تھین صلر ہر خلاف عقل ہے چہ جائیکہ برعکس اذن
نارضامندی اونکی اون شکایات سے جو اپنے باپ سے نسبت
عمر بیان کین ظاہر ہوتی ہے بلکہ بروایات صاحب صواعق محرقہ کہ
جناب امیر نے حسنین ؑ سے فرمایا عمر سے انکا عقد کردو حسنین علیہما السلام
نے عرض کیا او زنے از زنان ہست از جہت خود ہر کس کہ خواہد اختیار
کند آنگاہ علی غضب فرمود از پیش حسین علیہ السلام
برخاست حسن علیہ السلام چون غضب پدر را ملاحظہ نمود دامنش
بگرفت و بگفت اے پدر مارا طاقت ہجران تو نیست آنچہ فرمائی بر آن
عمل نمائیم انگاہ عقد تزویج بوقوع آمد معلوم ہوا کہ جناب امیر نے حضرت
ام کلثوم سے اسدرجہ اختیارات مقررہ عقل و شرع کو سلب کر کہ اجازت
لینا کیسا اونکے بھائی جناب امام حسین ؑ نے جو اپنی خواہر کی اختیارات
کو ظاہر کئے او سپر جناب امیر ؑ ایسا غضبناک ہوے کہ اون فرزندان
رسول کے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا واہ ام کلثوم بنت ابوبکر تو باوصف
چار سالگی کے اس عقد عمر پر قبر رسول سے فریاد کرینگی عائشہ کو بھی دیگی
اور حضرت ام کلثوم ایسی مجبور ہو جائین کہ نہ اونسے اذن لیا جاوے
نہ اجازت طلب ہو نہ شکایت کی سماعت ہو نہ اونکی فریاد و زاری کا
خیال ہو کہ نواسی جناب رسول خدا تھین اور یون جبرًا عقد کر دیا جاے
سبحان اللہ کہان تو خود جناب امیر ؑ کو اسدرجہ استکراہ تھا کہ بہی
انکار کلی کیا ہر چند عذر کئے بعد اوسکے اپنے بزرگون سے مشورہ

کیا بعد اسکے ضرورون سے صلاح لی کہ بالاتفاق انھون نے بھونار ضامندی
ظاہر کی اب کہان سے ایسی رضامندی ہوگئی کہ سب کے برخلاف
بلا اذن بلکہ خلاف مرضی اوس سیدۂ پاک کے عقد کر دینے پر طیار
ہوگئے وہ بھی اس جبر شدید کے ساتھہ جو سراسر خلاف عقل و شرع ہی
ایسی افتراؤنکا کیا جواب ہے ہمارے ان اہلسنت نے اس بضعۃ الرسول
کی نسبت کچھہ ایسی بے اختیاری ظاہر کی ہے کہ عقد ثانی و ثالث
مین بھی (جو مثل اس غلط قصہ کے محض دروغ ہے) انکو وہی مجبوری
رہی کہ جناب امیرؑ نے اس دفعہ بھی مجبور کیا اور اوسی جبر شدید سے
کام لیا جو بہ نسبت جبر اول کے زیادہ تر خلاف عقل و شرع ہے چنانچہ
ازالۃ الخفا مین ہے بعد از وفات فاروق امام حسنؑ و امام حسینؑ ص ۹۲۸ ازالۃ الخفا
نزد ام کلثوم آمدند و گفتند کہ اگر اختیار خود را بدست حضرت امیرؑ خواہی داد
بہ یکے از فرزندان جعفر طیار ترا تزویج خواہند نمود و اگر تو مال و دولت
و آسودگی دنیا میخواہی آنہم سود مند ست بعد ازین امیر المومنین داخل شد
و حمد و ثنا گفت و فرمود اے دختر اختیار تو بدست تست من اسباب
آن می بینم کہ از طرف خود محتاج گشتی جواب داد کہ من مثل دیگر زنان
رغبت بآسودگی دنیا دارم ... حجت حسنینؑ است کہ تو چنین ارادہ
داری باز بخدا ... ست و ... قسم بکبریائے الٰہی کہ ... یکے
... کلام نخواہم کرد مگر آنکہ تو اختیار من دہی ... حسنینؑ ام کلثوم
گفتند ... انجام ... پس ام کلثوم باختیار مرتضیٰ راضی شد حضرت

زموده من ترا لعون فرزند جعفر تزویج کردم راوی گوید که عون نیز در گذشت پس بار دیگر حضرت امیر آمد و درخواست که اختیار بدست مبارکش سپارد بار دیگر ام کلثوم بے قیل و قال حضرت را مختار کرد پس بنکاح محمد برادر عون او را تفویض کردند چون بعد مدتے او داعی اجل را لبیک گفت او را به برادرش عبداللہ نکاح کردند ام کلثوم درخانہ او وفات یافت و عبداللہ بن عمر برا و نماز گذارد و چار تکبیر گفت و فرزندے از وے بجز زید در بقیہ فرزندان فاروق بوجود نیامدند انتہی **قول** منصف مزاج لوگ برائے خدا ذرا غور کرین کہ یہ اہلسنت جناب امیرؑ پر کیا کیا اتہام لگاتے ہین معاذ اللہ ذریہ رسول بلکہ خود اپنی اولاد سے جناب امیرؑ کو کیا کد تھی کہ ایکدفعہ باین جبر شدید اپنے پارہ جگر کو شیخ سوء فانی خلیفہ ثانی سے بیاہا جس سے رعایا اور برآیا کی لڑکیاں بھی عقد کرنا منظور نہین کرتی ہتین وہ بھی بلا اذن بلکہ باوصف انکار کیا حضرت کو اپنی بیٹی کی اتنی بھی محبت نہ تھی جتنی عائشہ کو اپنی سوتیلی بہن ام کلثوم سے محبت تھی کیا کوی صحابی رسول جناب امیر و اہلبیت طاہرین کا اتنا بھی طرفدار نہوا جتنا عمرو عاص نے عائشہ اور ابوبکر کی طرفداری کی بھلا کوی عاقل اسکو باور کرسکتا ہے کہ حضرت اس غرض سے کہ خلیفہ دوم ایسے عالی نسب کو شرافت قرابت حاصل ہو جناب امیرؑ خود ایسا جبر سہین اور تمامی کنبہ قبیلہ پر جبر کرین بضعۃ الرسول کو مجبور کرین کہ خواہی نخواہی اس مصیبت کو گوارا کرلین الحمد للہ ہرگز کوی

ہوشمند اسکو قبول نہ کرے گا خیر اگر یہان کوئی بات بنائی
بھی جائے تو باز دوم کیون ایسا جبر دیا گیا کہ باوصف انکار اوس
سیدہ پاک کو فقر و فاقہ کی مصیبت مین مبتلا کیا دہ بھی اس جبر شدید
کے ساتھ اگر کوئی کہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے بلحاظ و پاس کفو
اور خیال کفایت یہ جبر کیا کیونکہ روایت مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت ام کلثوم غیر کفو مین عقد کرنا اپنا چاہتی تھین اسوجہ سے
حضرت نے یہ جبر کیا تو کیا انکو اتنی بھی عقل نہ تھی جو کہتا کیا حضرت
جب آپنے بار اول اسکو جائز کہا اور گوارا فرمایا تو اب کیا مضائقہ
ہے جو آپ یہ جبر کرتے ہین اور ہر دفعہ اپنی بیٹی کو تازہ مصیبت مین
گرفتار فرماتے ہین بیٹی کو کوئی مین جھونکنا اسکو کہتے ہین افسوس کہ
حضرات اہلسنت ذرا غور نہین فرماتے اپنے موضوعات کے
بیان مین ذرا نہین شرماتے چوتھے خرابی یہہ ہے کہ جناب امیر
علیہ السلام اسد اللہ الغالب کل غالب مصداق لا فتی الا علی لا سیف
الا ذوالفقار باوصف حمایت تمام بنی ہاشم جو ملنے سے تھے اس
عقد سے کیونکر ایسے مجبور ہوے کہ باوصف عدم رضاے
کفو و قبیلہ بلکہ اکراہ خود مخطوبہ عقد کرنے پر طیار ہو گئے کیا انکو عائشہ
کے برابر بھی اقتدار نہ تھا جو ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد عمر کو
رد کیا جناب امیر علیہ السلام ام ابان کے برابر بے قوت
نہ تھے جنہنے عقد عمر سے صاف انکار کیا اونکی مذمت کی

خلیفہ سے کچھ ہو سکا پانچوین خرابی یہہ ہے کہ علاوہ اون امور کے
جو خلیفہ دوم کی عالی نسبی پر دال ہین (کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدر
مین بخوبی مرقوم ہے) صرف اوصاف بدخلقی و بدخوئی مسلّمہ مانع عقد
تھے پھر جناب امیر ع نے عقد کرنا کیونکر قبول کیا حالانکہ ام کلثوم بنت
ابوبکر اور ام ابان نے صرف اسی عیب کی بدولت نکاح عمر سے
انکار کیا تھا اور حدیث نبوی سے بھی ممانعت مناکحت ایسے شخص سے
معلوم ہوتی ہے جسکا اقل مرتبہ کراہت ہوگا جیسا کہ شرح مشکوٰۃ مین ہے
کہ فاطمہ بنت قیس نے جناب رسالتمآب سے کہا ابوجہم اور معاویہ
نے خطبہ کیا ہے کس سے عقد کرین حضرت نے ابوجہم کے عقد سے
بوجہ بدخوئی منع فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ بدخوئی مانع عقد ہے
اگرچہ بر سبیل کراہت ہو تو جناب امیر ع نے کیونکر ایسے بدخو سے
خلاف حکم نبوی (عقد کرنا پسند کیا) جسکے گھر مین آگ تک لیکر یہ بھی دوڑا
نہ تھی اور ازواج نبی نے اونکا نام ہی افظ اغلظ رکھہ لیا تھا اور صحابہ
رسول بھی ہمیشہ انکی بدمزاجی و شدت و خشونت پر معترض رہے
تھے کہ صحابہ نے خلیفہ اول پر مرتے وقت اونکے خلیفہ مقرر کرنے کی
بدولت سخت اعتراض کیا اور خدا سے ڈرایا کہ تم خدا کو کیا جواب دوگے
جو ایسے بدمزاج کو خلیفہ مقرر کرتے ہو چھٹی خرابی یہ ہے کہ صحیح
بخاری مین جناب رسالتمآب نے فرمایا اور اولاد ہشام بن مغیرہ
مجھسے مستدعی ہین کہ اگر آپ اذن دین تو اپنی لڑکی کا عقد جناب امیر سے کر دین

صـ ۹۵ شرح مشکوٰۃ ج ۳ بمبئی

صـ ۳۰ مقصد ۲
[illegible]
[illegible]
ازالۃ الخفاء عن الخلفاء

صحیح بخاری

صـ ۹۷ ورق قلمی
صواعق محرقہ صـ ۵۱
صحیح بخاری ج ۶ بمبئی

پس ہرگز نہین اذن ندونگا (یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا) مگر یہ کہ علی بن ابیطالب میری بیٹی کو طلاق دین تب اوس لڑکی سے عقد کرین کیونکہ وہ جناب سیدہ پارہ جگر میری ہے جو امر اوسکی خوشی و ایذا کا باعث ہوتا ہے وہ امر میری خوشی و ایذا کا باعث ہے انتہی پس تعجب ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم نے صرف اس خیال سے کہ میرے پارہ جگر کو سوت کے ساتھ ایذا ہوگی باوصف جواز تعدد نکاح ایسے امر ابغض مباحات یعنی طلاق کو جس سے زیادہ کوی چیز خدا کے نزدیک مبغوض نہین گوارا فرمایا مگر یہ نہ گوارا کیا کہ جناب سیدہ کو سوت کا سامنا ہو تو جناب امیر نے باوصف اوس تاسی رسول کے جسکے سامنے جان دینا گوارا کیا مگر ترک تاسی نہ قبول کیا اس باب مین کیون تاسی کو ترک کیا اور عیاذاً باللہ اپنے پارہ جگر کو جو ودایع رسول سے تھے اوسی سوت کے عذاب مین دیدہ و دانستہ مبتلا کیا جس کو سخت عذاب کہنا بجا ہے وہ بھی کون سی سوت ام کلثوم زوجہ سابقہ حضرت خلیفہ دوم جو ہمیشہ خلیفہ سے تکرار کرتی تھی یا رہے اس بضعہ رسول ذریہ بتول ہاے سے عیاذاً باللہ حسب روایات اہلسنت جناب امیر کو کیا ایسی عداوت تھی کہ برخلاف سیرت رسول بلکہ خلاف وصیت رسول اوس اپنے پارہ جگر کو آن چیر شدید انواع واقسام کے مصائب و شداید مین گرفتار کیا کہ ایکطرف خلیفہ کی تند مزاجی و بدخوئی دوسری طرف سوت کا عذاب تیسری طرف اوس سوت کی بدمزاجی چوتھی طرف خلیفہ صاحب کی بیٹی

ازالۃ الخفا صفحہ ۱۹۲

بی بی حفصہ کی بدمزاجی نسبت آنحضرت صلعم فات مین جناب امیرؑ دیدہ و دانستہ اپنے
پارہ جگر کو مبتلا کرین اور باپ بھائی چچا دادا کسیکو رحم نہ آئے بلکہ
اگر بھائیکو کچھ ترس آتی بھی تو جناب امیرؑ اوسپر آزردہ ہوتے لا واللہ
لا واللہ کوئی عاقل دیندار صاحب ولا اسکو قبول نہ کریگا کہ جناب امیرؑ
بخوشی خاطر اپنی بیٹی کو ایسے عذاب شدید مین مبتلا کرینگے اور عیاذاً باللہ
ایذاے خدا و رسول کا بھی خیال نہوگا **ساتوین** خرابی یہہ ہے
کہ جناب امیرؑ اور سایر بنی ہاشم نے کیونکر گوارا کیا کہ اپنی بیٹی کو نامحرم کے
پاس بلا عقد و بلا نکاح بھیجدیا جس سے یہہ بے ادبیان واقع ہوئین کہ
چہار دہ پنجسالہ دس سال عمر مین نے بھی ایسی گستاخی و بے ادبی کی تمیز کے
اور کہدیا کہ اگر تو امیر المومنین ہوتا تو وہ طمانچہ تجھے پڑتا کہ ناک ٹوٹ جاتی
آنکھ پھوٹ جاتی اور اوسی غصہ مین اوٹھکر چلی آئی اور باپ سے شکایت کی
کہ تمنے ہمکو ایک بڈھے خبیث کے پاس بھیجدیا مگر اسپر بھی باپ بھائی
چچا دادا کو جو بنی ہاشم تھے چین برجبین بھی نہوا حالانکہ خاندان رسالت
مین جسقدر غیرت و حمیت تھی روے زمین پر کسیکو کبھی نصیب بھی نہوئی
چنانچہ خود جناب رسالتمآب صلعم نے اس غیرت پر فخر کیا اور جناب امام حسین ؑ ص ۹۱ شرح مشکوۃ جلد ۲
علیہ السلام کا یہہ شعر اکثر زبانزد مشہورات سنی ہے شعر الموت اولی من رکوب العار
والعار اولی من دخول النار یعنے عار و ننگ گوارا کرنے سے موت بہتر ہے
اور جہنم مین جانے سے ننگ و عار قبول کرنا اولے ہے حتی کہ خود فاضل
رشید نے ایضاح لطافۃ المقال مین اقرار کیا ہے کہ بنی ہاشم مین جیسی غیرت ص ۱۳۰ ورق قلمی

Presented by www.ziaraat.com

وحمیت تھی دوسرے مین نہ تھی چنانچہ لکھتے ہین ہمچنین در بعضی حمیت وغیرت فراوان کما قال صاحب النواقض وفی الہاشمیۃ شجد اشد الحمیۃ والغیرۃ یعنی بنی ہاشم مین سبسی زیادہ حمیت وغیرت پائی جاتی ہے پس کسیکو غیرت نہو تا تعجب خیز ہو ازینجا ہے کہ سبط ابن جوزی نے اون روایات کو جنمین یہہ مضامین واہیہ درج ہین غلط وبے بنیاد قرار دیا اور مولوی حیدر علی نے بھی اوسکے الحاق کا دعوی کیا جیسا کہ سابقا مذکور ہوا علی ہذا القیاس سوا انکے اور بھی بہت سی خرابیان ہین جنکو ہمنے اصل کتاب مین ہر روایت کی ذیل مین لکھا ہے بہر کیف بنابر اصول اہلسنت یہہ کل خرابیان عاید ہوتی ہین جنکا دفعیہ کسیطرح ممکن نہین ہے ازانجا کہ جناب امیر ع اور اہلبیت طاہرین ع کی محبت وولا وحفظ وعصمت کا دعوی اہلسنت کو بھی ہے اگر زبانی ہی سہی تو وہ ان الزامات سے بھی ملزم ہین جو بنابر اونکی روایات کے جناب امیر ع اور اہلبیت طاہرین پر عاید ہوتی ہین نہ صرف شیعہ بلکہ شیعہ کسیطرح ان الزامات سے ملزم ہو ہی نہین سکتے کیونکہ یہہ لوگ سرے سے اصل وقوع نکاح ہی کے منکر ہین چہ جائیکہ یہہ امور قبیحہ اونکی روایات سے ثابت ہون کہ مثل شریک باری محال اور ممتنع ہے پس جب بنابر اصول اہلسنت اسقدر شناعت صحابہ وخلیفہ دوم واہلبیت طاہرین پر عاید ہوتے ہین علاوہ ان فسادات ولزوم محالات کے جو مابعد مذکور ہونگی انشاء اللہ تو ضروری ہوا کہ اہلسنت صرف انہین شناعتون کی بدولت اصل روایات کو باطل وبے بنیاد

قرار دیکر تکذیب واقعہ کرین گو یہ روایتین ایسی صحیح ہوون کہ اونکی صحت قرآن
کے برابر یا زیادہ اوس سے باجماع اہلسنت مانی گئی ہون مثل روایات
صحیح بخاری و صحیح مسلم کے کیونکہ ایسی حالتونمین عموماً اہلسنت کا یہی حکم ہے
اور اسی پر عمل درآمد بنظر مزید تسکین قلوب مخالفین دو چار احکام اور برتاو
انکے یہان بھی مذکور ہوتے ہین ناظرین باتمکین اندک تطویل سے ملول
نہون کہ اصل تحقیقات سے بھی انکو ازحد تعلق ہے گو یہ بحث نہایت بسط طلب
ہے کہ احصا اونکا چند مجلد مین بھی ممکن نہین مگر نہایت اختصار کے
ساتھہ صرف تین طبقون کے انکارات اور حکمت عملیان انکی مذکور ہوتی ہین

ص ۱۰۷ ذوالفقار حیدری جلد اول

حکم اول جلد اول و دویم ذوالفقار حیدری مین مفصل لکھہ آیا ہون کہ امام
فخر الدین رازی نے بیان کیا کہ ابن مسعود سورہ قل اعوذ برب الفلق اور
قل اعوذ برب الناس کو داخل قرآن نہ جانتے تھے یہ امر اکثر روایات بہ
اہلسنت مین منقول ہے درجہ تواتر کے قریب قریب الخ امام صاحب فرماتے ہین
کہ اس سے لازم آتا ہے یا قرآن صحابہ کے زمانے مین متواتر نہو یا ان
صحابیونکو کافر قرار دین کیونکہ منکر حرف واحد قرآن کا کافر ہے چونکہ دونون
صورتون مین بدیہی فساد لازم آتا ہے لہذا ضرور ہوگا کہ اصل ان روایتونکو
غلط و باطل قرار دین جنمین ایسی نسبت ابن مسعود کیطرف ہے (انتہی کلام
رازی بنقل سیوطی) پس اس حکم سے معلوم ہوا کہ ایسی خرابیکی حالت مین
اصل روایت کو بلا جرح و قدح رواۃ باطل کرنا ضرور ہے **حکم ثانی**
فاضل رشید اپنی کتاب شوکت عمریہ مین دربارہ ۲۵ وس حدیث صحیح مسلم کے

جسمین حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام
کو کاذب غادر خائن آثم کہنا اور جناب امیر علیہ السلام و عباس کا شیخین
کو کاذب غادر خائن آثم جاننا مذکور ہے فرماتے ہین چون ظاہر حدیث
صحیح مسلم مستلزم شناعت قطعیہ بطرف چہار یار عظیم المقدار اعنی شیخین و
حضرت امیر علیہ السلام و حضرت عباس رضی اللہ عنہم ست و آن نزد اہلسنت
مخالف ما استقر فی شریعۃ الاسلام ست و خبریکہ باین صفت باشد
باتفاق شیعہ و سنی یا محکوم علیہ ببطلان ست بجہت وہم راوی
یا ماول ست و چون حکم ببطلان یا تاویل آن واجب گشت لہذا بعضے
علماے اہلسنت نسبت وہم بطرف رواۃ آن نمودہ روایت حدیث
کردہ اند چنانچہ امام نووے در شرح صحیح مسلم در شرح آن حدیث
نقلا عن القاضی عیاض عن المازری میفرماید جسکا محصل یہ ہے
کہ چونکہ تاویل کی راہین اس حدیث مین مسدود ہین ہم نے
کذب کی نسبت طرف رواۃ کے کی اور اسیوجہ سے بعض لوگون نے
ان الفاظ کاذب غادر خائن آثم کو اپنے نسخہ صحیح مسلم سے
از راہ کمال احتیاط نکال ڈالا تہے اقول یہاپر انحضرات اہلسنت
کے علما کے امانت و دیانت کی خوب داد دینا چاہیے کہ
جب خود صحیح مسلم مین یہ تحریفین کی گئین جسکے ہزارون نسخہ
مشتہر ہو چکے ہین تو اسپر حال دیگر کتب اور یہین سے ہے اور ان امانات
کو بھی اہلسنت کے سمجھ لینا چاہیے جو شیعون پر دربارہ تحریف و الحاق مزعومہ

۵۴

وارد کرتے ہین بہر کیف جب روایات متواترہ صحاح بالخصوص صحیح مسلم جسکو
اصح الکتب عند اہل السنۃ شاہ صاحب فرماتے ہین بوجہ استلزام شناعت
صحابہ محکوم ببطلان ہوتے ہین تو یہ روایتین عقد کی کیونکر حکم
سے مستثنے ہونگی جو نہ صحاح ستہ مین داخل ہے نہ کسی روایت
صحیح خالی از معائب جرح و قدح کا کہین وجود ہے جیسا کہ مابعد
مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے پس بفرض محال اگر فریقین کی روایتوں سے
ایسے فسادات اور شناعات لازم آئین تو حسب قول رشیدی باتفاق
فریقین واجب الرد والابطال ہین چہ جائیکہ ایک ہی فریق کی روایت
ہو اور سپر بھی غیر صحیح کیونکہ تعظیم و توقیر اہلبیت طاہرینؑ اور بچانا انکا تحقیر و
توہین سے فریقین پر لازم ہے بخلاف حفظ عرض شیخین کہ فی الواقع
کسی پر لازم نہین بلکہ اظہار انکے کفر و نفاق کا ہر مسلمان پر فرض عینی ہے
جیسا کہ ضربت حیدریہ و شوکت عمریہ مین مفصلاً مرقوم ہے پس جب اونکے
باب مین اہلسنت کا یہ برتاو ہے تو اہلبیت طاہرینؑ کے بارے مین کیونکر
اس حکم سے عدول کر سکتے ہین واضح رہے کہ یہ ترکیب یعنی الفاظ
نکالڈالنا لیتیکے اسی روایت کے ساتھہ خاص نہین ہے بلکہ صحیح بخاری
کی حدیث ال ابیطالب لیسوالے باولیاء مین بھی بجنسہ کاذبا غادرا آثما
والی ترکیب استعمال ہوی کہ صحیح بخاریؒ سے لفظ ابیطالب کو نکالڈالا
اور ان آل ابی لیسوا لی باولیاء رہنے دیا چنانچہ فتح الباری مین ہے
کہ کسینے الی فلان لکھا کسینے لفظ ابی کی بعد جگہ خالی رہنے دی اوسکو

کسینی بیاض سے تعبیر کیا اور آل بی بیاض پڑہا کسینے آل بیاضہ پڑہا آخر مین ابن حجر نے تصریح کی کہ اصل عبارت ال اسبعیالب ہے اسیطرح صحیح بخاری مین ہے بذیل تفسیر آیہ نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم عن ابن عمر فاتوا حرثکم انی شئتم قال یاتیہا فی اسکے بعد والی لفظ کو کہ الدبر ہی نکالڈالا کسینے کذا و کذا لکہا کسینے وہان سفید ہی کاغذ چہوڑ دی کسیینے لفظ فرج لکہا بالاخر ابن عسقلانی نے تصریح کی کہ کذا کذا والی روایت کی یہ عبارت ہے نزلت فی اتیان النساء فی ادبارہن اور اوسکے بعد والی روایت مین یاتیہا فی الدبر لکہا یعنے کہا ابن حجر نے کہ اصل روایت یہہ ہے کہ کہا عبد اللہ بن عمر نے یہ آیہ اس بارہ مین نازل ہوا کہ عورتون کے ساتھہ وطے فی الدبر جایز ہے چنانچہ تفصیل اسکی کلام ابن حجر عسقلانی سے ضربت حیدریہ جلد اول مین بخوبی مرقوم ہے مگر افسوس یہہ ہے کہ اہلسنت کی اس تحریف نے جو صحیح بخاری مین دربارہ وطی فے الدبر کیگئی کوی فائدہ نہ بخشا اور سنجات اونکی اس عیب سے نہوئی کیونکہ انکے علما نے صاف صاف لکہدیا کہ یہہ امر تمامی اہل مدینہ کا فتوی ہے چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے جو شخص اہل مدینہ کے حکم کے مطابق استماع غنا اور اتیان نے الدبر کا عامل ہو الخ بہتر یہ دو مثالین تو متعلق بقول نووی ہتین جسنے یہہ بیان کیا کہ بعضون نے نسخہ صحیح مسلم سے الفاظ کا ذہاغا در اخا ئنا انما کو نکالڈالا اب اس سے بہی زیادہ تعجب خیز لطیفہ سنئے کہ جس امر پر فریقین ابتدا سے متفق ہین یعنی قصہ فدک کہ خلیفہ اول سے جناب سیدہ ع نے طلب کیا اور خلیفہ نے

ضربت حیدریہ جلد اول

ازالۃ الخفا مقصد اول

بذریعہ حدیث موضوع لا نورث محروم کیا اور جناب سیدۃ النساء
غضبناک رہیں اور جناب امیر عنے تا حیات جناب سیدہ کہ چھ مہینہ ہے بیعت
ابوبکر نہ کی اسکی بھی وہی گت بنائی گئی کہ موضوع قرار پائی چنانچہ
مولوی حیدر علی با وصفیکہ منتہی الکلام مین مقر ہین کہ بلی از ظاہر روایت (ص ۹۳ منتہی الکلام)
صحیحین در قصہ فدک بروایت ام المومنین صدیقہ میتوان دریافت کہ در
بیعت صدیق تا زندگی فاطمہ زہرا مکث نمود مگر بعد اوسکے در پے (ص ۱۵ منتہی الکلام)
تضعیف روایت ہوے کہ بدالنست اپنی اوسکے راوی کو ابوسعید قرار دیا
اور بوجہ عدم سماع زہری اوسکو ضعیف وغیر مقبول بنایا اور بیہقی
وغیرہ کی روایت کو موصول قرار دیا حالانکہ اس تضعیف روایت صحیحین
مین مرتکب کذب صریح و افتراے فضیح ہوے کیونکہ یہہ روایت تین
مقام پر صحیح بخاری مین اور ایک جگہ صحیح مسلم مین موجود ہے سب مین ابوسعید
کو بھی واسطہ نہین بلکہ ابن شہاب یعنی زہری عروہ سے اور عروہ بی بی
عایشہ سے ناقل ہین پھر دعوے عدم اتصال کیونکر درست ہوسکتا ہے
خیر یہانتک تو غنیمت تھا کہ ضعیف ہی کہا مگر ازالۃ الغین مین صاف صاف (ص ۵۸۲ ازالۃ الغین مطبوعہ دہلی)
موضوع بنا دیا چنانچہ لکھتے ہین از کتب محدثین چنان بوضوح می انجامد
کہ بعد از تنقید و تحقیق در صحت بعضی از روایات صحیح بخاری کلام ست
و ہمچنین در بعضی از روایات صحیح مسلم دخل راہ یافتہ گذشتہ کہ ان روایات
کہ اہل حدیث در صحت آن قیل و قال دارند ہر چند اقل قلیل ست مگر
بعنایت زیادہ تر از ان ست چہ مین تقدیر اکتفا بہ بیان کردہ میرا کہ

افاده ابن اثیر رحمة الله علیه در صدر جامع الاصول جائیکه فرع ثالث در
طبقات مجروحین قرار داده هست دلالت بران دارد که بعض از وضاعین
خود اقرار کرده اند که حدیث فدک را ساخته بر مشایخ بغداد خواندیم همه آنرا
قبول کردند مگر ابن ابی شیبه علوی که او بعلت جعل و افترا پی برد
و هرگز قبول نکرد و از کتب کلامیه و احادیث اهل حق امامیه بعد از تتبع بسیار
میتوان دانست که اهل تشیع در مطاعن خلفاے راشدین خصوصاً
احادیثیکه تعلق بقصه فدک دارد چه افتراها کرده در لباس تسنن و اقوال ائمه بکرده
و قبل ازین گذشت که تمیز و اخراج ایشان از زمره اهلسنت خیلی مشکل و قابل
مگر بعضے از اهل کشف و عرفان ولا این امر عظیم که مشکل ترین جمله مشکلها
توان گفت بعنایت ایزدی آسان گشته چنانچه بعد چند ورق گذشته این
اهل انصاف انتک انصاف نمایند که غضب آن معصومه و هجران ایشان از حضرت
از ابوبکر صدیق امت محمدی که از وجوه اصحاب رسالت مآب بزرگتر بود چنانچه
عالم مخالطت در مجلد امامت عماد الاسلام از اکابر خویش نقل میکند و در ملی
در اسلام ندامت و انواع فضایل از روے صدور یافت چنانچه
از تفسیر مجمع البیان و منهج الصادقین و خلاصة المنهج معلوم توان کرد
باوجود حقیت خلافتش میتواند شد با وصف آنکه نماز جنازه خلیفه سلطان
و خلیفه بود چنانچه علماے شیعه اعتراف بورود روایات درین خصوص
دارند که کیفیت الکتاب مسمی بجلاء العیون [illegible] علام [illegible] ابوبکر
بر لسے جنازه وقت غسل و دفن نمودن آنجناب بود و عمل

بحقیت صدیق از مثل نفس رسول مقبول ممکن ہست لا والله ثم لا والله
پس معلوم شد کہ ہر چند این روایت در صحیح بخاری باشد مگر چون مخالف
روایات و درایات است اعتمادے بر آن نمیتوان کرد آیا عاقلی و بیندہ تجویز
تواند کرد کہ جناب امیر کل امیر مصداق علی مع الحق والحق مع علی تا عرصہ
شش ماہ بیعت امام بحق نہ نماید خود را سعاذ الله داخل من مات بغیر امام زمانہ مات میتة
جاہلیة علیما مستحقہ انشاء الله سازد و بعد عرصہ شش ماہ وقت استنکار وجوہ ناس
التماس بیعت از امام بحق فرماید ہیہات ہیہات رمد تعصب و عناد لبصیرت
اہل تشیع را محیط گشتہ کہ درین مقامات بلکہ دیگر امور متنازع فیہا نیز دست
از انصاف بردا شتہ و بنیاد اعتراضات را بر معانی مخترعہ روایات
گذاشتہ اند کہ خلاف روایت و درایت ہست انتہی **قول** ہمارا خیال
جنگ و سرکار زار نیست کیونکہ تمامی کتب احادیث اہلسنت چہ صحاح
ستہ و دیگر صحاح و چہ سنن و مسانید و چہ سیر و تواریخ و چہ کتب فقہ و اصول فقہ
و علم کلام مین یہہ قصہ موجود ہے اہلسنت کو دلو نیز جو اس قضیہ سے گذرتا ہے
وہی خوب جانتے ہین ہے کہ مولوی عبد العلی بحر العلوم اہلسنت نے
از راہ کمال ناصبیت بر خاک بدما نش اسی روایت کی بدولت جناب سیدہ ع
کو خاطی قرار دیا اور اجماع اہلبیت طاہرین کو درجہ حجیت سے ساقط کیا
کتب کلامیہ امامیہ مین بھی بخوبے بحث ہو چکی ہے مینے بھی ذو الفقار حیدری
جلد چہارم مین بخوبی انکی تفضیح کی مگر یہان پر بمقابلہ مولویصاحب مین بھی بطور
حاتمی کہتا ہون نہ بطور مجادلہ کہ اہل انصاف خود انصاف فرمائین کہ کوی

کہ کوئی عاقل اسکو قبول کر سکتا ہی کہ جناب امیرؑ اپنی پارہ جگر حضرت ام کلثوم بنت سیدۃ نساء العالمین
کا عقد عمر بن خطاب سی گوارا کرینگے جو ارذل ناس و اذل بطون سی تھے جیسا کہ صاحب
معارف و مثالب و شاہ عبد الحق وغیرہ کی کتابون سی ہویدا ہے اور انواع کفر و نفاق
اوس سے سرزد ہوی جیسا کہ صحاح ستہ وغیرہ سی پیدا ہی حتی کہ خود اپنی نفاق کا بحلف اقرار کیا او
اپنی کفر کا اظہار کیا جناب رسالت مآبؐ نی بوقت وفات اپنی دولتسرا سی نکالدیا اور جناب سیدہؑ
تا حیات رنجیدہ رہین کہ ترک سلام و کلام کیا اور اونکی جنازہ پر حاضر ہونیکی اجازت نہ ملی اور
جناب امیرؑ جب مضطر بہ بیعت ابوبکر ہوی تو ابوبکر کو تنہا بلایا اور عمر کے آنی کی روادار نہ ہوئے
پس کیونکر ممکن ہی کہ ایسی شخص سے جناب امیرؑ اپنی دختر نیک اختر ام کلثومؑ کا عقد کرین باوصفیکہ
نسبت اونکی حسب وصیت رسول مقبولؐ محمد بن جعفر سی مقرر ہوا اور احادیث نبویہ مین
تصریح ہو کہ بنی ہاشم کا کفو و ہمسر غیر بنی ہاشم نہین ہو سکتا وغیرہ وغیرہ جو سابقا مذکور ہوا
لا واللہ لا واللہ ممکن نہین کہ ایسی شخص سی باوصف عدم رضا مندی تمامی خاندان بنی ہاشم
بطیب خاطر ایسی نسبت واقع ہو پس معلوم ہوا کہ یہ قصہ محض غلط ہی اینہمہ بیجا است کہ صحیح بخاری
و دیگر صحاح ستہ مین یہ قصہ نہین ہی اور کوئی روایت صحیح قطعی سی یہ امر ثابت نہین ہو سکتا
حالانکہ اگر صحیح بخاری مین ہوتی تو باوصف مخالفت قطعیات عقلیہ و درایات جلیہ اسپر اعتماد
نہین ہو سکتا چہ جائیکہ اوسمین نہین آیا کوئی عاقل تجویز کر سکتا ہی کہ جس شخص بدخلق و بدگو سی
خود اوسکی رعایا کی لڑکیان متنفر و کارہ ہون خلاف رای تمامی خاندان جناب امیرؑ کل اسپر
اپنی بیٹی کی شادی کر دین لا واللہ لا واللہ ہیہات ہیہات ہیہات رہد تعصب و عناد نے بصارت و
بصیرت اہلسنت کو ایسا ضایع برباد کیا کہ کسطرح کسی امر حق کو قبول نہین کرتی بلکہ تعلیقات
یقینا سے تعجب ہوتا ہی کیونکہ جناب سیدہؑ ابوبکر پر باوصف غضبناک ہونیکی [illegible]

بھیر لے

ہوئین اور جناب امیر کے باوصف حرمان حق خلافت کیونکر چھ مہینہ تک بیعت نہ کی اور ایسے

امر صریح البطلان پر مطلقاً تعجب نہین ہوتا جسکی بنیاد اون روایات واہیہ موضوعہ پر قرار دیگئی ہین

جو عقلاً ونقلاً روایةً ودرایةً صحیح نہین بلکہ سراسر غلط وتہمت وافترا وجعل وبہتان ہے چنانچہ عنقریب

مابعد اسکے معلوم ہوگا اب سننا چاہئے کہ اہلسنت نے فقط انہین روایات مذکورہ کے انکار پر اکتفا نہین کیا ہے بلکہ

قصہ قرطاس کے بارے مین جو سات مقام پر صحیح بخاری مین اور تین جگہ صحیح مسلم مین موجود ہے مولوی

حیدر علی صاحب ازالة الغین مین فرماتے ہین بدانکہ فقیر را بعد از تتبع کتب قدمای این فرقہ وتصفح مضمرات ومکنونات

ایشان کہ در تالیفات خویش بمقتضای حدیث نغز تضوی ما اضمر احد شیئاً الا وقد ظہر فی فلتات لسانہ

گاہ گاہ ازان خبر میدہند چنان مفہوم شد کہ این حدیث مثل حدیث ردت جمیع اصحاب الا شاذے

لا یعبأ بہ از خصایص مذہب امامیہ بودہ اکابر این مسلک باین اسرار دقایق آگہی داشتند واین قصہ را

ملحق بقصص کتمان مینمودند وبکتمانش ہمدگر وصایا میکردند بعد اہل [illegible] وبدا مصلحت دران

دیدند کہ در لباس نشستن این روایت را کہ منتہای ازروی نقصان بقول مجلسی در بحار وحیات القلوب

ست در عہد سہایش معتقدین خویش از زمرہ اہل حق روایت نمودند تا آنکہ رفتہ رفتہ در کتب

محدثین حتی ملاحدہ بین صحت مندرج شد وپر ظاہر ست کہ اگر این حدیث در صدر اول طبقہ

تابعین ثابت ومشہور میبود کتمان واختفا وآنہم بدین تاکیدات بلیغ انتہا کجا رو انداز ان بگوشہ تا ہم

صوبے بمنید اشتی وہر یکی از دیگری شنودی وموثق چرا میگرفت ومیگفت کہ این خبر را باید چنان

نہفتن کہ اہل خلاف بر محبت سخنین خود را فدا میکنند بر معنی مطلع شوند چنانچہ نسخہ سلیم بن قیس ہلالی

ثم قد اظہر الفضل بجمیع کتب احادیث امامیہ توان گفت کما اعترف المجلسی فی مجلد الفتن من البحار

الیہ [illegible] قوم الصدوق دلالت میکند دانیم از اشارات وعبارات ایشان ہویداست بعضی از ائمہ

[illegible] ظلم فاروق از شیعیان ہم صحیح میکرد وکتب رجال ورسایل [illegible] روایت مینمودند

ص ۲۹۹ ازالة الغین

Presented by www.ziaraat.com

اول دلیل است که مقصود اینها از اختفا واستتار همین بود که آینده علمای
اهلسنت فریب خورند وسهام تدبیر بر نشانه نشیند و برای منافع خصوصا
متاخرین را بکار آید و در صورت ظهور این کید پیش نخواهد رفت و جمهور محدثین
سنیان خواهند گفت که این روایت از خصائص شیعه است و موید
امید ما که در اینجا یاد کردم آنست که بعضی از علمای ما باین مکاید پی بردند
و حقیقت امر را دانستند چنانچه ناصبین هفوات منتهی از امدی
نقل میکنند و میگویند که او در مسند خویش میفرماید که قصه ائتونی بقرطاس
بی ثبوت و بی اساس است و از شیوخ محدثین نقل مینماید که بعد از تصحیح
بظهور رسی انجامید که در صحیحین دو صد و ده حدیث ضعیف است تفرد بخاری
بهشتاد و تفرد مسلم بیکصد میرسد و در سی روایت هر دو بزرگ شریک شده اند
انتهی پس حال حدیث قرطاس نزد احقر الناس همرنگ حدیث فدک
مینماید که شیخ مبارک جزری ابو السعادات در تصانیف خویش آورده
و گفته که بعضی از اهل اختلاق بعد از انکه اقرار بجعل و افترا کردند و گفتند که ما قصه
فدک را موضوع ساخته بر محدثین بغداد عرض کردیم و نزد آنها معنعن بروایات
شنودیم پس تمامی جماعت مذکور قبول کردند و بدام فریب واقع شدند مگر
ابن شیبه علوی که بوضع و اختلاق پی برده دانست که حدیث از موضوعات
است و انشاء الله تعالی عبارت جزری بعد ازین خواهد آمد بالجمله از
حقایق کیدیت اهل جفا جان بسلامت بردن سخت دشوار است ع
گر لطف [illegible] نشدی [illegible] تمام بود کلام [illegible]

اس کلام سراپا اتہام سے ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ اس قصہ قرطاس سے
اہلسنت کی ہوش و حواس کیسے مختل ہوتے ہین بہرکیف ہمکو انکی تقریر د[illegible]
جواب سے یہان مطلب نہین ہے جو اسطرف متوجہ ہون لیکن یہان سے
معروضات خفیہ کے بخوبی تصدیق ہوے جو سابق مین گذارش ہوے
کہ وضاعین اہلسنت نے قصہ عقد حضرت ام کلثوم کو وضع کرکے بکمال حزم
احتیاط بعض فرقہ مین بہلو مشہور کیا بالاخر شیعہ پر اوس سے استدلال کرنے لگے
مگر ناقدین اہلحق نے ظاہر کردیا کہ یہہ بالکل بے اصل ہے اور اگر کسیکو یہہ
خیال ہو کہ یہہ ترکیبین اہلسنت کی اپنے خلفا و صحابہ کی حفاظت مین صرف
بمقابلہ شیعہ ہین کہ اپنی صحیحین کو غلط کر دیتے ہین اور روایات صحیحہ
قطعیہ یقینیہ متواترہ بین الفریقین کو باطل کر دیتے ہین کیونکہ بجز ابطال شیعہ
سوا اسکے کوئی چارہ نہین پس یہہ خیال صحیح نہین کیونکہ دوسرے مقامون بہی
اسی رد و انکار کے مرتکب ہوتے ہین یا حدیثین مخالف دیتے ہین یا وہ تاویلین
بناتے ہین جنپر خود سے قہقہے لگاتے ہین دیکہو صحیح بخاری کی اس روایت مین
کہ نعیم بن حماد حشیم سے وہ حصین سے وہ عمرو بن میمون سے ناقل ہے کہ
مینے زمانہ جاہلیت مین دیکہا کہ ایک بندریا پر چند بندر مجتمع ہوے
اور اوسکے ساتھ زنا کیا لوگون نے اوسپر رجم کیا یعنے سنگسار کیا
مینے بہی اون لوگون کے ساتھ اوسکو سنگسار کیا تہے علامہ ابن حجر
عسقلانی شرح اسکی فتح الباری مین فرماتے ہین کہ ابن عبد البر نے
اس قصہ عمرو بن میمون پر سخت اعتراض کیا ہے کیونکہ اسمین

زنا سے طرف غیر مکلف کے (یعنی جانورونکی طرف) دوسری بیان ہی
کہ حد شرعی جاری ہوی بہایم وحیوانات پر حالانکہ یہہ امور اہل علم کے نزدیک
نہایت ہی منکر و قبیح ہین اور کہا ابن عبد البر نے کہ اگر طرق اس روایت کے
صحیح ہون تو شاید یہہ بندر اور بندریا از قسم جنات ہون جو مکلفین سے ہین
ابن حجر کہتے ہین کہ قول ابن عبد البر در بارہ عدم صحت روایت صرف بر
بنیاد طریق اسمعیلی ہے اور اعتراضونکا یہہ جواب ہے کہ اوس واقعہ کی بصورت زنا
واقع ہونے اور رجم ہونے سے یہی نہین مراد ہے کہ حقیقۃً زنا اور رجم ہو
بلکہ ممکن ہے کہ چونکہ وہ واقعہ صورت زنا و رجم مین تھا اسوجہ سے زنا و رجم
کا اطلاق اسپر ہوا پس وہ اعتراض دفع ہوگیا کہ اس سے لازم آتا ہے
احکام شرعی حیوانات پر جاری ہون اور حمیدی نے جمع بین الصحیحین مین
اس روایت کو نہایت غریب جانا ہے بلکہ گمان کیا کہ یہہ حدیث شاید بعض
نسخہاے بخاری مین وارد ہوئی ہے اور صرف ابو مسعود نے اسکو اطراف
مین ذکر کیا ہے اسی گمان پر حمیدی نے دعوے کیا کہ کسی نسخہ صحیح بخاری مین
یہہ روایت نہین ہے شاید کسی نے کتاب بخاری مین بڑھا دی ہو مگر یہ قول
مردود ہے کیونکہ جن جن نسخونپر صحیح بخاری کے ہم مطلع ہوے سبھون مین
یہہ روایت موجود ہے اور کافی ہے اسکی صحت مین یہہ امر کہ ابی ذر حافظ
نے اپنے شیوخ ثلثہ سے جو ائمہ متقنین سے تھے یہہ روایت فربری سے
نقل کی ہے اسیطرح اسمعیلی اور ابی نعیم اور ابو مسعود کا اطراف مین نقل
کرنا اسکی صحت کی دلیل کافی ہے ہان روایت ضعیف ہے بجہت

تاویل [illegible] بندر و بندریا [illegible] جنات [illegible]

انکار حمیدی از وجود روایت [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

اور اسکے مابعد والی حدیث ساقط ہے مگر اس سے یہہ نہین لازم آتا
کہ روایت فربری مین یہہ روایت نہیت کیونکہ فربری کی روایت مین بہت سی
روایتین زاید ہین بہ نسبت روایت نسفی کی جسپر ہمنے تنبیہ کیا ہے اور
کرینگے انشاء اللہ باقی رہا یہہ امر جو اسمعیلے نے تجویز کیا ہے کہ صحیح بخاری مین
یہہ روایت زیادہ ہوگئی ہے پس یہہ قول اجماع علما کے خلاف ہے
کیونکہ وہ لوگ بالاتفاق قایل ہین کہ جتنی روایتین صحیح بخاری مین ہین وہ سب
صحیح ہین اور نسبت اونکی بخاری کیطرف قطعی و یقینی ہے پس قول
اسمعیلے تخیل فاسد ہے جس سے لازم آتا ہے کہ صحیح بخاری کی کسی روایت
پر وثوق و اعتماد نہ رہے کیونکہ جب ایک حدیث مین یہہ امر جایز ہوا
تو ہر ہر حدیث مین یہہ احتمال ہو سکتا ہے پس کسیکو وثوق نہ رہیگا حالانکہ
اتفاق علما اوسکی صحت پر ہے اور جس طریق سے بخاری نے روایت
نقل کی اوسپر وہ اعتراض ابن عبد البر جو سند پر بطریق اسمعیلے کے ہے نہین
ہو سکتا اور ہمنے اس مقام مین اس وجہ سے طول دیا کہ کوئی ضعیف
[illegible] حدیث کہا جاتا ہے اور اوسپر اعتماد نہ کرے [illegible]
[illegible] صحیح بخاری اقوال [illegible]
[illegible]

اجماع علما بر صحت جمیع روایات صحیح بخاری

عموماً فروج حلال ہے کیونکہ ملا علی قاری رسالہ ردامامیہ[1] الحرمین مین فرماتے ہین
کہ جزری و ابن عبد السلام اور سبکے ناقل ہین کہ محے الدین عربی
قائل ہین کہ عالم قدیم ہے اور فروج بنی آدم حلال ہے جس سے تحلیل
فروج انکے مریدین کے غیر مریدین کے لیے بجاے متعہ نمایان ہوے
پس شاید وہ قرود و قردہ یا جنات اہلسنت کے اس وسیلۃ اللہ کے
مقلد یا امام تھے ہون پھر کیفیت جب اعاظم علماے اہلسنت صرف اس خیال سے
کہ صحیح بخاری کی روایت غلط ہو جاے اُس بندرا ور بندریا کی تعیین
یہ تاویل نکال لیتے ہین کہ شاید وہ جنات سے ہون اسوجہ سے اونپر احکام
شرعی جاری ہو سکتے ہین تو اگر ہم لوگ شیعہ بھی اس سے اعظم مطالب
کے لیے کسی واقعہ مین بشرط صحت سند بطور فرض و تسلیم ذکر خناک کا کرین
اور جنیہ کہین تو اہلسنت کو کیونکر استبعاد ہو سکتا ہے خصوصاً در صورتیکہ
نسبت اس امر کی اوسطرف ہو جو اہلسنت کے نزدیک بھی صالح جن ہو
[illegible] خلق ہو [illegible] جاہی [illegible]
اہلسنت کو ان پر تعجب ہوتا ہے نہ شرم آتی ہے کہ مقابلہ [illegible]
[illegible] دم سے اور شیطان [illegible] کشتی [illegible] شیطان کو [illegible]
[illegible]

سلہ کی نقل ہے استقصا الافحام صفحہ ۲۳۲
سلہ تفصیل اس قصہ کی استقصار الافحام جلد اول مین صفحہ ۵۰۰ کتاب الاکتفا در ریاض النضرہ محب طبری سے منقول ۱۲ منہ
سلہ ۳ صحیح بخاری فضل آیۃ الکرسی ۱۲ منہ
سلہ ۴ تفصیل اس قصہ کی جلد اول استقصار الافحام [illegible] فتوحات مکیہ شعرانی اور [illegible]
[illegible]

اپنی ماں کے شکم میں بحالت حمل تھی اوسکی ماں کو چھینک آئی اور الحمد للہ کہا
تو درون شکم سے کہا یرحمک اللہ کہ حاضرین جلسہ نے سنا اور اس پر تعجب ہوتا ہے
کہ جنات کیونکر کسی آدمی کے محکوم ہوے یا کسی صورت پر متشکل ہوے
سبحانک ھذا لشی عجیب زیادہ تر قابل افسوس یہ ہے کہ انحضرات اہلسنت
کو خلفاے ثلثہ کے کسی قضیہ پر تعجب نہیں ہوتا مگر اہلبیت کیطرف اگر کسی اعجاز
و کرامت کی نسبت ہوتی ہے تو شیعون سے دماغ کہانے پر تلجاتے ہیں
دیکھئے انکے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں بذیل اوس قصہ کے
کہ خدا نے اپنی روح کو حضرت مریم پر نازل کی اور وہ بصورت مرد متشکل ہوے
ایسی ہی چند اشکال اپنے میلانکے لکھے ہیں بلکہ کچھ جواب بھی دیا ہے
کہ مدار ان جوابون کا محض قدرت باری تعالے پر ہے یا ادلہ سمعیہ یعنے
آیات و روایات پر کہ عقلا ان اشکالات کو قبول کر لیا پس نہ معلوم شیعہ
ایسے جواب بمقابلہ اہلسنت کیون محروم کئے جاینگے اور اہلسنت کا
ویسا ہی جواب بمقابلہ کفار و منکرین وجود ملئکہ و جنات بلکہ جنت و نار کیونکر
مقبول ہوگا کیا غضب ہے کہ علماے اہلسنت محی الدین عربی کو کافر و منکر
بھی کہیں اور اکابر اولیا سے بھی قرار دین وقت [illegible] کہیں
کہ تفسیق باعتبار ظاہر شریعت ہے اور ولایت اونکے باعتبار باطن بلکہ
قائل [illegible] متعہ کی حرمت کو [illegible] سال [illegible] باعتبار باطن [illegible] رسال
[illegible] حرمت اونکی باعتبار ظاہر قرار دین لیکن [illegible] کی [illegible]
[illegible]

صفحہ [illegible] تفسیر کبیر

نیا انصاف ہے حالانکہ جو امر محال ہے بہر طور محال ہے اور جو ممکن ہے
بہر طور ممکن ہے پس جب ملائکہ و جن کا متمثل ہونا بشکل انسانی ممکن ہوا اور
مخالطت انسانی مین شامل ہوا تو پھر کیونکر ایک مقام مین ممکن اور دوسری
جگہ وہی امر محال ہوگا اور جسطرح ان امور مین فرق ظاہر و باطن نکالا جاتا ہے
دوسری جگہ بھی اگر بطور فرض و تسلیم کوئی بیان کرے تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے
العجب کل العجب بین الجمادی والرجب یہہ ہے کہ مولوی عبد الحی صاحب
فرنگی محلی جو خاتم العلما لکھے ہین وہ صرف اس غرض سے کہ اپنے شیخ نجم الدین
ترک زیارت رسول کے عیب کو مٹا دین رسالہ سعی مشکور مین فرماتے ہین صفحہ ۴۲ سعی مشکور
مفتتم آپکا استشہاد حضرت شیخ نجم الدین کے ترک زیارت کے ساتھ جب
درست ہو کہ فی الحقیقت اونکی طرف یہ نسبت درست ہو حالانکہ زیارت
کیواسطے اونکا تشریف لیجانا ثابت ہے نہ بطریق سفر ظاہری بلکہ بطریق طے
مسافت و سفر ہوائی اور بعد ثبوت اسکے منکر اسکا کوئی نہین ہو سکتا مگر
جو کہ کرامات اولیاء اللہ کا منکر ہوگا اور چونکہ اس قسم کے امور کے علم سے
علمائے ظاہر بہر اصل دور ہین ان لوگون کو کیفیت اونکی زیارت کی معلوم
نہوے اسیوجہ سے ترک زیارت اونکی طرف منسوب کر کے اونپر ملامت
کر گئے یافعی مرآۃ الجنان مین شیخ مذکور کے حال مین لکھتے ہین [illegible]
[illegible] بعید من عرفة وما فی الباطن فی العلم [illegible]
[illegible]

فی نفسہ فی کونہ لا یقصد المدینۃ الشریفۃ ویزور قال ثم رفعت راسی فاذا بہ فی الرھو ما وایٰ
جھۃ المدینۃ ونادانی یا محمد اکذا وکذا وذکر کلاما لسنیۃ انتہی اور تقی فاسی عقد
ثمین میں بعد حکایت اس حکایت کے کہتے ہیں وبھذہ الحکایۃ یجاب عن الشیخ نجم الدین فی عدم اظہار
القصد الی زیارۃ النبی لان الشیخ علیا الواسطی انتقد علیہ فی ذلک کما ذکر الذہبی المعتقدے
انتہی عبارۃ السعی المشکور بہر کیف چونکہ یہ بحث بھی اصل کتاب میں بہت بسط سے لکہ چکا ہون
لہذا طول دینا مناسب نہین خیر یہ انکارات اہلسنت طبقہ اولے کے تھے جسکی انہین ضرورت تھے
کیونکہ بمقابلہ حفظ شیخین صحیحین کا منایع جانا آسان ہے گو صحیحین کا مرض متعدی ہے جسکی وجہ دولت
دین و ایمان ختم کہ شیخین کی بقا کی بھی صورت نہین رہی باقی مگر اب طبقہ ثانیہ کی انکارات کو
ملاحظہ فرمائے کہ معاویہ کی بارے مین بھی جسکی طرفداری و حمایت سے جان بلب کر رکھے تھے ہو کر کہدیا
کہ اوسکی طرفداری چندان ضروری نہین ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے
صاف صاف باغی کہدیا معہذا دقت دار و گیر الحق ایسے متواترات
و بدیہیات سے انکار کرتے ہین چنانچہ معاویہ کا سب کرنا امیر المومنین
علیہ السلام کو اور لوگونکو اس امر کا حکم دینا یقینا ثابت ہو چکا ہے کہ سنن
ابن ماجہ و صحیح مسلم وحدائق الازہار شرح مشارق الانوار و مستدرک و معقد
ابن عبد ربہ و کتاب ... فی اخبار البشر و شرح مشکوۃ ملا علی قاری ...
... ابن حجر ... الریاض النضرۃ محب الطبری و منہاج السنہ
... مین ... ہے ...
... کرتے ...

گو بھی انکار کرتے ہین حالانکہ استیعاب و تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی و تہذیب الکمال مزی و تہذیب التہذیب ہی و مرأۃ العجائب و ربیع الابرار زمخشری و تاریخ ابو الحسن مدائنی و مختصر فی اخبار البشر و حسن السریرہ عبد القادر بن محمد طبری وغیرہ مین بالاتفاق مذکور ہے کہ معاویہ کے حکم سے جناب امام حسن مجتبے فرزند رسولخدا کو زہر دیا گیا فاضل رشید ایضاً غرہ الراشدین مین اور مولوی حیدر علی ازالۃ الغین مین اسواقعہ سے انکار کرتے ہین بلکہ درباب یزید پلید ایسے ہی بدیہیات کے منکر ہیں امام غزالی احیاء العلوم مین لکھتے ہین کہ یہ امر ثابت نہین ہے کہ یزید نے جناب امام حسین کو قتل کیا ہو یا حکم بقتل دیا ہو پس جبتک ثابت ہو اوسکو قاتل نہین کہہ سکتے چہ جائیکہ اوسپر لعنت کرین انتہے اور صواعق محرقہ مین ہے کہ ابن صلاح سے کسینے لعن یزید کو پوچھا کہ بوجہ قتل کرنے امام حسین کے مستحق لعن ہے تو جواب دیا حکم دینا یزید کا بقتل امام حسین ثابت نہین اور اگر ثابت بھی ہو تو قاتل مسلمان پر لعن نہین جائز ہے اور شاہ عبد الحق صاحب تکمیل الایمان کی بحث لعن مین فرماتے ہین تا آنکہ بعضے در یزید نیز توقف کنند و بعضے براہ غلو و افراط در شان وے و موالات وے روند و گویند کہ بود او امیر باتفاق مسلمانان امیر شد اطاعت وے برامام حسین [illegible]

[illegible]

[illegible]

چہ عداوت آن بے سعادت با اہلبیت نبوی سلام اللہ علیہم اجمعین استثنا
وے بقتل ایشان و اذلال و اہانت او مر ایشان را بدرجہ تواتر معنوی
رسیدہ ست و انکار آن تکلف و مکابرہ ست انتہے مختصراً طبقہ ثالثہ
انکارات اہلسنت خیر یہانتک کے انکار کی انکو شدید ضرورت تھی کیونکہ
اس ملعون کو بھی اکابر ائمہ اہلسنت حدیث اثنا عشر خلیفہ و اثنا عشر ائمہ
مین داخل کرتے ہین اور امام برحق و خلیفہ راشد جانتے ہین چنانچہ کلام
شاہ عبد الحق صاحب سے بہی اسکی تصدیق ہوتی ہے پھر اسکی اصلاح
مین کیون نہ کوشان ہون لیکن تعجب خیر یہہ امر ہے کہ خلفاء بنی عباسیہ
کے بارے مین بھی ایسی ہی بدیہیات و متواترات کے منکر ہوتے ہین حالانکہ
انکو ائمہ خلفاے اثنا عشر والی حدیث مین بھی داخل نہین لیتے کیونکہ
وہ شرف تو بنی امیہ ہی کا خاص حصہ تھا معلوم ہے فضایح و قبایح مین
ان خلفاے بنی عباس کے بڑے بڑے جوش و خروش سے اور
متواترہ یقینیہ کا انکار کرتے ہین اور اجماع ناقل کو غلط ٹھراتے ہین چنانچہ
علامہ عبد الرحمن بن محمد بن خلدون فرماتے ہین منجملہ ان حکایتون کے
جنکو عقلاً کر مورخین نے بیان کیا ہے اور تمامی مورخین نے اسکو
[illegible] عباسیہ کے لیے بربادی خاندان برامکہ مین بیان کرتے ہین
[illegible] ہارون رشید اور [illegible] شراب اور [illegible]
[illegible] بن [illegible]

جم سکتا تھا آخر اپنی بہن عباسہ کا اپنے وزیر جعفر برمکی سے عقد کر دیا
باین شرط کہ صرف شریک جلسہ شراب رہا کرین دونون مین تخلیہ ہونے
پائے جعفر برمکی تو حسب الشرط بخوف عتاب خلیفہ اپنے کو بچاتا رہا
اور باوصف عشق صحبت سے اوسکے مجتنب رہا لیکن عباسہ خواہر
ہارون رشید کی فریفتگی اپنے شوہر جعفر وزیر پر بڑہتی گئی تا اینکہ براہ
حیلہ و مکر اپنے شوہر کے وصل سے کامیاب ہوے مورخین کا گمان ہے
کہ عباسہ نے جعفر کو شراب پلا کر جب خوب مخمور کیا اوس حالت نشہ مین
عباسہ کی تمنا بر آئی کہ حاملہ بھی ہوئی جب یہ خبر ہارون رشید کو پہونچی
تو نہایت ہی غضبناک ہوا یہانتک کہ تمامی خاندان برامکہ کو اسی غصہ سے
ہلاک کیا ابن خلدون اس حکایت کے بعد کہتے ہین ہیہات ہیہات بہت
ہی بعید ہے یہ امر منصب عباسہ سے اور اوسکی [illegible]
و جلالت سے وہ بیٹی ہے عبداللہ بن عباس کے چار پشتون کا صرف
[illegible]
[illegible] مہدی بن عبداللہ ابو جعفر منصور بن محمد سجاد
بن علی ہوا لخلفا بن عبد اللہ ترجمان قرآن بن عباس عم رسول اللہ صلعم
[illegible] خلیفہ کی [illegible] ہے دوسرے خلیفہ کی بہن ہے مخفوف [illegible]
[illegible] صحابی رسول بلکہ عم رسول کی [illegible]
[illegible]

دین کے دور رہین معائب وقبائح وفواحش سے اگر اس گھرانے مین
عفت وعصمت نہ پائی جائے گی تو پھر طہارت وپاکیزگی کا گمان نہ ہوگا
پس کیونکر ممکن ہے کہ ایسے جلیلۃ القدر وعظیمۃ المرتبہ کا عقد جعفر بن یحییٰ
برمکی سے ہو اور ایسے معظم خاندان عرب کی وصلت ایک مرد عجمی سے ہو
جسکے باپ دادا غلام رہے ہون اس خاندان کے کہ منتہائے شرف انکا
یہی ہے کہ وزیر تھا اس دولت کا اسی خاندان کی بدولت مدارج عالیہ
پر فائز ہوا اور کیونکر جائز ہے کہ ہارون رشید ایسا بادشاہ بلند ہمت
عالی مرتبت والا دودمان اپنی بہن کی شادی اپنے خاندان کے آزاد کردہ سے
کرے کہ اہل عجم سے ہو پس اگر کوئی شخص منصف مزاج اس حکایت مین
غور کرے اور نظر تامل سے کام لے اور عباسہ کی جلالت وشان کو
خیال کرے کہ کیسے شاہنشاہ زمانے کی بیٹی تھی تو ضرور انکار کرے گا
[illegible] کہ ایسے شاہزادی کی شادی اس مرد عجم سے ہو پس بلا عذر
تامل اس واقعہ کی تکذیب مین مبالغہ کرے گا کہ گمان قدر عباسہ ہارون رشید
گمان دوسرے لوگ وجہ غضب ہارون رشید برامکہ پر نہین ہے مگر تسلط
[illegible] رشید [illegible] مال کے لئے محتاج ہوتا تھا [illegible]
[illegible] ابن خلدون [illegible] باتین انکی
[illegible]

اوس سے عمل رکھا یا اون سبکو ابن خلدون مذکور علماء دین و اشراف
ملت خلیفہ و ابن خلیفہ مہبط ملئکہ و منظر انوار وحی جانتے ہین کہ اگر وہان
عفت نہ پائی جائے گی تو پھر کہان حاصل ہوگی پس اس سے کمال
عظمت و جلالت ان خلفا کی اہلسنت کے نزدیک ثابت ہوئی نہ یہ ثابت
کہ علامہ سیوطی بعوض مودت ذوالقربے بجا آیۂ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ
فی القربیٰ سے ثابت ہی مودت بنی عباس کو واجب جانتے ہین شہادت
توحید و رسالت کے ساتھ اسکے شہادت بھی ادا کرتے ہین چنانچہ رسالۂ
اساس فی مناقب بنی عباس ہین جسمین چالیس حدیثین فضائل بنی
عباس نقل کی ہین فرماتے ہین واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
شہادۃ محکمۃ الاساس اصلہا محبۃ النبی و فرعہا مودۃ بنی العباس دوسرے
یہ کہ جو امر باجماع مورخین اہلسنت ثابت ہی اوسکو علامہ ابن خلدون اپنے
عالم ... کہا ... خواہی سے ان خلفا کی باطل کرتے ہین حالانکہ
کوئی رد و قدح رواۃ وغیرہ بھی نہین پیش کرتے اب مین منصفین عالی جناب
اور مدعیان اسلام و ایمان سے بکمال ادب عرض کرتا ہون کہ بہر
خدا فرمائے کیا جناب ام کلثوم دختر جناب سیدہ نساء العالمین بضعۃ
خیر المرسلین کی قدر و منزلت عزت و جلالت عباسہ کے برابر بھی نہ تھی
اور خلیفہ دوم کی جلالت نسبی بمقابلہ اہلبیت نبی کیا جعفر برمکی سے بھی
[illegible]
[illegible]

کما نقل فی عبقات الانوار

کہ اس امر مختلف بین الفریقین کی تحقیق پر ایک اجمالی نظر ڈالی اور اشتباہ روا
و اغلاط ناقلین کے چھان بین کرتے ہمارے کیسی محبت دنیا ان اہلسنت پر
غالب ہو گئی کہ جو خلیفہ ہوا اوسکی ہوا خواہی مین مبتلا ہوے خلفاے
ثلثہ کے بعد معاویہ و یزید و ہارون و ماموں کے لئے بھی ویسی ہی فدائی
بنی جو امر ان لوگون کے موجب طعن و عیب معلوم ہوے اونکی تاویل
کرنے لگے نہ بن پڑا تو انکار کر دیا بھلا ابن خلدون ہین جنہون نے صرف اسی
ایک واقعہ کے انکار پر کفایت نہین کی دیگر وقائع مین بھی ان خلفاے
بنی عباس کے یو ہین منکر ہوے مثلا سکے کہ ہارون ماموں کی شراب خواری
اور قاضی یحیی بن اکثم کی ندیمی سے انکار کیا حالانکہ اسکو بھی جماعی کافہ
مورخین سے جانتے ہین مگر مکرتے ہین اور مامون رشید کے عاشقی
بوران بنت حسن بن سہل سے بھی انکار کیا چنانچہ بعد نقل اس قصہ کے
[illegible] کہ ماموں نے رات کی گشت مین ایک جگہ زنبیل دیوار سے لٹکی ہوئی
دیکھی اوسپر بیٹھ گیا وہ زنبیل اوپر کھینچنے لگی وہان پہونچا ایک مکان آراستہ
پیراستہ دیکھا اور نہایت حسین و جمیل لڑکے نظر پڑے تمام شب [illegible]
[illegible] کو جب اپنے دربار مین آیا تو [illegible] کے عشق [illegible]
[illegible] اوس [illegible] مین اوس لڑکی کے باپ [illegible] کر کے
[illegible] ہین [illegible]
[illegible]

ص ۳۱۶ جلد اول تاریخ ابن خلدون

بحث و مذاکرہ علمی مین مشغول رہتا تھا اور احکام خدا کا مطیع تھا اوس سے
ان امور کو کیا مناسبت جو فساق و فجار کے افعال سے ہین اور اوباش
و عشاق کے اطوار سے اور ان امور کو بوران دختر حسن بن سہل سے
کیا واسطہ جو اوس خاندان شریف سے تھے کہ جہان بجز عفت و عصمت
کسی امر کا چرچہ بھی نہ تھا اسیطرح بہت سی حکایتین ہین جنسے مورخین کی
کتابین مملو ہین چونکہ یہ لوگ خود ایسے لذات محرمہ اور فسق و فجور مین مبتلا
رہتے ہین لہذا ایسے ایسے حکایات و روایات بناکر ایسے لوگون کیطرف
منسوب کردیتے ہین تاکہ وقت دار و گیر انہین قصونکو پیش کرین اور طعن و
لعن سے اپنی جان کو بچائین انتہے خلاصہ کلام ابن خلدون پس جای حیرت
بلکہ محل حسرت ہے کہ ہارون و مامون کے یون پلہ کشی کیجاے اور اہلبیت
رسول ذریت بتول مخدرات سرادق عظمت و جلالت صاحبان آیہ تطہیر
کے بارہ مین برعکس اسکے وہ خارج از عقل و قیاس باتین نسبت کیجائین
جنکو کوئی عاقل و دیندار قبول نہ کریگا اہل اسلام بالعموم [illegible]
عموما حسب احکام اکابر اہلسنت مثل قاضی عیاض و ماوردی و نووی
شاہ عبد الحق و فاضل رشید و مولوی حیدر علی و ابن خلدون [illegible]
[illegible] شرافت و سیادت و عظمت و جلالت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بہت بعید ہے شان و عظمت و جلالت جناب امیر نفس رسول بشیر و نذیر
سے کہ اپنے پارہ جگر دختر نیک اختر حضرت ام کلثوم بنت سیدہ نساء العالمین
کا عقد باین تفاوت سنّی خلیفہ دوم سے کرین جنکے ایمان کو حسب روایات
فریقین کفار سے ہمسری ہو اور بقول ابو حنیفہ ایمان ابلیس کو اونپر برتری
اور حضرت عباس و عمرو عاص و خالد بن ولید و مہاجر بن خالد و خولہ بنت
حکیم وغیرہ وغیرہ صحابہ و صحابیہ مقبولین اہلسنت بلکہ ابو سفیان وغیرہ اونکی نسب
و حسب پر طاعن ہین حتیٰ اشرف الناس نے باین بزرگی و عظمت و جلالت صاف صاف
وہ گالیان سنائین کہ رزیل سے رزیل بھی وہ گالی نہ سنے بھلا ممکن ہے
کہ جنکو رسالت مآب اپنی دختر نیک اختر کے لائق نہ جانین اور انکار کرین
اوس دختر کی دختر کے قابل کیونکر ہو سکتا ہے اور کیا جناب امیر کو عائشہ
بلکہ ام ابان کے برابر بھی قدرت نہ تھی جو ایسے قصد سے خلیفہ کو باز رکھتے
[illegible] جناب امیر سا نامور الا شجعون نفس فخر المرسلین باین علو ہمت اس
افحش طریقہ سے بلا عقد و نکاح اپنے پارہ جگر بضعہ خیر البشر کو اس شیخ سوء
[illegible] سے کشف ساق و تقبیل و ضم صدر وغیرہ ا[illegible]
[illegible] ہاشم کو غیرت و حمیت کا نام [illegible]
[illegible] جو شخص صاحب عقل و انصاف ان قبایح کا
[illegible] خدا و رسول [illegible]
[illegible]

کی اشد ضرورت ہی بھلا کب مان سکتے ہین کہ خلیفہ دوم بخیال حق تلفی ابوبکر
اونکی بیٹی ام کلثوم کے عقد سے باز آئین اور بغرض حق تلفی رسول و ایذائے
اہلبیت طاہرین وابطال احکام سید المرسلین اس جبر شدید کے ساتھہ
عقد کرین اور موذی خدا ورسول بنین حاشا وکلا ہرگز عقلاء و منصفین اہلسنت
اسکو نہین مان سکتے اور بدون ابطال و تردید ان روایات موضوعہ کے
اونکو چارہ نہین چنانچہ انشاء اللہ غلطی اور موضوعیت ان روایات کے
بنا بر اصول اہلسنت ثابت کیجاتی ہے پس گو کہ محض یہی امور عقلیہ بدیہیہ سکے رد و
ابطال کے لیئے کافی تھے اور ہین لیکن چونکہ اہلحق مثل اہلسنت محض تقلید پر تاریخ
بنی امیہ و بنی عباس ہٹ دہرم و نا انصاف نہین ہین بلکہ مدار اونکی تقریر و
تحریر کا احقاق حق و تحقیق امر واقع پر رہتا ہے لہذا مین ابھی اون احکام علماء
منکرین وقائع صحیحہ کو تکذیب و انکار مین اس واقعہ موضوعہ و غلط کی جاری
نہین کرتا بلکہ خاص حکم فاضل رشید کو بھی جو دربارۂ تکذیب و ابطال حدیث
صحیح مسلم مستلزم شناعت قطعیہ چار یار کہا کہ چونکہ یہ حدیث صحیح مستلزم
شناعت قطعیہ چار یار ہے لہذا باتفاق فریقین رد و ابطال یا تاویل اوسکا
واجب ہے ہم جاری نہین کرتا بلکہ صرف یہی کہتا ہون کہ عقل و نقل کو ملاکر
امانت و دیانت کے ساتھہ تاریخی واقعات سے جانچ کر اسوقت [illegible]
عدم وقوع یا وقوع کا یقین کرو اگر اسکے ساتھہ امن فساد [illegible]
[illegible]
[illegible]

نہ اونکی روایتین دیکھو بلکہ صرف اپنے ہی علماے اہلسنت کے (جو صحابہ بلکہ خلیفہ دوم کے فدائے خاص اور جان نثار ہین اور اہلبیت طاہرین کے دشمن یا غیر طرفدار) اقوال سے تطبیق دے لو اور جمع و توفیق کر لو انشاء اللہ بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ یہہ نکاح واقع ہوا نہ اس قصہ کی اصلیت ہے راویون نے یا بوجہ اشتراک نام اشتباہ مین آکر دو تین ہمناموں کے قصے دوسری طرف جوڑ دئے یا بے ایمان جھوٹے راویون نے جان بوجھکر اس غلط قصہ کو گڑھا اور جھوٹی تہمت لگا کر اپنے موضوعات کو مشہور کر دیا اور اونکے بعد والے علمانے بلا غور و تامل بلا تحقیق و تفحص اوسکے نقل کی یا وہ بہی اوسی وضع و افترا اور جعل و تہمت مین اونکے شریک غالب ہوے

لہذا اسکی تحقیقات واقعی بربنیاد دو اصول دو مقالو نمین کیجاتی ہے

مقالہ اولے بر بنیاد اصول اشتباہ رواۃ ہر صاحب عقل سلیم و فہم مستقیم اگر ذرا غور و تامل سے کام لے اور عنان انصاف ہاتھ سے نہ دے تو بالیقین معلوم کریگا کہ اگر رواۃ اس قصہ کے بفرض تسلیم بالعمد مرتکب کذب صریح و افترائے قبیح نہین ہوے تو نقل واقعہ مین مبتلاے اوہام [illegible] ہوے اور کسی وجہ سے خصوصاً بجہت اشتراک نام مشتبہ ہو کر [illegible] مختلف [illegible] کے واقعات کو شخص واحد کیطرف منسوب کر دیا [illegible] تحقیقات [illegible] اصل کیفیت واقعہ لکہتا ہون پہر اوسکی [illegible]

[illegible]

که جهانتک کتب سیر و تواریخ و احادیث اہلسنت پر اس ماده مین نظر ڈالیجاے
اور تحقیقات واقعی کیجاے وہانتک یہہ امر یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ کسیطرح
نہ یہہ عقد واقع ہوا نہ کوئی تذکرہ اسکا آیا بلکہ اصلیت اسکی اسقدر معلوم ہوتی ہے
کہ چونکہ خلیفہ دوم نے ام کلثوم دختر ابو بکر سے جو بعد ابو بکر پیدا ہوئے تھے
اپنے ایام خلافت مین عقد کرنا چاہا اور عایشہ کو اسکا پیغام دیا ام کلثوم
مذکورہ نے انکار کلی کیا اور خلیفہ دوم کی شدت و خشونت و غلاظت و فظاظت
کے سبب سے بالکل ناپسند کیا تو بی بی عایشہ نے مضطر ہو کر عمرو عاص
حیلہ ور کو بیچ مین ڈالا اوسنے اس عقد کے ہونے سے لزوم حق تلفی ابوبکر
کا خیال دلا کر عمر کو رد کیا پس یہہ ایک ماده اصرار و انکار کا دونون ہاتھ لگا جسکو
کل روایات عقد مین بیان کرتے ہین اور انکار ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ
بھی اصل انکار و اصرار کا موید ہوا دوسرا امر باعث تیقن بوقوع عقد ہوا
کہ چونکہ خلیفہ دوم کی ایک زوجہ جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت مین تھی جس سے
زید بن عمر متولد ہوا اور مادر و پسر نے بوقت واحد ایام معویہ مین وفات پائی
اوس زوجہ کا نام ام کلثوم تھا اور صلح حدیبیہ کے بعد دوسرے ام کلثوم بنت
عقبہ بن ابی معیط سے عقد کیا کہ دو ام کلثوم زوجہ خلیفہ دوم ہوئین پس یہہ دو ماده
وجہ تیقن بوقوع عقد بعد انکار کے ہوا ایک ام کلثوم کا انکار کرنا دوسرے ام کلثوم
کا زوجہ عمر ہونا جاہلیت و اسلام مین [illegible]
[illegible]

ماده اول قصه خطبهٔ عمر [illegible]

انکار کیا ادہر سے اصرار ہوا آخر عقد واقع ہوا اور اوسنے زید پیدا ہوے
اور ماں بیٹے نے ساتھہ بوقت واحد بعہد معاویہ وفات کیا اور جناب امام حسینؑ
نے نماز جنازہ پڑہے پس دو ام کلثوم بلکہ تین ام کلثوم کے مختلف روایات
کو نام کے اشتراک کے سبب سے جناب ام کلثوم علیہا السلام کیطرف
خواہ بالعمد خواہ بالاشتباہ منسوب کیا اور انحضرت کو سرمایہ افتخار ہاتہہ آیا
کہ عمر بن الخطاب کا عقد دختر جناب امیرؑ سے ہوا یہ اصل واقعہ ہے
کہ عتر بود کا قصہ نقل کا لاصل بنا **امر دوم** یعنی دلایل ان دعوؤں کی
پس دعوے اول یہہ ہے کہ ایک ام کلثوم دختر ابوبکر تھی اثبات اسکا اصل
کتاب ذوالفقار حیدر جلد ہفتم مین اصابہ نے معرفۃ الصحابۃ اور اسماء الرجال
مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی اور تاریخ الخلفاء سیوطی اور صحیح مسلم اور موطا کے
امام مالک اور کنز العمال اور کتاب کامل علامہ ابن اثیر جزری وغیرہ سے
کیا گیا ہے یہان صرف عبارت شیخ عبدالحق دہلوی کے ترجمہ پر اکتفا
ہوتا ہے کہ ابوبکر کے دخترون کے ذکر مین فرماتے ہین لیکن بیٹیان پس عایشہ
خواہر عبدالرحمن اسماء بنت ابوبکر خواہر عبداللہ بن ابی بکر جو سب سے
بڑی تھی اور ام کلثوم سب سے چھوٹی تھی اور مان اوسکی [illegible] تھی [illegible]
[illegible] ام کلثوم دختر ابوبکر کا عقد جو ثابت ہوا باقی رہا [illegible] دوم یعنی قصہ [illegible]
ام کلثوم دختر ابوبکر [illegible] یعنی ثبوت اسکا اصل کتاب [illegible]
[illegible] کیا گیا ہے یہان [illegible]

امر دوم یعنی دلائل ان دعووں کے
سیوطی
اسماء الرجال
تاریخ الخلفا
اسماء الرجال
کنز العمال

عقد کرنے کا قصد کیا اور عایشہ کو پیغام دیا ام کلثوم نے انکار کیا اور کہا یہ
مرد شدید خشن العیش ہے کہ دروازہ خیر اپنے ازواج پر بند کرتا ہی تیوری
چڑہائے گہر مین آتا ہے اور ناک بہون چڑہائے باہر جاتا ہے مین ایسے
شخص سے نکاح کرنا نہین چاہتی تا آخر روایت جو سابقاً مذکور ہوی
اور رجال مشکوۃ شیخ عبد الحق دہلوی مین ہے کہ ابو بکر نے عایشہ سے وصیت کی رجال مشکوۃ
کہ مجہے القا ہوا ہے کہ میری زوجہ حبیبہ بنت خارجہ سے لڑکی پیدا ہوگی اوسکے
بارے مین نیک وصیت کرتا ہون پس بعد موت ابو بکر لڑکی پیدا ہوی عایشہ نے
اوسکا ام کلثوم نام رکہا عمر نے اوسکا خطبہ کیا تو ام کلثوم نے انکار کیا
اور عایشہ سے کہا کہ تم مجہے عمر سے بیاہتے ہو حالانکہ اوسکی غلظت و خشونت
عیش سے بخوبی واقف ہو واللہ اگر میرا نکاح اوس سے کیا تو مین قبر
رسول پر جاؤنگی اور اسکی فریاد کرونگی ہم ایسے شخص سے عقد کرینگے
جسکی بدولت دنیا سے متمتع ہون پس عایشہ نے عمرو عاص کو بلایا
اور یہ قصہ سنایا عمرو عاص نے کہا ہم تمہاری کفایت کرینگے پس عمرو عاص نے
بکر و حیلہ عمر کو اس عقد سے روکا انتہے پس ام کلثوم دختر ابو بکر سے عمر کا
قصد عقد کرنا اور اوسکا انکار بلکہ قبر رسول مختار سے فریاد کرنے کا عزم بغرض
دفع عقد اور عایشہ کا اضطرار بخوبی ثابت ہوا لیکن دعوی عدم کا ثبوت
کہ خلیفہ دوم کی زوجہ کا نام ام کلثوم تہا پس ثبوت اسکا مع چند دلایل
کتاب ... [illegible] ... امام فخر الدین رازی نے ...

مندرج ہے یہان اصابہ اور کامل سے اثبات کیا جاتا ہے اصابہ
مین ہے ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ عمر بن الخطاب والدہ عبید اللہ
بن عمر ذکر اوسکا ہمارے بیان مین بھی آیا ہی بلا ذکر نام اور کتاب کامل مین ہے عبید اللہ بن عمر اور زید
اصغر کی مان ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ ہی کہ اسلام نے دونون جدا کیا الذی انتہی اسی
عبارت سے دعوی چہارم یعنے زید بن عمر کا شکم ام کلثوم مذکور سے ہونا بھی
ثابت ہوا ہان یہان یہ شبہہ ہو سکتا ہے کہ ام کلثوم زوجہ خلیفہ دوم تو بسبب اسلام کے
خلیفہ سے علیحدہ ہو گئین پھر وہ یقین کہان جو محل اشتباہ رواۃ مین پیش کر سکین اور
اسکے قایل ہوت کہ خطبہ و انکار ام کلثوم دختر ابوبکر و زوجیت ام کلثوم
سابقہ نے رواۃ کو شتبہ کیا مگر یہ شبہہ محض واہی ہے کیونکہ جب اشتباہ
ہی سے ہے تو پھر رہنے کی کیا ضرورت ہی اشتباہ تو بلا وجود بہی ہو جاتا ہے
چہ جائیکہ یہان تو وجوہ بھی قائم ہے گو بفرض التسلیم اوسکو زمانہ ممتد گذرا ہو
بعد لک زوجیت ام کلثوم کی خود اسلام کی حالت مین ثابت کرتا ہون
کیونکہ اس ام کلثوم کے پسر زید کو زید اصغر کہتے ہین اور حضرت ام کلثوم کے
فرضی پسر کو زید اکبر بہیں ضرور ہے کہ زید اصغر چھوٹے ہون زید اکبر فرضی
[illegible] ام کلثوم بنت جرول [illegible] زوجیت خلیفہ دوم
ولادت زید اکبر فرضی کے بعد تک [illegible] منقطع ہو [illegible] خلیفہ دوم
[illegible] زید اصغر [illegible] ام کلثوم [illegible]

شمار افراد صحابہ مین ضرور ہوتا حالانکہ کوئی اونکو اصحاب مین سے نہین کہتا
بلکہ تابعی کہتے ہین چنانچہ شاہ عبدالحق نے صرف عبداللہ بن عمر کو صحابہ
مین شمار کیا ہے اور عبدالرحمن اکبر برادر حقیقی عبداللہ بن عمر کو لکھا کہ عہد
رسول مین پیدا ہوا مگر کوئی حدیث یاد کرنیکی نوبت نہ آئی پس بخوبی
ثابت ہوا کہ ایام ہدنہ یعنے زمانہ صلح حدیبیہ مین خلیفہ دوم سے اور اونکی زوجہ
ام کلثوم سے مفارقت نہین ہوئی پس یہہ بیانات انکے غلط ٹھہرے علاوہ
اسکے اس بنیاد پر کہ ایام ہدنہ مین مفارقت ہوئی بیہودہ فضائل خلیفہ دوم
کہ بدولت انکے اسلام ہے کے اسلام کو قوت ہوئی عبادت خدا علانیہ ہونے لگی
ہوا ہوتے ہین کیونکہ جب انکے اسلام خشونت الیتام نے اتنی بھی تاثیر کی
کہ اپنی بی بی کو مسلمان بناتے تو دوسرون مین کیا تاثیر ہوگی یہ صفت خلیفہ
اول ہی کے لئے مبارک رہنے دین کہ تابہ فتح مکہ نہ اونکے باپ مسلمان ہوئے
نہ بی بی نے اسلام قبول کیا نہ بیٹے نے بلکہ عبدالرحمن بن ابوبکر تو بروز فتح
مکہ لڑنے آئی تھے جب اونکے پدر شفیق شیخ عتیق ابوبکر صدیق کو جوش آیا
انکی یعنے خلیفہ اول کی زوجہ کو البتہ ایام ہدنہ مین طلاق ہوا کیونکہ وہ کافرہ
ایسی جابرہ تھی کہ کسیطرح اسلام قبول نہ کیا آخر جدائی ہوگئی خلیفہ دوم کی
بھاری انتی تاب تھی کہ اپنی بی بی کو کافرہ نہ رہنے دین جن بہنوئی کے مسلمان
ہونے پر تو جوش آیا گھر مین گھسکر خوب زدوکوب کی جب خستہ ہولیا تب
[illegible]

کہ وہ بیان انکار محض غلطی ہی علاوہ بران خود انازالۃ الخفا مین بہت سی امور سایام خلافت کی
ام کلثوم زوجہ سابقہ خلیفہ دوم کیطرف منسوب ہین چند روایتونمین اسکا تذکرہ ہی جس سے معلوم ہوا کہ ام کلثوم
زوجہ سابقہ زوجیت مین ہی پس قول ان علما کا بمفارقت ام کلثوم سابقہ غلط ٹھہرا اب حقیقت خدا
دیکھنا چاہیئے کہ اگرچہ یہہ وجوہ دفع شبہ کے لیے کافی ووافی تہی مگر چونکہ ان
علمای اسلام کے اقوال مین مذکور تہا کہ جب آیہ لا تمسکوا بعصم الکوافر نازل ہوا تو خلیفہ نے
ام کلثوم مذکورہ کو طلاق دیا جیسا کہ اصابہ ابن حجر عسقلانی مین ہے تو
اسکی تحقیقات کے لیئے تفاسیر اہلسنت پر نظر ڈالی خصوصاً تفسیر کبیر
امام فخرالدین رازی پر توجہ ہوی مگر کہین سے اس قول کی تصدیق نہ
ہوی کیسے یہہ نہ لکہا کہ اس آیہ کے نزول کے وقت خلیفہ دوم نے اپنی
زوجہ سابقہ ام کلثوم کو یا دیگر ازواج کو طلاق دیا ہو بلکہ برعکس اسکے
یہہ فائدہ جدیدہ حاصل ہوا کہ بعد نزول اس آیہ کے خلیفہ دوم نے
دوسری ام کلثوم سے بمقام حدیبیہ جہان انکو ثبوت جناب رسالتماب صلے اللہ
علیہ والہ مین شک ہوا تہا عقد کیا پس اب دو ام کلثوم جاہلیت واسلام کی
ملکر انکی زوجیت مین درآئین ایک ام کلثوم بنت جرول خزاعی مادر زید
کہ ایام جاہلیت سے عقد مین تہے دوسری ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی
معیط جس سے بعد نزول آیہ مذکورہ عقد کیا چنانچہ تفسیر کبیر مین ہے بذیل
[illegible]

بھی بھاگ کر آئے ایس کفار قریش سے اغوا اور اقربا ام کلثوم کے آنحضرت کے
پاس آئے اور کہا کہ حسب شرائط صلحنامہ ان لوگون کو واپس کیجئے آنحضرت
نے عمارہ اور ولید برادران ام کلثوم کو حوالہ کر دیا جب ام کلثوم کی استرداد
کا دعوے کیا تو فرمایا وہ شرطین دربارہ مردون کے تھین نہ دربارہ عورتون کے
اور بروایت ضحاک آنحضرت نے فرمایا کہ شرط یہہ تھی کہ اگر کوئی عورت بحالت کفر
آئے تب واپس کرین اور اگر مسلمان ہو کر آئے اور شوہر دار ہو تو جو کچھ اوسکے
شوہر کا خرچ ہوا ہو پھیر دین پس بنا بر اسی قاعدہ کے آنحضرت نے
ام کلثوم سے بحلف پوچھا جو اوسنے بیان کیا حضرت نے دے دیا بعدہ
عمر نے اوس ام کلثوم سے عقد کر لیا انتہے پس اس روایت سے بعوض وقوع
طلاق ام کلثوم زوجہ ایام جاہلیت وقوع عقد خلیفہ دوم ام کلثوم بنت عقبہ
بن ابی معیط کے ساتھ ثابت ہوا و الحمد للہ مین سمجھتا ہون کہ شاید رواۃ احادیث کو
یہان بھی اشتباہ ہوا کہ اقرار ام کلثوم کو زوجیت عمر وعاص سے خلیفہ دوم کیطرف
بتقارب اسم بطور طلاق منسوب کر دیا اور روایت کرنے لگے کہ خلیفہ دوم نے
ام کلثوم کو طلاق دی یا بغرض مساوات خلیفہ اول بعد ایسی نسبت کے
مرتکب ہوے ہون کیونکہ بوقت ہذہ زوجہ ابو بکر و ابو بکر سے مفارقت [illegible]
[illegible] ہے کیف مراد ہے بخوبی ثابت ہوا کہ ام کلثوم خلیفہ [illegible]
[illegible] جاہلیت [illegible] زوجیت [illegible]
[illegible]

Presented by www.ziaraat.com

ام کلثوم کہتی ہین و ہذہ عبارتہ و عاصم امہ ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت
حمی الدین یعنی عاصم بن عمر کی ماں ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت ہے
پس یک نشد دو شد بلکہ سہ شد کی بخوبی تصدیق ہوئی باقی رہا دعوے پنجم یعنے
اسی ام کلثوم اور زید ماں بیٹے نے وقت واحد مین بعہد معاویہ وفات
کیا پس ثبوت اسکا خود اسے ہی ظاہر ہے کہ جناب ام کلثوم دختر جناب امیرؑ
اپنی بھائی جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا کے ساتھ معرکہ کربلا مین شریک
رہین اور سارے ظلم و جور و ستم و مصائب و آلام مین اپنے بھائی امام حسینؑ
کے غمخوار رہین اور بعد شہادت سید الشہدا ایک مدت تک اسیری مین آلام
سہا کین پس اگر حضرت ام کلثوم نے عہد معاویہ مین وفات پائی ہوتی جیسا
کہ رواۃ اہلسنت کا بیان ہے تو معرکہ کربلا مین جو اسکی مدت بعد ہوا کیونکر
شریک ہوتین اور کاہیکو یہ مصائب و آلام جھیلنے پڑتے پس معلوم ہوا
کہ وفات کرنے والی اپنے بیٹے زید کے ساتھ بعہد معاویہ دوسری ام کلثوم
ہے یعنے زوجہ سابقہ خلیفہ دوم اور شریک معرکہ کربلا دوسرے ام کلثوم
ہین یعنے دختر جناب امیرؑ خواہر جناب امام حسینؑ ان دونون مین کوئی واسطہ
[illegible] اسکے اشتراک نے رواۃ کو اشتباہ مین ڈالا اور بوجہ شہرت [illegible]
کے [illegible] اور جو نسبتون کے مختلف قصے ادہر منسوب ہو اور درصورتیکہ
[illegible] ہین کہ کا قصہ اور [illegible] کا حال کا بیان ہوا ہے [illegible]
[illegible]

یہ امر روزمرہ کے مشاہدہ اور ہر روز کے تجربہ سے ہر شخص پر مثل بدیہیات
کے ظاہر ہے کہ جو امور ہماری نگاہونکے سامنے ہوتے ہین اور دس نہیں
بلکہ سو ہزار اوسکے دیکھنے والے ہوتے ہین دیکھی ہوی بات مین دوسرے وقت
کیا دھوکے واقع ہوتے ہین حتی کہ اون مشاہدات مین جسکی زیارت و حفاظت
آثار مین لوگ کوشان رہتے ہین ایسے دھوکے پڑتے ہین کہ اصل امر کا
دریافت محال ہو جاتا ہے چنانچہ مولوی حیدر علی دربارہ عدم تعیین قبر مطہر
جناب سیدہ نساء العالمین بضعۃ خیر المرسلین کہتے ہین اگر مرادش انیست کہ از
عبارت کتاب مسطور دریافت میشود کہ مقام قبر او معین نیست پس مسلم است
بسیارے از قبور بزرگان در صدر اول معلوم بود و بعد ازان بجہت بعد زمان
و تقادم عہد اختلاف روایات بیش از بیش پیدا شد و تحقیق آن کما ینبغی پہلو
استحالہ زد کما فی ازالۃ الغین پس جب ایسی قبر مبارک جو زیارتگاہ عام ص ۸۹۱
مسلمین تھی با وصف سعی ضابطین آثار و حافظین اسرار و اخبار یون محو ہوے
کہ تحقیق اوسکی ہم پہلوے محال استتار پائی تو وائے بر حال اخبار سماعیہ کہ
مدار اوسکا نقل و حکایت پر او ہمین مشاہدات کی سے ہے جو یون محو و سہو کی جا ہین
بہرکیف جب اون مشاہدات کی نقل ہونے لگی تو خود دیکھنے والے اوس
ایک واقعہ کو کئی طرح سے بیان کرتے ہین اور سننے والے لوگ اون
اخبار سماعیہ کو کتنے مختلف طور سے سنتے ہین اور اسیطرح جب نقل در نقل
منقول ہوتی [illegible]
[illegible]

اسباب اشتباہ

واقعہ تو غایب ہو جاتا ہے اور سیکڑون ہزارون اضافہ او سپر ہو جاتے ہین
پس جیسی آنکھونکی دیکھی بہالی بات تو نہین یہ شگوفے پیدا ہوتے ہین اور تنکا پہاڑ
بن جاتا ہے تو جن خبرون کو تیرہ سو برس گذر گئے اوسکی کیا حالت ہوگی
جنکا لکھنا پڑھنا ہوا بھی تو دو سے برس کے بعد کہ اونہین سنی سنائی باتونکو
لوگون نے لکھا اور سنا بہی ونکی زبانی جو ایکطرف کے پکے طرفدار
دوسری طرف کے پورے دشمن تھے اور جسطرف کے طرفدار تھے وہ سب
امرا اور سلاطین تھے آل رسول کے جانی دشمن جو صرف اس غرض سے
کہ اہلبیت رسول کے توہین اور ان امرا کے اور اونکے بزرگون کی مدح وثنا
مین احادیث وضعی بنائی جائین ہزارون کرورون روپیہ انعام مین صرف
کرتے تھے اور بنانے والے بہی ایسے تھے کہ خوشامد مین کبوتر بازی قمار بازی
وغیرہ کے لئے خود رسول پر تہمت لگا دیتے تھے پس ان سب حالات مین روایات
کا موضوع ہو جانا اور غلط خبرون کا مشتہر ہونا ظاہریات اور بدیہیات سے ہے
اور جب بدون ان امور کے بلکہ بلا اسباب اشتباہ روایات مشتبہ اور غلط خبرین بنجاتی ہین
اہلسنت مین مملو ہین تو یہان باوجود اسباب اشتباہ بلکہ قرائن موضوع وجعلی
[illegible] کیونکر تحقیق یا [illegible] اشتباہ وجعل ہو پس ایک سبب تو یہی [illegible]
[illegible] تمام وجہ سے ہے تین چار شخصون [illegible]
[illegible]

Presented by www.ziaraat.com

بلکہ تفریق کرنا اور علحدہ کرنا خود نہایت مشکل کام ہے تعجب بخاری سا عالم
امام فن حدیث ایسے اشتباہ مین مبتلا ہوا کہ مکہ کے قصہ کو مدینہ کے قصہ
مین ملا کر اپنی صحیح مین داخل کر دیا اور تفریق نہ کر سکا تو دوسرونکا کیا ذکر ہے
اور جب خود امام اعظم ابو حنیفہ کے بارہ مین بہت سے علماے اہلسنت کو
ایسا حادثہ پیش آیا تو عورتون کے بارہ مین اشتباہ ہونا کیونکر تعجب انگیز ہوسکتا ہے
جنکی شان سے مستوریت ہے اور تحقیق کی کوئی ایسی ضرورت نہین دوسرا سبب
اشتباہ یہ ہے کہ چونکہ حضرت ام کلثوم و زینب دختران جناب امیر ع نواسیان
حضرت رسول صلعم کے بسبب عظمت و جلالت و انتہاے شرافت و کرامت
نہایت درجہ مشہور تہین کہ قریب قریب ہر شخص انسے واقف تھا اور
بخوبی انکو جانتا تھا تو اب ممکن ہے کہ جو واقعہ بہ نسبت نام ام کلثوم کے
سنا گیا وہ بلا تحقیق و تفحص ان حضرت ام کلثوم کیطرف منسوب ہوگیا کیونکہ
قاعدہ ہے واقعات و حالات انہین لوگون کے زیادہ تر مذکور ہوتے ہین
جو کسیطرح کی شہرت رکھتے ہون ورنہ گمنامون کو کوئی اتنا پوچھتا بھی نہین
نہ اونسے کوئی واقف ہوتا ہے چنانچہ عنقریب معلوم ہوگا کہ ابن حجر
عسقلانی نے روایت شرح بخاری ابو بکر مین اسی شہرت کو پیش کیا ہے
تیسرا سبب اشتباہ کا ام کلثوم دختر ابو بکر ہے عقد عمر سے کیونکہ ولادت اُنکی
[illegible] سے ہوئی انکا انتقال فوراً ہی طرف حضرت ام کلثوم
[illegible]

دوسرا سبب

تیسرا سبب

اب تک نہین معلوم ہے اور بالخصوص ابو بکر کی دختر ام کلثوم سے تو اور بھی ناواقف ہین کیونکہ مشہور بیٹیان اونکی اول درجہ تو بی بی عایشہ ہین بعد اونکے اسما حالانکہ اسما انمین سب سے بڑی ہین مگر جسقدر لوگ بی بی عایشہ سے واقف ہین اسما سے ہرگز اوتنا کوئی آشنا نہین پھر ام کلثوم دختر ابو بکر سے واقفیت کیونکر ہوتی اور خود اسکی پیدایش ہے تو بعد وفات ابو بکر ہے پس محض گمنامی ہی کی حالت مین رہے تو اب جسنے خطبہ ام کلثوم کو سنا تہا اور فوری طرف حضرت ام کلثوم ع کے ہوا تا نیا جب اوسنے ساتھ ام کلثوم کے انکار کو سنا تو اب یقین کلی ہوگیا کہ یہ وہی ام کلثوم دختر جناب امیر المومنین ہین و نہ دختر ابو بکر سے اور انکار عقد عمر سے کیا مناسبت پس بلا تحقیق و تفحص اونہین پاک سیدہ کیطرف سارا واقعہ منسوب ہوا جو نواسی رسول ہین کہ بوجہ عظمت و جلالت اونسے سب واقف تھے اور [illegible] ام کلثوم کو طرف جناب امیر ع کے منسوب کیا اگرچہ بعض لوگ تفرقہ کے [illegible] بھی ذکر کرتے ہین مگر نہ سکا یہ قاعدہ کلیہ ہے اور نہ ہر جگہ ہو سکتا [illegible] اونکو خاص کر اسکا خیال رہتا ہے جو جاتیکی یا [illegible] ترکیب کیجاتی کہ لوگ مشتبہ ہو جائین [illegible] اتنی ہی تھی کہ علاوہ کذب افترا کے [illegible] مرتکب تدلیس تلبیس [illegible] ہوا اور [illegible] کیطرف [illegible]

خلیفہ دوم سے بہ نسبت جناب امیرؑ و اہلبیت طاہرینؑ بخوبی واقف تھے
خواہ زبانی اقرار کرین یا نہ اور انکی شرافت نسبی سے بھی بخوبی آگاہ تھے
جیسے اکثر صحابہ موہنہ آتے تھے پس جب سنا کہ عمر نے ام کلثوم کی خواستگاری کی
اور ادہر سے انکار ہوا تو بوجہ شہرت سیکو اسیطرف تبادر ہوا کہ ام کلثوم بنت
جناب سیدہؑ سے خواستگاری کی ہوگی اور جب وہ روایتین سنین جنمین
تخاطب خلیفہ دوم سے اپنی زوجہ سابقہ ام کلثوم سے کہ اکثر تمام پر لاد کر
بنتیت وغیرہ نام ام کلثوم لیکے پکارا اور حکم کیا یا بلایا وغیرہ وغیرہ ہوا اکثر روایات
ایام خلافت مین مندرج ہے تو گمان غالب قریب بہ یقین حاصل ہوا کہ
حیاذا باللہ انہین حضرت ام کلثومؑ سے انکا عقد ہوا اور یہہ حالات انہین کے ہین
اور جب یہہ سنا کہ ام کلثوم زوجہ عمر و زید بن عمر ماں بیٹے نے بوقت واحد
وفات کیا اور جناب امام حسینؑ نے نماز جنازہ پڑہی تو یقین کلی ہوگیا کہ
یہہ وہی جناب ام کلثوم دختر جناب امیرؑ ہین پس بلا تحقیق و تفحص اسکے کہ
مطلوبہ عمر کونسی ام کلثوم ہے اور زوجہ خلیفہ دوم جس سے اکثر روایتون مین
خطاب کرنا اور حکم کرنا اور تکرار ہونا منقول ہے کونسی ام کلثوم اور اپنے
بیٹے زید کے ساتھ مرنے والی کونسی ام کلثوم ہے قبول کر لیا کہ بر بنا [illegible]
ظلم و ستم سے عقد واقع ہوا اور یہہ سو متذکرہ بالا انہین حضرت ام کلثوم سے
متعلق ہین اور [illegible] خیال [illegible] خواہی نخواہی [illegible]
[illegible]

۹۲

درج روایت کیا پانچواں سبب اشتباہ و اضطراب عائشہ ہے کہ
عمرو عاص حیلہ جو سے ملتے تھے جس سے بالبداہت معلوم ہوا کہ انکو ایسا
انتشار و تردد تھا کہ آخری درجہ عمرو عاص کی کید و مکر سے کام لیا گیا
پس ضرور ہے کہ قبل اس [illegible] کے اور لوگوں سے صلاح و مشورہ
لیا ہو کیونکہ مکر و فریب سے کام [illegible] بدرجہ مجبوری ہوتا ہے اور اوس
عہد کے واقعات سے ظاہر ہے کہ ہر شخص وقت مصیبت جب امر اہم
ہوتا تھا تو جناب امیر کی طرف رجوع کرتا تھا کہ خلفا کا کام بھی بغیر امداد
علوی نہیں چلتا تھا پس اوسی بنا پر ممکن ہے کہ حضرت نے عائشہ کے
اسبابین امداد کی ہو اور حسب خواہش اونکے خلیفہ کی فہمائش فرمائی ہو کہ وہ
یعنی صغر سنی ام کلثوم دختر ابوبکر کو ظاہر کیا ہو چونکہ خلیفہ اپنے عمال کی
سے بخوبی واقف تھے اور صحابہ بھی گاہی گاہی مزاج وغیرہ میں ہونے
آجایا کرتے تھے وہی خیال خلیفہ کو اس عذر پر پیدا ہوا ہو کیونکہ یہی
سب سے پہلے [illegible] کا خیال گذرتا ہے کہ شاید اس مصلحت کے
قائل ہی نہیں جانتے اور بالخصوص جناب امیر کی دخل اندازی نے
ان خیالات کو خوب ابھارا ہو چنانچہ اوس عبارت کامل سے بھی [illegible]
[illegible] فہمائش عمرو عاص ہویدا ہے کہ جب عمرو عاص نے کہا ہم
[illegible] ہیں کہ معاذ اللہ تم ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد [illegible]
[illegible]

اور پہر خلیفہ نے حضرت سے کہا ہوا چہا ہیجدو دیکہیں کم سن ہے (جیسا تم بیان کرتے ہو
یا نہ حضرت نے عایشہ کو سمجہا بوجہا کر بہجوا دیا ہو نا واقفوں نے یہ سمجہا کہ خود
حضرت نے عیاذاً باللہ اپنی دختر نیک اختر کو عمر کے پاس بہیجا اور سارا واقعہ
ادہر ہی منسوب کر دیا اور سامعین کو بہی یقین ہو گیا ہو چنانچہ مولوی حیدر علی
در بارہ اسکے کہ خلیفہ اول کو آنحضرت نے لشکر اسامہ کے ساتھ لڑائی پر
جانیکا حکم دیا تہا فرماتے ہین بسیارے از متکلمین و محدثین از مامور بودن
صدیق انکار کردہ اند و تمانینی باوجود صرف تمامی ہمت در رد مغنی جستہ
روایتی سبے سر دیا درین باب نیاوردہ و اہل حدیث نا معقولہ بر زبان آوردہ اند
کہ صدیق بجیش اسامہ نامزد نبود و اگر کسے گفتہ محتمل ست کہ از التباس ملبسین فریب
خوردہ و بخبث نیت شان سبے نبردہ شاید کہ چون ابوبکر برائے اہتمام تجہیز لشکر
یا برائے ترخیص اسامہ ہمراہ او رفتہ باشد کہ عین جہاد فی سبیل اللہ و دلدہی
و غمخواری بود مردم گمان بردہ روایت نمودہ باشند کہ او ہم زیر امیر ست واللہ اعلم
بحقیقۃ الحال انتہے پس جب رواۃ اہلسنت ایسے نا فہم تہے کہ اسمین تمیز
نہ کر سکے کون شخص حقیقۃً روانگی لشکر کے ساتھ محکوم ہے اور کون شخص
صرف بغرض ترخیص آیا ہے جس سے رواۃ علمائے اہلسنت نے فریب کہایا
تو ایسی رواۃ سے اس بارہ مین کیونکر تعجب ہو سکتا ہے کہ اس قصہ کو رجال
امیر نے عایشہ بی بی کو سمجہا بوجہا کر ام کلثوم بنت ابوبکر کو عمر کے پاس
[illegible] حضرت [illegible] بہیجدیا اور دیکہا کہ [illegible]

جب انتشار عایشہ دیکھا ہو تو عمر کو سمجھایا بوجھایا ام کلثوم دختر ابوبکر کو انکے پاس بھجوایا ہو اس سے یہی ہوتی ہے کہ ابوبکر کی زوجہ اسماء بنت عمیس بعد وفات خلیفہ اول جناب امیر کی زوجیت میں آئیں اور محمد بن ابی بکر حضرت کی ربیب بنی اور حضرت ہی کے حفظ و حمایت میں پرورش پاتی تھی پس نہایت ہی درجہ قرین قیاس ہے کہ محمد بن ابی بکر نے اپنی خواہر عایشہ کی اس انتشار و تردد کو در بارہ استدعاے عمر و انکار ام کلثوم بنت ابوبکر دیکھکر خدمت جناب امیر میں عرض کیا ہو یا خود عایشہ نے زبانی انکے کہلوایا ہو یا اپنے سوتیلی ماں اسما سے کہا ہو اونہوں نے جناب امیر سے بابت دعاے عایشہ عرض کیا ہو یا بلا استدعاے عایشہ بطور خود مستدعی ہوے ہوں کیونکہ انہیں اسما سے اور عمر سے در بارہ حقیت بشارہ رسالت فضیلت ہجرت حبشہ نزاع ہی ہوی تھے جسپر اسمانی خلیفہ دوم کو کذبت یا عمر کہا اور بعد اسکے خود حضرت رسالت مآب سے اسمانی شکایت بھی کی فقال رسول اللہ لیس باحق بی منکم ولہ ولاصحابہ ہجرۃ واحدۃ ولکم انتم اہل السفینۃ ہجرتان

کا ہے یعنی آنحضرت نے بجواب شکایت اسما فرمایا ہر گز عمر کو تم لوگوں سے زیادہ حق نہیں اور نہ تمسے زیادہ اوسے استحقاق ہے عمر اور اصحاب عمر کی ایک ہجرت ہے اور تم لوگ اہل سفینہ کی دو ہجرتیں ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے ... ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری فرمایا کذب من یقول ذلک یعنے ... اسما عمر نے کہا ... لوگوں سے زیادہ حق ...

وعدم معرفت حال ... بنت عمیس ... ابوبکر ... عایشہ ... حال ... بن ابیطالب ... جعفر بن ابیطالب ... ابی بکر ... عبداللہ ... ابوبکر ... ابی بکر ...

بنت ابوبکر کے باستدعاے اسماعون بن جعفر سے مقرر ہو تو ضرور ہے
کہ آسمانی اسکی کوشش کی ہو اور حضرت امیر ع نے ان وجوہات سے
خلیفہ دوم کی زیادہ تر فہمائش وغیرہ کی ہو اور سکو ناواقفون نے اولٹا سمجھا
اور سارا واقعہ انہین دونون حضرات کیطرف منسوب کردیا چہٹا سبب
اشتباہ یہہ بیان ہوا کہ ام کلثوم زوجہ سابقہ خلیفہ دوم اور زید پسر پر جناب امام حسین ع
نے نماز جنازہ پڑہی جیسا کہ شاہ صاحب نے اسکو متواتر کہا ہے حالانکہ عموماً نماز جنازہ
پڑہنے کا وظیفہ متعلق بسلطان و حکام ہے حتیٰ کہ اہلسنت بیان کرتے ہین کہ جناب امام حسن ع
کے جنازہ کی نماز سعید بن عاص حاکم مدینہ نے پڑہی یا اسیمہ ممکن ہو کہ چونکہ یہان چند
مسائل شرعی کی تعلیم تہی مثل سقوط میراث و تقدیم رجال بر نساء اسلئے ضرورت ہوئی
کہ جناب امام حسین ع نماز جنازہ پڑہین کیونکہ حضرت سے بڑہ کر اوس عہد مین کوئی عالم احکام و شرایع نہ تہا
اور بغیر امام کے یہہ عقدہ حل نہین ہو سکتا تہا اسوجہ سے اسکی شہرت بہی زیادہ ہوئی اور فقہا
مجتہدین نے اپنی سند مین اسکو ذکر کرنا شروع کیا اور لوگون نے اپنے ذہنی قرائن لگا کر سمجھ لیا کہ
ام کلثوم وہی خواہر جناب امام حسین ع ہین اور زید وہنین ام کلثوم کی بیٹی اصل امر پر بخوبی مطلع
نہوئی کہ یہ ام کلثوم وہ نہین ہین بلکہ ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ خلیفہ
دوم مادر زید بن عمر ہین اور حضرت نے بلحاظ قرابت نماز نہین پڑہی بلکہ دوسری ضرورت سے
جسکا بیان سابقاً مرقوم ہوا اور فقہا و مجتہدین اہلسنت ناقلین اس قصہ
کے بہی لوگ ہین جنکے نام جیسے ابن جوزی اپنے تلبیس ابلیس مین فرماتے ہین
کہ قدیم فقہا صاحب علم قرآن و حدیث ہوتے تہے اور متاخرین کی
[illegible] علمون سے [illegible]

کے آخر درجہ یہ نوبت آئی کہ استدلال اونکا اون آیات قرآنی سے ہوتا ہے
جسکے معنی بھی نہین جانتے اور اون حدیثون سے سند لاتے ہین جسکی
صحت اور موضوعیت بھی اونکو نہین معلوم اور شاہ ولی اللہ اپنے
رسالہ انصاف مین فرماتے ہین دوسرا طبقہ جو اہل فقہ ونظر کا ہے پس
اکثر اوسکے حدیث نہین جانتے مگر بہت ہی کم کہ اوسکی صحیح کو سقیم سے اور
جید کو ردی سے پہچانکر تمیز نہین کر سکتے بعد اوسکے فرماتے ہین اور وہی
اونکے زمانہ مین فقیہ مشہور اور اونکے شہر وملک مین بڑا رئیس ہوا کرتا [illegible]
حالت مین تھے کہ چپکے سے شیطان نے اونمین اپنی ایک حکمت عملی گہسیڑ دی
اور اوسنے ایک بڑا داؤ کہیلا اسطرح سے ابلیس نے اپنی خیالات کو اونپر
ہٹیک بٹھا دیا اور بہت لوگون نے اوسکی اطاعت وپیروی کی تا آخرہ ترجمہ
مولوی عبد اللہ اور مولوی بشیر سہسوانی فرماتے ہین اگر منقول سے ہے تو
انہین فقہا سے جو طبقہ سابعہ مین داخل ہین کہ غث وسمین مین فرق نہین
کر سکتے جیسا کہ رسالہ سعی مشکور مولوی عبد الحی مین ہے اور مولوی صاحب
نے اس قول کا کوئی جواب نہین دیا پس جب فقہاء مجتہدین اہلسنت کے
[illegible] علم حدیث سے [illegible] صحیح وسقیم جید وردی [illegible]
[illegible] مین تمیز نہین کر سکتے [illegible] شیطان کی [illegible]
[illegible] کہ اصل فقہاء مجتہدین مین [illegible] کرتے
[illegible]

احوال فقہاے اہلسنت

صہ ۵۴ انصاف مترجمہ مولوی عبد اللہ صاحب چہپردی مطبوعہ دبدبہ احمدی صہ ۵۶

صہ ۲۷ سعی مشکور

تحقیقات کی ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ غرض ونکی اصل مسئلہ سے تھی جب
مرد و عورت کا جنازہ ساتھ آئی تو نماز کیونکر پڑھی جاوے اور میراث کیونکر تقسیم
ہوگی جب قول امام معصوم سے صورت مسئلہ معلوم ہوگئی تو اونکو اس تفتیش
کی ضرورت کیا تھی کہ کونسی ام کلثوم تھی کونسی بلکہ مخفی ہی رہنے کی زیادہ
ضرورت تھی تاکہ اپنے مقلدین کو بہکانے کا پورا موقع ملے کہ دیکھو جناب امام حسین
کی خواہر حضرت ام کلثوم عہ کا عقد خلیفہ دوم سے ہوا اور ونسے زید پیدا ہوئے
جب اونکا انتقال ہوا تو خود حضرت نے نماز جنازہ پڑھی پس اب مقلدین عوام الناس
کے بہکنے اور ان قراین کے ساتھ اعتقاد کرنے اور ان فقہا کے بہکانے مین کیا
تامل رہا کہ بقول شاہ ولی اللہ شیطان نے اپنی حکمت عملی دینی کمیٹری اور
بڑا داؤن کھیلا اور اپنی خیالات ٹھیک ٹھا دی بہرکیف علاوہ انکے اور بہت
سے اسباب اشتباہ ہین جنکو ہمنے اصل کتاب مین لکھا ہے کہ جن لوگون نے
بلا کسی عداوت و بغض و حسد اور بلا تہمت و وضع و افترا کے ان واقعات کو
نقل کیا اور روایتین اسکی بیان کی ان وجوہ اشتباہ کے سبب سے مشتبہ ہو کر
ان دونون ام کلثوم کے مختلف واقعات کو تیسری ام کلثوم ہمنام کیطرف
منسوب کیا اور ان سب قصون کو انہین کا قصہ قرار دیا اور وضع و افترا کے
لئے تو اگرچہ اسکی ضرورت نہین ہے کہ کچھ اصلیت بھی ہو مگر یہان کچھ اصلیت
بھی ہوتی ہے جہان پورا موقع ہاتھ آتا ہے اور تدلیس رواۃ پوری کارگر ہوتی
اور اسی سے ہی وضعیات کی تمیز نہایت مشکل معلوم ہوتی ہے [illegible]
[illegible]

پس یہ طبقہ اہل حدیث و اثر کا انکی اکثر کوشش مع ہمت روایات وطرق کی جمع کرنے
اوران غریب شاذ حدیثوں کے طلب کرنے مین صرف ہوتی ہین جنمین اکثر
موضوع یا مقلوب ہین انتہے چنانچہ عنقریب معلوم ہوگا کہ کل روایات عقد
ایسے ہی موضوعات اور مقلوبات سے ہین پس جب عموماً انکی یہ حالت
توجہان خصوصاً انکو ایسے موضوعات اور مکذوبات کی ضرورت ہے توانکی
مکر و فریب سے نجات پانا اور اصلی و وضعی مین فرق کرنا کیسا اہم ہوگا الا علی من اعطاہ
اللہ القلب السلیم والفہم المستقیم ولنعم ماقیل ع ہان مگر لطف خدا پیش نہد گامی چند امر چہارم
دلایل اشتباہ واغلاط رواۃ یعنے وہ دلیلین جس سے معلوم ہوجاتے کہ دور
صورتیکہ باوجود علامات وامارات واتعیہ وضع واقرار سے رواۃ موضوعیت
ومجہولیت روایات کے قایل نہون اور اقرار باشتباہ رواۃ بوجہ اشتراک
نام ضرور ہے گو وہ دلایل احتمال وضع مین بھی بخوبی جاری ہوتی ہون مگر یہان
ربنا واشتباہ سے ہے یہ دلایل پیش کرتا ہون دلیل اول صغرسنی ام کلثوم
منکوحہ عمر ہے جسپر روایات اہلسنت کا اتفاق درخود اف [illegible] علما کے تسلیم اظہر
من الشمس ہے جیسے کہ اسی صغرسنی سے یہ بات نکالی کہ بواسطہ صغر سن
ہنوز بحد شہوت نرسیدہ بود کہ حرام باشد اگر صغیرہ نہ بود [illegible]
نہی درستاولیس اب دیکھنا چاہئے کہ عند التحقیق ازروے تواریخ صغر
جناب ام کلثوم [illegible] علیہ السلام وقت خطبہ عمر ثابت ہوتی
[illegible] اس امر کی [illegible] خطبہ عمر [illegible]

من مرد پیر معمر از شصت سال بالا شدہ ام جس سے معلوم ہوا کہ یہ قصہ بعد
شصت سالگی عمر ہے اور از روے حساب سن شصت سالگی عمر سنہ ۱۱
ہجری مین ہوتی ہے اور بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ سنہ ۱۷ ہجری مین
عقد ہوا جسکی تکذیب خود اوسیکے آخری جملہ سے ہوتی ہے کیونکہ وہ ہم بستری
کا بھی اوسی سنہ ۱۷ کے ماہ ذیقعدہ مین قایل ہے جسکا وقوع ایسے صغر سنی
کے ساتھہ محال ہے بہرکیف ان مختلف بیانون سے جو لازمہ دروغ گوی ہے عقد کا
دایر ہے درمیان سنہ ۱۷ اور سنہ ۲۰ ہجری کے اور ان دونون وقتون مین جناب ام کلثوم
بنت امیر المومنین علیہ السلام کا چار سالہ پنچ سالہ ہونا باطل محض ہے کیونکہ اگر
سنہ ۱۷ ہجری والا قول مانا جاوے تو اوسوقت حضرت ام کلثوم کا سن کم سے کم
بارہ برس ہوتا ہے اور اگر سنہ ۲۰ ہجری کا خیال ہو تو سن حضرت ام کلثوم کا
اوسوقت ۱۵ یا ۱۶ برس کا قرار پاتا ہے کیونکہ مصنفین کتب رجال نے بالاتفاق
لکھا ہے کہ ولادت حضرت زینب و ام کلثوم بعہد کرامت عہد سرور انام جناب
[illegible] ہے جسمین کسیکو اختلاف نہین اور چونکہ کسی نے سن [illegible]
[illegible] تو حساب تاریخ ولادت حضرت ام کلثوم
سنہ [illegible] ہجری ہوتی ہے کیونکہ عقد جناب سیدہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

سنہ کو ہو گی کیونکہ بالاتفاق اسقاط محسن سنہ ۱۱ ہجری بعد وفات رسول لکھا ہے پس اس حساب سے ولادت حضرت ام کلثوم سنہ ۶ ہجری قرار پائی اور اگر حولین کاملین مع ایام رضاعت کا حساب لیا جاوے تو سنہ ۸ یا سنہ ۹ ہجری ہو گا کیونکہ بعد اسکے زمانہ ولادت رقیہ اور سقط محسن کے لئے اقل زمانہ ۳ برس کا ضرور ہے جو سنہ ۱۱ ہجری میں پورا ہوتا ہے پس از روے حساب اول یعنے ولادت سنہ ۶ سن حضرت ام کلثوم کا سنہ ۱۷ ہجری میں گیارہ برس ہوتا ہے اور سنہ ۲۰ ہجری میں ۱۴ برس اور از روے حساب ثانی یعنے ولادت سنہ ۸ ہجری جس سے کم نہیں ہو سکتا سنہ ۸ سے تا بہ سنہ ۱۷ نو برس کا سن ہوتا ہے اور تا بہ سنہ ۲۰ ہجری ۱۲ برس کی عمر قرار پاتی ہے پس یہ نتائج کہ حضرت ام کلثوم وقت خطبہ عمر چار یا پانچ برس کی ہتیں جو روایات اہلسنت میں بالاتفاق و بالاختلاف مذکور ہے غلط ہوا پس جب صغرسنی ثابت ہوئی تو کل روایات عقد غلط ٹھہری کیونکہ صغرسنی سبہوں میں بالاتفاق مذکور ہے پس جس روایت کا سر غلط ہوا دم اوسکی کیونکر رہجاوے گی علاوہ بر آن جب صغرسنی نہ رہی تو بھیجنا بھی نامحرم کے پاس حرام ہوا [illegible] جانا نیز کی نسبت جناب سیدہ [illegible] کیطرف کیجاوے یا بطلان روایات مذکورہ کا اقرار کیا جاوے [illegible] ہجری نے بنا [illegible] جائز [illegible] روایات [illegible]

ع یعنی بعد حسنین علیہا السلام کے اور اولاد جناب سیدہ میں دو دو برس کا تفاوت رکھا گیا ہے ۱۲

ع قال الشارح [illegible]

ایضاً متعلق بصغر سنی ام کلثوم اکابر محدثین اہلسنت و اعاظم علماء نے انکی مثل
محمد بن عبد بن احمد مقدسی و شمس الدین محمد بن محمد جزری وغیرہ کے
بسلسلہ حضرت ام کلثوم کی جناب سیدہ سے احادیث روایت کرتے ہین
جیسا کہ اسنی المطالب مین مذکور ہے اور روایت کرنے کے لئے اقل
مراتب ان محدثین نے بالاتفاق یہہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ وقت تحمل روایت
راوی کا سن پانچ برس ہو ورنہ اوس سے روایت نہ لیجانے گی
کما ثبت فی اصولہم پس لااقل وقت وفات جناب سیدہ ع
کہ سنہ ۱۱ ہجری ہے حضرت ام کلثوم ۴ یا پانچ برس کی ہوئین تو سنہ ۱۷ مین
بارہ برس کے ہونگی ورسنہ ۱۷ مین ۱۰ برس کی پس اس سے یہی دعوای اہلسنت
بصغر سنی حضرت ام کلثوم کہ اوسوقت مین چار یا پانچ برس کی تہین غلط ہوا
اور مویدا سکی وہ روایات بہی ہین جنمین گواہی دینا حضرت ام کلثوم کا بہ فدک
بوقت طلب شہادت ابوبکر مذکور ہے گواہی روایت کو یہہ لوگ مثل
دعوای جناب سیدہ و شہادت جناب امیر ع قبول نہین کرتے مگر یہ
نہین لکہا کہ حضرت ام کلثوم ع اوسوقت قابل اداے شہادت کے اقل
مراتب پانچ برس کی تہین از ینجاست کہ بروایت صواعق محرقہ
جب جناب امیر ع نے حسنین علیہما السلام سے فرمایا کہ ام کلثوم کا عقد
خلیفہ دوم سے کردو تو حضرت نے عرض کیا انہا امرأة یعنی یہہ عورت ہین
مثل سایر زنان اپنے امور مین مختار ہین جس سے بدو وجہ عقوم ہوتی

تحقیقات مولوی حیدر علی امر یکا اطلاق عورت بالغہ پر ہوتا ہے نہ کمسن لڑکی
پر اور دوسرے خود مختار ہونا بھی حق بالغہ ہے نہ حق صبیہ صغیرہ اور نیز قول
سبط ابن جوزی سے بھی عدم صغر سنی ظاہر ہوئی جو اوسنے کمسن صبیہ
کو باتفاق تمامی مسلمانان حرام کہا کیونکہ حرمت اسکی متعلق [illegible] صبیہ
پھر کیف دعوے صغر سنی بہر طور غلط ہوا پس اسکے ساتھ عمر کا خطبہ
کرنا جو اون روایات مین مذکور ہے وہ بھی غلط ہوا کیونکہ اس خطبہ کے
بعد صغر سنی کا بیان ہوا ہے پس اگر اہلسنت قبول کرلین کہ یہہ روایات باطل
غلط ہین تو ہمکو زیادہ کد کی ضرورت نہین ہے بیان اس صغر سنی کا عذر بہ نسبت
ام کلثوم بنت ابوبکر مخطوبہ عمر یقیناً صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ ولادت اوسکی
باتفاق محدثین سنہ ۱۳ ہجری مین بعد وفات ابوبکر ہے پس سنہ ۱۷ ہجری مین اوسکی عمر
پانچ برس کی تھی تو اوسکو چار یا پانچ کہنا از روے واقعات نہایت درست
ہو سکتا ہے پس بالیقین معلوم ہوا کہ یہہ سارا قصہ خطبہ ورد انکار و اصرار کا اوسے
ام کلثوم سے متعلق ہے جسکو رواۃ نے بوجہ اشتراک نام بلا اشتباہ دیا یا
دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب کیا کیونکہ صغر سنی متفقہ اہلسنت سوا
اسکے دوسرے مین نہین پائے جا سکتے پس اس عذر صغر سن نے احتمال اشتباہ
رواۃ کو بدرجہ یقین کامل پہونچا دیا اور جب ام کلثوم بنت ابوبکر کہلائے
[illegible] صرف اسوجہ سے کہ اوسنے بلاواسطہ رسولخدا سے حدیث کو
[illegible] صحابہ [illegible] مین داخل کیا اگر اشتراک نام سے [illegible]

تو ایسے نادانون سے کیا تعجب ہے تنبیہ غالباً واضعین روایات عقد نے اس خیال سے کہ اس خواستگاری ام کلثوم دختر ابو بکر مین جو بوقت خطبہ چہار یا پانچ سالہ تھے خرافت صریحی خلیفہ دوم لازم آتی ہے کہ اس بڑہاپے مین ایسی کمسن لڑکی سے عقد کرنا چاہا اور بوجہ انکار ام کلثوم بنت ابو بکر انتہائے عالی نسبی خلیفہ دوم اور عدم قابلیت ونکی ظاہر ہوتی ہے لہذا ان دقتونکا یون دفعیہ کیا کہ اس قصہ کو جناب ام کلثوم کیطرف منسوب کردیا تاکہ منقصت خرافت ورکاکت و دناءت نسب محمدت استحصال شرافت دحق شناسے دخوف وخشیت سے مبتدل ہوجاے جیساکہ اور سلاطین خلفا کی خرافت وحماقتونکی اصلاح وزرا وارکین سلطنت نے یونہی کی ہے جسکا نمونہ سر مغزان ابن خلدون مین درباره عباسہ وہارون بلکہ بوران و مامون مذکور ہوا اور جب صحیح بخاری و صحیح مسلم سے انہین خیالات کی بدولت الفاظ کا ذباً غادراً خائناً اثماً وغیره کو نکال ڈالا ہے تو روایات غیر صحیحہ مین ام کلثوم بنت ابو بکر کی جگہ ام کلثوم بنت علی بنا دینا اور کہنا یا لکہنا کون ایسا مشکل کام ہے از عجائبات کہ عجب موقع سے اوس حدیث نبوی کو بہی اس قصہ مین جوڑا ہے جسمین کسیکو غور و تامل کا موقع ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

دلیل سوم یہ کہ روایات اہلسنت مین بیان ہوا ہے کہ عمر نے ام کلثوم [illegible] دختر [illegible] بنا بر عادات اہلسنت غلط ہے کیونکہ [illegible]

شاہ ولی اللہ [illegible]

ہوتا ہے اگرچہ ایک عورت نے روبرو سے خلیفہ تبلاوت آیہ قرآنی اوس
حکم پر اعتراض بھی کیا مگر خلیفہ نے اپنا مذہب نہ بدلا اور وہی حکم بزدلالت
حق بنا رہا سکوت خلیفہ صرف بغرض تادب با کتاب اللہ تھا نہ از راہ عجز
اور ناحق ہونے اس حکم کے جیسا کہ شاہ صاحب نے تحفہ مین تصریح کی اور
فرماتے ہین کہ احادیث صحیحہ مین بھی وارد ہے زیادتی مہر سے چنانچہ
حضرت صلعم نے فرمایا کہ کمی کرو مہر مین اور بہترین عورت وہی ہے جسکا مہر
کم ہو اور خیر اور برکت زیادہ اوسمین ہے کہ جسکا مہر کم ہو شاہ صاحب
اسکے بعد کہتے ہین کہ آیہ قرآنی سے اگر ثابت بھی ہوتا ہے تو جواز وہی
کراہت کے ساتھ پس جب نصوص نبوی ممانعت زیادتی مہر مین موجود
اور خلیفہ کا مذہب بھی وہی ہے کہ زیادتی ہونے کہ بمشکل تمام دو ہزار
تک کی رخصت دی جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے ان عمر رخص ان
یصدقہا الرجل بالفین جس سے اسقدر کی رخصت بھی بکراہت تمام
معلوم ہوتی ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ اسقدر مہر قرار دین اور جناب
امیر اوسکو منظور کرین جو تمام ازواج و بنات نبی کے خلاف اور رسم و
رواج خاندانی ہو آیات و احادیث رسول ربانی کے مخالف ہو علاوہ برآن
خلیفہ کی ناداری کی یہ صورت تھی کہ آخر مرتے وقت بیت المال
[illegible] کے قرضدار تشریف فرما ہوئے جسکو حوائج مسلمین
[illegible]

مہر قرار دین اس سے بھی معلوم ہوا کہ رواۃ نے بالاشتباہ بوجہ اشتراک
نام ایسا بیان کیا کیونکہ یہہ مہر اُس ام کلثوم کا تہا جو ایام جاہلیت سے
انکی زوجیت مین تہین کیونکہ ایام جاہلیت مین بہت بہت سا مال مہر مین
دیا جاتا تہا یا اون ام کلثوم کا مہر ہو جنسے بمقام حدیبیہ اسلام مین عقد کیا تہا
کیونکہ اوندنون کاروبار خلافت سے تو کچھ تعلق تہا ہی نہین بلکہ بہت صفق
بالاسواق اور تحصیل مال ہی سے مشغولیت تہی اور وقت تنگ خا لگیا اس مسئلہ مین اجتہاد کرنیکی نوبت
نہی آئی ہوگی پس جہان رواۃ نے باشتراک نام اسکو بیان کیا کہ حضرت ام کلثوم
سے عقد ہوا اونہان سابق کے دونون ام کلثوم سے کسیکا مہر بہی انکی
طرف منسوب کر دیا **دلیل چہارم** یہہ کہ روایات اہلسنت مین یہہ بہی
بیان کیا گیا ہے کہ بعد فوت خلیفہ دوم عقد حضرت ام کلثوم کا بجبر جناب
امیر علیہ السلام عون بن جعفر کے ساتھہ ہوا اور خود حضرت نے یہہ عقد
کیا اگرچہ بعض علما اسکے قایل ہین کہ بعد عمر پہلے محمد بن جعفر سے عقد ہوا
تب عون بن جعفر سے مگر سبکو اتفاق ہے کہ بعد عمر عون بن جعفر سے
عقد ہوا خواہ مقدم بر عقد محمد یا موخر ازان اب اس امر کو دیکھنا چاہیے کہ
واقعات تاریخی سے کسقدر یہہ صحیح ہے کیونکہ علامہ ابن عبد البر مکی اور
علامہ ابن حجر عسقلانی وغیرہ علما کے فن رجال جنہون نے [illegible]
[illegible] لکہے ہین [illegible] بالاتفاق ناقل ہین کہ حضرت [illegible]

ذکر عون بن جعفر الطیار
فی عہد رسول اللہ صلعم
فی عہد [illegible] استشہد
اسد الغابہ اصابہ [illegible]
الیضا [illegible]
ذخائر العقبی ص ۱۱۴

عہد خلافت عمر میں اور اونکی کوئی اولاد نہیں ہوئی اتھے پس برای خدا
غور فرمایے کہ جب عون بن جعفر جنگ تستر میں بعہد خلیفہ دوم شہید ہوچکے
تو پھر بعد عمر اونکا عقد حضرت ام کلثوم کے ساتھہ کیونکر ہوا پس جبکہ صدر
روایت غلط ہوا ویسا ہی آخر روایت بھی غلط ہوا ہاں یہاں سے اوس
احتمال کی البتہ بخوبی تائید ہوتی ہے کہ یہہ قصہ خطبہ واصرار وانکار تمام تر
ام کلثوم دختر ابوبکر سے متعلق ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ام کلثوم دختر ابوبکر
کے نسبت اُنکی عون بن جعفر سے مقرر تھی ہوا سلئے کہ اسما بنت عمیس
بعد شہادت حضرت جعفر طیار زوجیت ابوبکر میں آئی تھیں پس اونھوں نے
یہ نسبت اپنے تیسرے فرزند کی اوس دختر ابوبکر سے مقرر کی ہو کیونکہ دو فرزند
انکے عبداللہ و محمد تو حضرت زینب و ام کلثوم سے منسوب ہی تھے
خالی تھی فقط تو عون بن جعفر اونکی نسبت اس ام کلثوم دختر ابوبکر سے
مقرر کی ہو پس اس صورت میں دوسرا عذر جو روایات اہلسنت میں جناب امیر
کیطرف منسوب ہے وہ بھی صحیح ہوگا کہ جب عذر صغر سنی ام کلثوم دختر ابوبکر
حسب فرمائش عائشہ حضرت نے بیان کیا ہوا وسکے ساتھہ یہ عذر بھی
[illegible] ہو کہ خلیفہ اوس حکم [illegible] کو یاد کرسکے یا [illegible] کرچکا طرف سے
[illegible] نگاری ہو جاوے تو دوسرا خطبہ نکرے اور اس صورت میں شرکت
جماعت [illegible] عائشہ میں [illegible] خلیفہ دوم کے
[illegible]

خود عون کے خیال سے زیادہ کوشش کرنیکی حاجت تھی بہر کیف اس
رو سے بھی اشتباہ روات کا قایل ہونا ضروری ہوا ورنہ اسکا اثبات کرین
کہ جو شخص عہد عمر مین مرچکا وہ بعد [illegible] ہوا اور اوسنے نکاح کیا

دلیل پنجم یہ امر بھی اون روایات متذکرہ بالا مین بالاتفاق بیان ہوا ہے
کہ بعد وفات عون و محمد فرزندان جعفر کی بعد دیگرے عقد حضرت ام کلثوم
کا ساتھہ عبد اللہ بن جعفر کے ہوا بلکہ خود جناب امیر ع نے یہہ عقد کر دیا اور زمانہ
معاویہ مین حضرت ام کلثوم اور اونکے فرضی فرزند زید نے ساتھہ ہی وفات
کیا اب دیکھنا چاہئے کہ یہ امر صحیح ہو سکتا ہے یا نہین کیونکہ حضرت عبد اللہ
بن جعفر شوہر تھے حضرت زینب خواہر حضرت ام کلثوم کی اور حضرت زینب
علیہا السلام بھی مثل حضرت ام کلثوم بالاتفاق تا بمعرکہ کربلا بلکہ بعد اوسکے
زندہ رہین اور کسی نے یہ نہین بیان کیا کہ معاذ اللہ حضرت عبد اللہ نے
جناب زینب کو کبھی طلاق دیا ہو پس بدون وفات حضرت زینب ع کیونکر ممکن
ہے کہ حضرت عبد اللہ جناب ام کلثوم سے عقد کرکے جمع بین الاختین کے
مرتکب ہون اور خود جناب امیر ع ایسا نکاح کر جاتین تو اب ضرور ہوا کہ یا حیات
حضرت ام کلثوم ع کے تا بعد وفات حضرت زینب قایل ہون جو بعد معرکہ
کربلا ہے یا قایل بعدم وقوع نکاح ہون صورت اول مین معاویہ حیات
غلط ہوتے ہے جسمین وفات حضرت ام کلثوم بیٹے فرضی کے ساتھہ [illegible]
[illegible] مذکور ہے [illegible]

بعد اونکے محمد بن جعفر کے ساتھہ بعد اونکے عبداللہ بن جعفر کے ساتھہ
مذکور ہے پس اس سے بھی مطلوب اہلحق حاصل ہے جو اغ رہ ہر طرف گمشود
گشتہ ودا سلا ہے مگر چونکہ روایات واہیہ دونون صورتون کی اہلسنت
کے یہان اس کثرت سے ہین کہ انکار کلی اونکا نہین کرسکتے نہ خود میرے
ابھی فرمائش ہے لہذا ضرور ہے کہ بنا بر ذات محققین محدثین اہلسنت اوس
قاعدہ پر عمل کرین جو محدثین مین بکثرت جاری ہے جسکا ارتکاب اونہون نے
امرون کے لیے کرتے ہین یعنے یہہ کہ قایل ہون بوہم واشتباہ
رواۃ کہ راوی لوگ بوجہ اشتراک اسمی مبتلائے مرض اشتباہ
ہوے اور وہم وخطا مین گرفتار ہو کر ایک ہمنام کا واقعہ
دوسرے ہمنام کی طرف منسوب کر دیا کیونکہ ممکن ہے اوسے
ام کلثوم بنت ابو بکر کا یہہ واقعہ ہے ہو جسکا خطبہ خلیفہ دوم نے
کیا اونکے انکار سے بے سبب عائشہ مضطر ہوئین جناب امیر
علیہ السلام نے بوجوہات مصرحہ بالا حمایت عائشہ کے ہو اور
بعد رفع فتنہ وفساد اوس ام کلثوم کا عقد عون بن جعفر سے
اور بعد شہادت اونکے عہد عمر بن عبداللہ بن جعفر سے ہوا ہو
کہ راویون نے باشتباہ واشتراک اسمی جناب ام کلثوم ۲
کی طرف منسوب کیا اور نہ سمجھکر باوصف زوجیت محمد کے
[illegible]

بہائی زید کے انکو مسمے کیا یہ زید بن عمر ایک خانہ جنگی مین کسیکی ہاتھ سے
زخمی ہوکر مری اور ماں اونکے ام کلثوم جو پہلے سے بیمار تہین اونہونے
بہی اوسی روز انتقال کیا دونون کا جنازہ ساتھ آیا جناب امام حسین ع اور
عبداللہ بن عمر نے نماز جنازہ پڑہ کر دفن کر دیا مولوی حیدر علی صاحب نے بہی اسپر
دعوے تواتر کیا ہے اور اسکی بہی تخصیص کی کہ خاص عہد معاویہ مین یہ
امر واقع ہوا پس اب دیکہنا چاہیئے کہ از روے واقعات تاریخی کہانتک
اسکی تصدیق ہوسکتی ہے کیونکہ اولا انکے بہان آپس مین اختلاف ہے کہوا صلت اسکے
بہی ہوے یا نہ مگر ہم اوس سے بحث نہین کرتے پہلے زید سے بحث کرتے ہین
کہ اونکو شیخ عبد الحق وغیرہ زید اکبر کہتے ہین اور عبد اللہ اور عبد الرحمن بن
عمر کے بعد ذکر اولاد عمر مین دیگر اولاد پر انکو مقدم کیا ہے شاہ صاحب کے کلام سے
بہی معلوم ہوتا کہ قبل اسکے کوئی دوسرا لڑکا عمر کا مسمے زید نہ تہا کیونکہ اپنے
بہائی کا نام رکہا اگر کوئی دوسرا زید عمر کا بیٹا ہوتا تو اس نام رکہنے کی ضرورت
کیا تہی اور چونکہ یہ عقد آخری وقت مین ہوا پس معلوم ہوا کہ یہی ایک زید
اونکا بیٹا تہا حالانکہ بتصریح صاحب کامل و دار قطنی بنقل شاہ عبد الحق
ثابت ہے کہ زید بن عمر ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ سے
پیدا ہوا جو ایام جاہلیت سے عمر کی زوجہ تہی گو اسمین اختلاف ہے
حمید اللہ بن عمر برادر حقیقی زید یعنی بطن ام کلثوم مذکور سے تہا
[illegible]

اکبر فرضی سے تو وہ روایت غلط ہوتی ہے جسمین طلاق ام کلثوم خزاعیہ بعد
نزول آیہ لاتمسکوا درج ہے کیونکہ جب وہ زوجیت ہی مین نرہی تو زید اصغر
اوس سے پیدا کیونکر ہوُا حالانکہ ولادت زید ام کلثوم خزاعیہ سے یقینی ہے
اور اگر یہ احتمال پیدا کرین کہ زید بن ام کلثوم خزاعیہ بڑا تھا اس زید فرضی سے
جسے بطن جناب ام کلثوم سے قرار دیتے ہین تو پھر یہ زید اکبر کیونکر ہوسکتے
علاوہ برآن جب دو زید بن عمر ہوے دو ام کلثوم سے تو حالات انکے
بھی الگ الگ ہونے چاہیے کہ یہ زید اور ام کلثوم فلان وقت مرے
دوسرے زید و ام کلثوم کی یون وفات ہوی جیساکہ کل اولاد و [illegible] کہ
دختران خلیفہ دوم کا حال علحدہ علحدہ باجمال و تفصیل عقد وغیرہ مرقوم ہے
بخلاف ان دونون زید اور دونون ام کلثوم کے کہین بجز ایک واقعہ وفات
ایک زید اور ایک ام کلثوم کی دوسرے ام کلثوم و زید ان بیٹے کا کوئی
حال باوصف تفحص و تلاش نہین ملتا جس سے بہ بداہت عقل سلیم معلوم ہوا
کہ دراصل ایک ہی زید بن عمر تھا جو بطن ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ
عمر سے پیدا ہوا نہ دوسرا نہ تیسرا جہان راویون نے بوجہ اشتراک نام
دو ام کلثوم بلکہ تین ام کلثوم کے مختلف قصے [illegible] ام کلثوم [illegible]
[illegible] کیا وہان اصلی زید کی نسبت بھی ادھر ہی لگادی اور اسکے ساتھ
[illegible] ام کلثوم کے حالات بھی [illegible] فرضی زید و ام کلثوم کے سر [illegible]
[illegible]

کیونکہ سنہ عقد جیساکہ سابقاً مرقوم ہوا ۱۷ ہے درمیان سنہ ۱۷ اور سنہ ۲۳ کے
اور سن حضرت ام کلثوم کا وقت عقد چار یا پانچ برس بیان ہوتا ہے اور وفات
خلیفہ دوم سنہ ۲۳ ہجری ہے بسن سہ و شصت سالگی ہے اگر سنہ ۱۷ میں ۵۴ یا ۵۵ سالہ تھے
تو سنہ ۲۳ میں کہ سنہ وفات خلیفہ ہے ۶۰ برس کی ہونگی اور دس برس کی لڑکی
کے لڑکا ہونا خالی از استبعاد نہیں خصوصاً درصورتیکہ دو تین برس قبل
از وفات خلیفہ کے قوت باہ کو زوال کلی ہو گیا ہو چنانچہ عقد عاصم بن عمر
والی روایت سے ظاہر ہے کہ خلیفہ صاحب نے فرمایا ولو کان فی ابیکم حرکة الی النساء
لم یسبقه احد الیها یعنے اپنی اولاد کو جمع کرکے کہا اگر تمہارے باپ میں
رہتی حرکت نسوانی باقی ہوتی تو اس بارے میں کوئی اوس پر سبقت نہ لیجاتا
جس سے فقدان باہ اس زمانہ میں یقیناً ثابت ہوا چہ جائیکہ از روے
فطرت بھی یہ قوت کم تھی اور دوسری قوت کو غلبہ تھا چنانچہ اون روایات
سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے جنمیں خلیفہ نے کہا ہم تصنع و تکلف عورتوں سے
تعلق کرتے ہیں اور جسقدر عورتوں سے خطبہ کرنا ہمپر گران ہوتا ہے دوسرا
کوئی امر نہیں گران ہوتا بلکہ خود ان روایات موضوعہ عقد سے ظاہر ہے
کہ خلیفہ نے کہا کہ ہمکو اب باہ نہیں ہے نسوان کی حاجت باقی نہیں ہے
[illegible] سے باین پیری و علت شیخ المشائخ لڑکا ہونا [illegible]
[illegible] اگر [illegible] تو ایک لڑکے کا ہونا [illegible]
[illegible]

ص ۱۹۶ ازالة الخفا مقصد ۲

چہ جائے تحمل حمل ورنہ سالگی پوری ہوتے ہی سنہ ۲۲ھ مین اب ایک سال
کل خلیفہ کی حیات کا زمانہ باقی ہے اسمین دو ولادتین کیونکر ممکن ہے
اور اگر سنہ ۱۷ھ مین عقد مانا جائے تو جو لڑکی اسوقت چار سالہ تھی سنہ ۲۳ھ مین
کہ سن وفات ہے ہفت سالہ یا ہشت سالہ ہوگی اس سن کی لڑکی نہ بالغ ہوتی ہے
نہ حاملہ ہوسکتی ہے یقینا محال ہے پس تولد زید اس ام کلثوم جسکو وقت
عقد سنہ ۱۷ھ یا ۱۸ھ مین چار سالہ بیان کرتی ہین یقینًا محال ہے چہ جائیکہ ایک اور
لڑکی بعد اوسکے پیدا ہو چہ جائیکہ وہ زید اکبر ہوگا اصغر کا ہونا بھی محال ہے
حالانکہ اصغر اولاد عمر نے اس زید کو کہتے ہین نہ رقیہ کو بلکہ زینب کو اصغر اولاد عمر
بیان کرتے ہین جو بطن ام حکیم سے پیدا ہوے بہر کیف یقینًا معلوم ہوا
کہ زید مذکور اصلی زوجہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ سے تھا جسکو قصہ موضوعہ
عقد کے ساتھ حضرت ام کلثوم علیہا السلام کیطرف منسوب کردیا دوسرے
وفات زید وام کلثوم مادرش بوقت واحد عہد معاویہ مین اور بھی اسکی تائید
ہوتی کہ یہ وہی اصلی ام کلثوم ہے جو ایام جاہلیت سے خلیفہ دوم کی زوجہ
تھی جسکے بطن سے زید بن عمر متولد ہوے کیونکہ جناب ام کلثوم بنت جناب
امیر بہ اتفاق روایات فریقین شریک معرکہ کربلا تھین چنانچہ مقتل ابو مخنف اور
مقتل ابو اسحق اسفرائینی اور روضۃ الشہدا [illegible]
[illegible] تفصیل تمام مرقوم [illegible]



Presented by www.ziaraat.com

ام کلثوم اور کہا واے ہو تجھپر اے یزید الخ اور روضۃ الشہدا مین ہے یزید

را چشم بر حسین افتاد فریاد بر داشت کہ یا جداہ و امحمداہ پس روے بہ یزید کرد

کہ ہیچ میدانی کہ چہ میکنی زنان خود را در پس پردہ نشاندہ و دختران محمد رسول اللہ

را در پیش چشم خلق داشتہ ندانم کہ در وقت باز خواست از عہدہ این عمل چگونہ

براے یزید بر خود بلرزید و پرسید کہ این چہ کسست گفتند کہ خواہر حسین است

دختر فاطمہ ناگاہ ام کلثوم بر پاے خواست و گفت اجازت دہ تا سر برادر

بردارم و دیدار باز پسین او بہ بینم و ستوری یافت در جست و سر حسین بر گرفت

و لب خود بر لب او نہادہ بیہوش شد پس سر بر آورد و گفت اے یزید امیدوارم

کہ درین دنیا راحت نہ بینی چنانچہ مارا در رنج افگندی یزید گفت این زنان در

ہم خواہر حسین ہست گفت آرے این ام کلثوم ست گفت اے ام کلثوم

چون دیدی کہ خداے تعالے ظن شمارا دروغ کرد و آنچہ بر ما فکر کردہ بود دید

بر شما واقع شد ام کلثوم فرمود کہ خداے تعالے منافقان را دروغ گوے

خواندہ ان المنافقین لکاذبون الخ اور روضۃ الاحباب مین ہے

جسکو شاہ عبد العزیز صاحب بہترین سیر فرماتے ہین ام کلثوم دختر بنت ... ہر

امام حسین ہمراہ بیش برو ... چشم بر حسین ... الی ان قال ناگاہ ام کلثوم

... گفت اجازت ... یزید گفت این ...

[illegible]

سختی داد بدشمنان و سختی داد حضرت ام کلثوم جواب دادند الحمد لله الذی کرمنا بمحمد
وطهرنا تطهیرا شکر خدا را که گرامی کرد ما را بمحمد و پاک کرد ما را پاک کردنی باز ابن زیاد گفت
کیف رایتم قدرة الله چگونه دیدید قدرت خدا را ام کلثوم در جواب فرمودند
ص ۹۱ جمع الله بیننا و بینکم الخ بعد اسکے لکھتے ہین کوفیان حال خرابی دودمان نبوت
دیدند و گریستند ام کلثوم گفت که اے مردم کوفه حالا برائے چه گریه می کنید
ص ۹۴ بعد اسکے لکھتے ہین یزید جواب بجز سکوت ندید متوجه بطرف زنان و بیتیان
اہلبیت شده زینب و کلثوم و علی بن حسین را نزدیک تر طلبید چشم حضرت زینب
چون بر سر مبارک شاه شهیدان افتاد گفت واجداه وامحمداه بعد از ان خطاب
به یزید کرد و گفت هیچ نمیدانی که زنان خود را در سراپرده عزت و حجاب نشانده و
دختران رسول خدا را این بے پردگیها بر شتران سوار کردی و در مجمع مردمان
پیش خود طلبیدی فردائے قیامت از عهده عمل خود چه جواب خواهی داد و یزید پلید
گفت این کدام زن ست گفتند زینب خواهر حسین ع و دختر فاطمه زهرا پس از ان کلثوم
بر خواست و بر سر حسین ع افتاد و لب و دندان خود را بر آن لب و دہان چندان بوسید
که بیهوش شد بر زمین غلطید چون بهوش آمد دعاے بد و مدح بر زبان گفت
[illegible]
[illegible]

جسکا درجہ تواتر سے بھی بڑہا ہی کہ فریقین مین باتفاق یہ امر مسلم ہی اور چونکہ رشید الدین خان
روایات شیعہ کو جو علامات جعل و وضع سے خالی ہو بالراس والعین قبول فرماتی ہین تو اس باب خاص مین
روایات شیعہ بھی یقیناً علامات جعل و وضع سے مبرا ہین مقبول ہونگی بوجہ غایت اشتہار ہم نقل
نہین کرتے کہ ہر کہہ و مہ اس سے واقف ہی اور اخبار اور اقوال انحضرات کے
علیحدہ علیحدہ کتب سیر و تواریخ و لغت وغیرہ مین بھی قوم ہین چنانچہ کتاب نہایہ ابن
اثیر مین ہے جو کتب مشتہرہ معتبرہ اہلسنت سے ہے بذیل لغت فرث فی حدیث
ام کلثوم بنت علی قالت لاہل الکوفۃ اتدرون ای کبد فریتم لرسول اللہ الفرث تفتت
بالغمز واللذی فیہ یعنے حضرت ام کلثوم نے اہل کوفہ سے فرمایا جانتے ہو کس جگر کو رسولخدا
کے غم والم سے پارہ پارہ کیا پس جب باتفاق فریقین جناب ام کلثوم شریک
معرکہ کربلا ہوئین تو انکا انتقال تنہا خواہ بہمراہ پسر زید ایام خلافت معاویہ
مین یقیناً غلط ہوا اور اسیطرح وفات اونکی صغر سنی مین جیسا کہ مدارج
السعادۃ مین غلط ہوا الغرض تصحیح روایات متناقضہ و تطبیق وقایع متخالفہ
بنابر داب محققین محدثین ضرور ہوا کہ قابل بوجہ اشتباہ ... کی
احادیث صحاح وغیرہ مین اسی طرح پر جمع و توفیق کیجاتی ہے پس معلوم
ہوا کہ ایک ہمنام کا واقعہ دوسرے ہمنام کیطرف منسوب کیا کیونکہ یہان مثل
... زوجہ پہلی ام کلثوم زوجہ سابقہ خلیفہ دوم ما قطا ...
... ان بیٹی ساتھ مرے اور جناب ام کلثوم ...
... عمر ...

کا عقد کرنا حضرت ام کلثوم سے بعد محمد روایات اہلسنت مین بالاتفاق
مذکور ہے گو اسمین اختلاف ہے کہ وفات عبداللہ قبل ہے یا وفات
حضرت ام کلثوم مگر عقد عبداللہ بن جعفر مسلم ہے تو اب یہ بیان کہ بعد
معاویہ وفات کیا غلط ہوا کیونکہ باوجود موجودگی حضرت زینب عقد
عبداللہ محال ہے اور حیات جناب زینب و ام کلثوم تا معرکہ کربلا کہ
سنہ ۶۱ ہجری ہے مسلم تو لابد وقوع عقد بعد وفات حضرت زینب
ہوگا اس سے بھی بیان وفات بعد معاویہ مع زید غلط ہوا چنانچہ تائید
اس امر کی اس روایت اصابہ سے بھی ہوتی ہے فتزوجها اخوه
عبداللہ بن جعفر فماتت عنده یعنی عبداللہ بن جعفر نے حضرت ام کلثوم
سے عقد کیا اور اوس سیدہ نے اونہین کے یہان انتقال کیا کیونکہ
اس روایت مین کوئی ذکر زید وغیرہ کی وفات کا نہین ہے پس صورت
بعد دعوے غلط ہوا خصوصًا درصورتیکہ وفات عبداللہ مقدم ہو بر وفات
حضرت ام کلثوم پس اس صورت مین اور بھی یہ بیان کہ ماں بیٹے نے
ساتھ بعد معاویہ وفات کیا غلط ہوتا ہے کیونکہ حضرت عبداللہ
سنہ ۸۰ بعد خلافت عبدالملک مین انتقال کیا پس اس صورت
تیسرے روایات سے کے [illegible] اشتباہ روایات کا قابل ہونا ضروری ہوگا



بعد وفات حضرت زینب ممکن ہے اور تقدم وفات عبداللہ یا حضرت
ام کلثوم بھی ممکن ہے جسکو ہم بعد اسکے لکھینگے **تنبیہ** واضح
رہے کہ ہرچندیہ ادلہ جو مذکور ہوے ابطال واقعہ کابنہ کے لئے کافی اور
احتمال اشتباہ رواۃ اہلسنت کے لئے حجت شافی ہین کہ اگر مدۃ العمر دلائل سوپے
اپنی کرین تو ان دلایل کو اوٹھا نہین سکتے مگر چونکہ غرض راقم تحقیق اصل
واقعہ ہے نہ مجادلہ ومکابرہ با اہلسنت اسیوجہ سے بطور مصالحہ ومساہلہ
گفتگو کی اور قایل بہ اشتباہ رواۃ ہوئی جسکو ہزارون جگہ علمائے
اہلسنت اپنی روایات صحیحہ مین صرف کرتے ہین لہذا قراین اور دلایل و
اسباب اشتباہ پیش کئے اب اسکی حاجت نہ رہی کہ ہم اور دلیلین اسپر
قائم کرین مگر چونکہ تحقیق کے لئے ہر پہلو وجوانب پر غور کرنا لازم ہے
لہذا کچھہ معاضدات خارجیہ اور کچھہ مویدات داخلیہ اور ذکر کرتے ہین تاکہ
تحقیق کے لیئے کوئی حاجت منتظرہ باقی نہ رہے اور محققان و انتہ پر
منصفان بکذب شبہا ... تفص...
اول قصہ مغیرہ بن شعبہ ہے جس سے کا یہ واقعہ نکاح حلط بنا
کیا جاتا ہے اور یہی سے لکا یہ واقعہ یہی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ صحابی سے ... جو
... جماعت اور احباب خاص خلیفہ ... سے ...

کہ جسطرح سلامی سر سردانی مین جاتی ہے اوسطرح نہین دیکھا جس نے
خلاف حکم وراے جناب امیرؑ کیونکہ حضرت کو اسکے رجم کرنے پر ایسا
حتم تھا کہ ہمیشہ بعد اسکے فرماتے رہے اگر میرا دست رس ہوتا تو مغیرہ پر
حد جاری کرتا مغیرہ کو خلیفہ دوم نے حد زنا سے رہائی دی اور اصحاب
ثلثہ پر تہمت لگانے کی حد جاری ہوئی جب موسم حج مین خلیفہ دوم نے
ام جمیل مذکور کو دیکھا تو مغیرہ سے پوچھا اس عورت کو پہچانتا ہے مغیرہ نے
(بر بنیاد اوس عداوت کے جو جناب امیرؑ سے اوسکو مثل دیگر صحابہ حاصل
تھے و نیز اسوجہ سے کہ حضرت کو اسکے حد جاری ہونے پر اصرار تھا)
کہا ہاں معاذ اللہ یہ ام کلثوم بنت علیؑ ہے عمر نے کہا تو بھی تجاہل
عارفانہ کرتا ہے مجھے ہرگز گمان نہین ہے کہ ابو بکرہ مولے رسول نے
تجھپر جھوٹی گواہی دی ہو اس حد نہ جاری کرنے پر مجھے واللہ ہر وقت
گمان ہوتا ہے کہ کہین آسمان سے مجھپر سنگ باران نہو انتہٰی تاریخ
طبری م اس روایت کے شرح پر ہرگز کوئی مسلمان قادر نہین کہ مغیرہ نے
کس بے ادبی کا کلمہ استعمال کیا اور خلیفہ نے تنبیہ و تادیب اوس ملعون
کی نہ کی سبحان اللہ [illegible] مقام [illegible]
[illegible] جناب [illegible] اور [illegible] ملعون [illegible]
[illegible]

انعدام محبت و ولاے صحابہ و خلیفہ دوم با جناب امیر؏ و اہلبیت طاہرین
ظاہر ہوتا ہے اوسیطرح انعدام وقوع عقد مذکور بہی ظاہر ہوتا ہے
اور وضعیت روایات بہی ہویدا ہے کیونکہ پہلا جملہ صغرسنی تو اس تمثیل سے
بالبدیہہ باطل ہوا اسلیئے کہ ممکن نہین کہ کوئی احمق بہی ایسی تمثیل مہمل صریح
البطلان بیان کرے کہ تیس چالیس برسکی عورت کو تین چار برسکے
لڑکی قرار دی خصوصاً مغیرہ ایسا عاقل جسکو اہلسنت نے عقلاے عرب سے
منتخب کیا ہے بہرکیف اسکے ساتھہ دوسرا جملہ یعنی وقوع عقد بہی باطل ہوا
کیونکہ اگر عقد ہوا ہوتا تو کیونکر ممکن تہا کہ مغیرہ ایسا کلمہ خلیفہ کے روبرو نکالتا
اور خلیفہ کو اپنی ناموس کا ننگ وعار بہی ہوتا جس سے بالیقین معلوم ہوا کہ
یہ واقعہ عقد محض غلط اور سراسر تہمت اور افترا ہے پس تصحیح روایات کے لیئے
اقرار باشتباہ رواۃ ضروری ہوا **دوسرے** مسئلہ کفارۃ ترجمہ
صواعق محرقہ مین ہے بدانکہ از احادیث سابقہ معلوم شد کہ آنچہ صاحب
تلخیص از اصحاب ما گفتہ کہ از خصایص پیغمبر است کہ اولاد بنات آنحضرت
بآنحضرت منسوب شوند در کفاءت بخلاف غیر او کہ اولاد بنات دیگر بایشان
منسوب نشوند در کفاءت وغیر ذلک قول او موجہ است و معنی انتساب سوال
کہ از خصوصیات آنحضرت است آنست کہ میتوان گفت آنحضرت پدر ایشانست
و ایشان پسر آنحضرت اند تا در کفاءۃ معتبر باشد چنانچہ زنے [illegible]
[illegible] خیر شریف [illegible] گفتہ اند کہ [illegible]
[illegible]

مسطور ست انتہے پس اس سے معلوم ہوا کہ کفو ہاشمی کا مطلبی و ہاشمی کے سواد دسرا کوی نہین ہے اور نکاح مین لزوم کفائت خود خلیفہ دوم کا بھی مذہب تھا ازالۃ الخفا مین ہی قال لامنعن فروج ذوات الاحساب من النساء الا من الاکفاء کما صحیح مانع ہون گا کہ زنان صاحب حسب کا نکاح غیر کفو غیر ہمسر سے ہو ایضاً خلیفہ صاحب نے غلام کے نکاح کرنے کو زنان آزاد سے بھی منع فرمایا ہے اور عربی عورتون سے عجم مردون کے نکاح سے ممانعت کی پس با اینہمہ احادیث نبوی جنکا نتیجہ صاحب صواعق نے یہ نکالا کہ زن شریفہ ہاشمیہ کفو مرد غیر شریف نیست و با این مذہب خلیفہ دوم کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ دوم نے ایسا خطبہ کیا ہو اور بلالحاظ کفویت جناب امیر علیہ السلام پر یہہ جبر شدید کیا ہو کہ جناب ام کلثوم کا انسے عقد کر دین اور جناب امیر نے خلاف احکام رسول معاذ اللہ اس امر کو قبول کیا ہو اور خلیفہ دوم کا کفو ہونا اسدرجہ واضح ہے کہ خود انہین روایات سے ظاہر ہے کہ جب حضرت عقیل نے منع کیا اور غیظ و غضب ظاہر کیا تو جناب امیر نے فرمایا [illegible] خلیفہ اس عقد سے کیا ہے فقط حدیث نبوی عمل کر [illegible] جس سے معلوم ہوا کہ حضرت عقیل [illegible] [illegible] خلیفہ اول [illegible] [illegible]

ص ۱۱۰

ص ۱۱۰ ازالۃ الخفا

[illegible]

نسب خلیفہ دوم پر طاعن رہے خالد بن ولید خلیفہ کو ہمیشہ اعیب بن
حنتمہ کہتے تھے مہاجر بن خالد ہمیشہ تشنیع کرتے تھے عمرو عاص باآنکہ بلند
نسبی جو کچھ انکے حق مین فرماتے تھے ہے تھا یا ور ازالۃ الخفا مین موجود
خولہ بنت حکیم صحابیہ نے جسکا قول خدا نے بالاے سبع سموات سنا جو کہا
معلوم ہے کہ عمیر اسنی عمر ہوا عمر سے امیر المومنین اب خدا سے ڈر حضرت
عباس عم اشرف الناس نے جو ارشاد فرمایا اعضک اللہ ببظر امک کا ترجمہ
اس قابل نہین کہ بیان ہو خود خلیفہ دوم نے جو لا علمی اپنی نسب سے ظاہر کی
ازالۃ الخفا مین مذکور ہے اور تفصیل اس ہیچ میچ شرافت نسبی کے تین پشت
تک روض الانف سہیلی ورتاریخ اور کتاب المعارف تاریخ ابن کثیر شامی اور
مثالب کلبی مین مسطور ہے جسکے نتایج بلکہ اون تصریحات صریحہ کو نہایت
ہی شرمناک اور عبرت افزا قصے ہین کسیطرح یہان نہین لکھ سکتے اور رسیف
اصل کتاب پر محول ہین لیکن صاحبان عقل وادراک اسی سمجھ سکتے ہین
کہ جب ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی کہ ولد الزنا بدتر ہین [illegible]
[illegible] ولد الزنا بدتر ہے تو فورًا فرزند خلیفہ عبد اللہ بن عمر
اوس قول ابوہریرہ سے کہ حدیث رسول تہی تردید کی اور کہا ولد الزنا
[illegible] ولد الزنا تینوں مین بہتر ہے کنز العمال ہشایہ خلیفہ ثانی نے
نسبی [illegible] کی بدولت ابوہریرہ کو منع کیا کہ جناب سے [illegible]
[illegible]

کوڑے مارے کہ بیچارے کی پشت خون سے تر ہو گئی (ی)

مسلمانو کہان ہو کس خواب غفلت مین پڑے ہو ذرا چونکو برای خدا غور کرو کسی مذہب مین بھی ولد الزنا اچھا سمجھا گیا ہے جو اسلام مین کہ اشرف ادیان ہے اوسکی تعریف کیجائے چہ جائیکہ وہ مقتدای دین خلیفہ سید المرسلین یا اولی قرار پائے پھر عبداللہ بن عمر فی تو ممکن ہے اوسوقت ابوہریرہ کی تعریض کا جواب دیا ہو تب کیا ضرور ہے کہ اسپر ترقی کر کے یہ قاعدہ بنایا مین کہ ولد الزنا انجب یعنی ولد زنا سب سے زیادہ نجیب ہے جیسا کہ محاضرات امام راغب صفہانی مین ہے کہ کہا قدامہ نے اولاد زنا انجب ہے کیونکہ مرد جو زنا کرتا ہے تو برغبت تمام و نشاط کامل اس سے جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ کامل ہوتا ہے اور جو حلال سے پیدا ہوتا ہے پس چونکہ مرد اپنی زوجہ حلال سے بتصنع و تکلف تعلق کرتا ہے لہذا لڑکا کامل نہین ہوتا علامہ قطب الدین شیرازی بھی اپنی نزہۃ القلوب مین اس افادہ پر فائدہ سے تازگی قلب جگر حاصل کرتے ہین کما فصل فی استقصاء الافحام از ینجاست کہ چونکہ مولوی حیدر علی کو حضرت خلیفہ دوم سے تعلق خاص ہے لہذا شیعونکی ایسی روایتون پر جسمین مذمت ولد الزنا وارد ہے بہت کچھ اعتراض کیے بدالست خود ہی [illegible] اور اپنی ہی نسبت انکار کیا کہ البتہ سنے بیان کوئی روایت [illegible] بہت [illegible] ہے [illegible] [illegible]

صفحہ ۱۰۰ استقصاء الافحام جلد اول

Presented by www.ziaraat.com

صہ ۶۸۵ تغایت صہ ۸۵۳ استقصار الافحام مجلد اول

ہویدا ہی شود اسکے جواب سکا تو کتاب مستطاب استقصار الافحام مین قابل
ملاحظہ ہے کہ امام احمد بن حنبل ابن ابی شیبہ عبد بن حمید سفیان ثوری
عبد الرزاق ابو عیسیٰ ترمذی نسائی ابوداؤد ابن ماجہ حاکم ابو حاتم دار قطنی
بیہقی ابو نعیم اصفہانی ابن فیل ابو العباس خرائطی ابن ابی حاتم ابو الشیخ ابو
سلیمان خطابی طبری طبرانی ابو العلی خطیب بغدادی ابن مردویہ ابن نجار طالقانی
رافعی منذری ثعلبی زمخشری ابن اثیر جزری ابو الحسن ابن اثیر جزری
ابن مندہ ابن السکن نجم الدین قمولی عبد العزیز وغیرہ وغیرہ جنکی تعداد
پچاس سے زیادہ ہے بالاتفاق احادیث کثیرہ مین جسکی تعداد
صدہا سے متجاوز ہے مذمت اولاد زنا اور اونکے جہنمی ہونے کے
ناقل ہین یہانتک کہ سات پشت تک بھی حکم اونپر جاری ہی بار نہیں ہو کو
حیدر علی کی ایسی روایات سے انکار کرے اور ان احادیث کی نقل تکذیب
متقدمین سے نکال لیتے اور اس کدوکاوش سے نفی مذمت اولاد زنا
مین [illegible] سمجھتے ہین حقدار سے روزگار پر ظاہر ہو [illegible]
جاتا ہی [illegible] انکی جو خرابیان ہو چکی ہین محتاج تشریح نہیں کہ کیون
ایسی کد پڑی بہر کیف بالخصیص کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ خلاف اپنے مذہب کے
[illegible] مطلب مین کفو کو ضرور ہی [illegible]
[illegible] عمر ابن الخطاب [illegible]

ابو بکر ہے کہ رواۃ نے بجہت شرکت نام وحسد تمام اسطرف منسوب کیا
متاخرین نے بتقلید متقدمین واضعین اونہین موضوعات کو مشتہر کیا
دیکھیے باتفاق تمامی مورخین ومحدثین اہلسنت جناب رسالت مآب نے
اپنی بیٹیان رقیہ وام کلثوم کو پسران ابولہب کافر سے جو بنی ہاشم مین تہا
بیاہا مگر حضرت نے شیخین سے کسیکو اس لائق نہ جانا کہ کوئی بیٹی اپنی اون سے
بیاہتے پس بجز عدم کفائت کون باعث تہا جناب سیدۃ النساء العالمین
صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا کی بابت شیخین نے یکی بعد دیگری خطبہ کیا مگر ہر دفعہ نامنظور ہوا
پس جب خاندان رسالت مین اسقدر پابندی کفائت اور
قرابت خاندانی کی گئی ہے کہ جناب رسالت مآب ص نے فرمایا اگر علی ع
پیدا نہوتے تو فاطمہ ع کا کوئی کفو نہوتا جسمین بلا استثنا سب داخل ہین
اور ہمیشہ عملدرآمد بھی اسی پر رہا کہ اپنے ہی خاندان مین وصلت و پیوند
ہوا کیا اور خود خلیفہ کا بھی یہی مذہب تہا کہ نکاح مین کفو ضرور ہے چنانچہ
سابقا مذکور ہوا اور کنز العمال مین ہے ان عمر کان یشدد فی الکفاء یعنے عمر
کو نہایت سختی تہی کفائت کے بارےمین تو کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ اول اقدم
کرتے نعوذ باللہ جناب امیر ع بر خلاف سیرت [illegible]
[illegible] گوارا کرتے [illegible] نہایت [illegible]
[illegible] مین [illegible] حضرت [illegible]

صریحی ہٹ دہرمی ہے کیونکہ یہہ امر صاف صاف اونہین روایات مین مرقوم ہے کہ حضرت ام کلثوم کی نسبت فرزند جعفر سے مقرر تھی پھر کیون وہ نسبت ترک کی گئی سوا اسکے ابتداء اسلام تو وہ تھا جسمین شیخین نے عیاذاً باللہ جناب سیدہ کے بارہ مین استدعا کی ورنا منظور ہوئی پس جب وہان جناب رسالت مآبؐ نے اس قابل نہ جانا تو اس صورت خاص مین کیونکر ممکن ہے کہ جناب امیرؑ منظور فرما دینگے سبحان اللہ جسکو ابوبکر و عثمان اپنا کفو نجانین جناب امیر کا کیونکر کفو ہو سکتا ہے خصوصاً درصورتیکہ تمامی کنبہ و قبیلہ از خورد تا بزرگ اس امر مین ناراضی ظاہر کرین اور خود دختر نیک اختر بھی ناخوشنودی اپنی بیان کرے اوسپر یہہ جبر شدید کیا جاوے لا واللہ لا یکون علاوہ بریں بجز احتمال اشتباہ رواۃ بوجہ اشتراک نام یا حرف کذا مین دضاعین دوسرا احتمال ہو نہین سکتا تیسرے یہہ بھی ان سب روایات مین بیان ہوا ہے کہ مقصود خلیفہ اس عقد سے محض اتصال با سبب و نسب رسول اللہ نہ دیگر امور از قسم خانہ داری وغیرہ از التماس الکثیف [illegible] فاروق بجوابش گفت کہ مقصودم خانہ داری نیست و لیکن از جناب رسالت مآب شنیدہ ام ایضاً عمر گفت کہ بخدا خطبہ نہ کردہ ام فقط [illegible] خانہ داری ایضاً گفت خطبہ کرد عمر بسوے علی بن ابی طالب [illegible] حضرت عباس [illegible] عقیل مشورہ فرمود عقیل [illegible]

مقصود اولاً و بالذات عمل نمودن ست بر حدیث حضرت رسالت مآب صلعم کہ
ذریعہ کل سبب الخ **اقول** اولاً بہ بداہتہ عقل یہ بات اس روایت سے
ظاہر ہوتی ہے کہ خلیفہ دوم جناب امیر کے نزدیک بھی قابل اس عقد کے
نہ تھے کیونکہ اوس کلام سے جو حضرت نے عقیل سے کہا صاف ظاہر ہے
کہ لائق اس عقد کے نہین ہین صرف بغرض اتصال سبب و نسب یہ
عقد کیا جاتا ہے پس بھلا کوئی عاقل قبول کر سکتا ہے کہ دوسرے کی
شرافت حاصل ہونے کے واسطے اپنے پر ایسا ننگ و عار گوارا کرے گا
اور بالفرض اگر ایسا ہی تھا تو جناب رسالت مآب صلعم نے کیون نہ اپنی کسی
دختر نیک اختر کا اسنے عقد کیا حالانکہ ان لوگون نے استدعا بھی کی تھی
اور حضرت کی ضرورت اور محبت کو شیخین کے ساتھ بہ نسبت جناب امیر
علیہ السلام کے زیادہ مانتے ہین سبحان اللہ کفو کا خیال جنگ و جدال
تک مین ہو اور بیٹی بیاہنی مین نہو جناب امام حسین علیہ السلام الموت
اولی من رکوب العار مرنا بہتر ہے ننگ و عار قبول کرنے سے فرماتے اور
جناب امیر ایسا ننگ گوارا کرین لا حول و لا قوۃ الا باللہ **ثانیاً** یہ ممانعت حضرت
عقیل خلاف خیر خواہی کیونکر ہوگی جو حضرت نے فرمایا [illegible]
مگر خیر خواہی [illegible] رسالت کو اس نسبت سے منع کیا
[illegible]

مانع رہے جیسا کہ انہیں روایات سے ظاہر ہے بہرکیف کسی عاقل کو دروغ اور موضوع ہونے مین اس حکایت کے کوئی شبہہ نہین ہے لیکن اب واقعات تاریخی سے غلطی اس روایت کی ثابت کرتا ہون

اما اولاً پس عدم صحت اسکی اسے سی ظاہر ہے کہ پہلے خلیفہ دوم نے ام کلثوم بنت ابو بکر سے عقد کرنا چاہا جب عمرو عاص نے تق تلفی ابو بکر کا خیال دلا کر روکا تو یہ رائے دی کہ معاذ اللہ ام کلثوم بنت علی سے خواستگاری کرو اور تعلق بسبب رسول کو ذریعہ قرار دو جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعوے محض غلط ہی ہے ہواخواہان خلیفہ نے دفع خرافت و دنائت نسب کے لئے وقت وضع اس روایت کے یہ حیلہ بنایا کہ فریب انکا بخوبی کارگر ہو اور جعل و افترا انکا بے کھٹکے رہجائے

وقد مرثانیاً اس قضیہ وضعیہ کے مابعد والی کارروائی سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ بیان یعنے صرف بغرض اتصال با سبب رسول عقد کرنا محض غلط ہے کیونکہ اگر واقعی مقصود خلیفہ [illegible] [illegible] مطالب مقصود تھا عقد تو چاہیے تھا بعد اس عقد کے دوسرا عقد نہ کرتے خصوصاً درصورتیکہ اوسوقت بالکل حاجت نساء ونکو باقی [illegible] عقد [illegible] کرتے [illegible] مطالب [illegible]

غلطی بیان اصل منشاء عقد

[illegible]

کہ بعد اس عقد موضوع کے خلیفہ نے تین عورتون سے عقد کیا
بلکہ اوسی کتاب کامل مین ہے کہ آخر اولاد عمر زینب سے ہے بطن لکھیہ
سے پس اگر منشاء عقد صرف اتصال سبب رسول تھا تو بعد حصول
اوسکے دو تین عورتون سے کیونکر عقد کرتے حالانکہ مواہب لدنیہ
قسطلانی مین ہے کہ کہا شیخ ابو علی سنجی نے حرام ہے عقد کرنا دوسری سے بعد عقد بنت نبی کے
اور ذخایر العقبے مین ہے مسور بن مخرمہ سے کہ حسن بن حسنؑ نے مسور کی بیٹی سے عقد کرنا
قصد کیا اور پیغام دیا مسور نے بوقت شام ملاقات کے اور بعد حمد وثنای الٰہی کہا کہ کوئی نسب سبب
دامادی تم اہلبیت سے زیادہ مجھکو نہیں مگر رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ پارہ جگر میری ہے
جس سے فاطمہ کو رنج پہونچتا ہے وہ مجھکو رنجیدہ کرتا ہے اور جو سبب
مسرت فاطمہ ہے میری مسرت کا باعث ہے اور یہ کہ فرمایا حضرت نے
ہر نسب منقطع ہوگا بروز قیامت مگر میرا نسب وسبب بعد اسکے مسور نے
حسن بن حسن سے کہا کہ فرزند رسول کے بیٹی تمہاری زوجہ ہین اگر مین اپنی
بیٹی تمسے بیاہون تو اس سے ضرور اونکو رنج پہونچیگا پس حسن بن
حسن نے اسکا عذر قبول کیا مصنف ذخایر العقبے کہتے ہین کہ یہ روایت
اسکی دلیل ہے کہ مردہ سے بھی اون امورون کے رعایت کیجاتی جن امر کی
رعایت زندون سے کیجاتی ہے حالانکہ ذکر کیا ہے شیخ ابو علی سنجی نے
او دختران نبی سے عقد کرنے کے بعد دوسرے سے عقد کرنا حرام ہے
تمام ہوا قرحہ خاطر مجتبے اور ہرگاہ خود اہلسنت اسکی تصریح کرتے
[illegible]

کامل جلد صـ ٢٣

موجب ایذاے سرور کائنات ہے اور ایذای حضرت حرام ہے جیسا
کہ سابقاً صحیح بخاری سے قصہ موضوعہ خطبہ جناب امیرؑ مین واسطے دختر
ابوجہل کے مذکور ہوا اور خود فتح الباری شرح صحیح بخاری مین ہے
کہ کہا ابن تین نے کہ آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ پر اسوجہ سے جمع دختر
نبی و دختر ابوجہل کو حرام کیا کہ یہ جمع موجب ایذاے آنحضرت ہے اور
ایذاے آنحضرت حرام ہے بالاتفاق انتہی پس جب مطلق ایذاے
جناب سیدہؑ کے خیال سے تا حیات معصومہ جناب امیر پر دوسرا
عقد حرام ہوا تو اس عقد خلیفہ دوم سے بھی (جسکو بعد عقد حضرت ام کلثوم
علیہا السلام بیان کرتے ہین) ضرور جناب ام کلثوم کو ایذا ہوگی اور حضرت
کی ایذا ایذاے جناب سیدہؑ ہے اور ایذاے جناب سیدہ ایذاے
جناب رسول ہے جو حرام ہے ازینجاست کہ شیخ عبدالحق صاحب
تکمیل الایمان صفحہ ۹ مین فرماتے ہین و بعضے دیگر گویند کہ قتل حضرت امام حسین
علیہ السلام گناہ کبیرہ ست چہ قتل نفس مومن با معصیت بناحق کبیرہ ...
لعنت مخصوص کافر ست و لیت شعری کلا ارباب این تاویل ...
احادیث نبوی کہ ناطق اند باآنکہ بغض و ایذا و اہانت فاطمہؑ و اولاد او
موجب بغض و ایذا و اہانت رسول ست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...
و آن سبب کفر و موجب لعن و خلود نار جہنم ست بلا شک و ریب آیۃ ...
[illegible]
[illegible]

جناب سیدہ و رسول ہے تو ایذاے جناب ام کلثوم کیونکر نہ موجب
ایذاے جناب سیدہ و رسول خدا ہوگا پس بدون انکار از وقوع عقد
حضرت ام کلثوم اہلسنت کو کوئی چارہ نہ رہا سبحان اللہ ام کلثوم دختر
ابوبکر کے عقد کرنے سے تو باین خیال کہ شاید کوئی قصور اوس سے
سرزد ہو اور اوسکی تنبیہ کیجائے تو حق تلفی ابوبکر لازم آوے گی خلیفہ صاحب
باز آئین اور بضعہ رسول کے عقد کرنے مین باوجود نصوص صریحہ و احکام
واضحہ و عدم کفاءت نہ حرمت کا خیال ہو نہ ایذاے رسول کا لحاظ خواہ
نخواہی عقد ہو جاوے اور جناب امیر کا قبول فرمانا مین حاشا و کلا کوئی
عاقل منصف مزاج اسکو قبول نہین کر سکتا چوتھے فضائل خلیفہ
دوم مین بیان ہوا ہے کہ بعد حصول خلافت خلیفہ دوم نے اپنی زوجہ
جمیلہ کو جس سے نہایت محبت تھی طلاق دی باین خیال کہ شاید اوسکی سعی
اور سفارش سے تعمیل احکام و حدود دین کوتاہی ہو پس جب انکو اسدرجہ
عدالت کا لحاظ تھا تو کیونکر ممکن ہے کہ اس جبر شدید سے خلاف عدالت
ایسا عقد کرین علاوہ برآن اس عقد سے بھی تو اوسی تعطیل احکام کا
خوف پیدا ہونا چاہیے تھا بلکہ اوس سے زیادہ کیونکہ ایک تو خاندان
رسالت سے ہونا ہے احتمال سعی و سفارش کے لیے کافی تھا
چہ جائیکہ عیاذاً باللہ زوجہ خلیفہ ہون وہ بھی اس اصرار و مبالغہ سے جسکو
محبوبہ [illegible] لازم ہے کہ ایسی حالتین خواہی نخواہی سعی کیجاتی [illegible] راہ
[illegible]

اول حالت نکاح سے ہے پس جاننا چاہیے کہ وقوع نکاح مذکور مین صرف تین مختلف قول منقول ہین ایک یہہ کہ جناب امیر نے فرمایا کہ اگر تم صغر سنی پر صبر کرو تو یہہ تمہاری زوجہ ہے مولوی حیدر علی کے نزدیک یہی جملہ وقوع نکاح کے لئے کافی ہے دوسرے یہہ کہ فروجیہ یعنے نکاح کر دیا جس سے پہلی صورت نکاح کی غلط ٹھہری کیونکہ جب نکاح ہو چکا تھا تو پھر نکاح کرنا کیسا معنٰی اب اسمین اختلاف ہے کہ پہلے عمر کے پاس بھیجا تب عقد ہوا یا پہلے عقد ہوا تب عمر کے پاس بھیجا اور حسنین علیہما السلام سے اجازت لینے کے بعد عقد ہوا یا حضرت عباس و عقیل کے مشورہ کے بعد چنانچہ مقالہ ثانیہ مین یہ بحث آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ تیسرا قول یہ ہے کہ حضرت عباس علیہ السلام نے جناب امیر کو سمجھا بوجھا کر راضی کیا اور خود وکالۃً نکاح کر دیا یہہ تینوں قول بلا وصف اختلاف شدید ایسے ابہام اور اجمال سے بیان کیا ہے کہ ہرگز اس امر عظیم الشان مین جسکا ابتداے قصہ اس شد و مد سے بیان ہو اصل امر جو نتیجہ شد و مد ہے کبھی یون بیان نہین ہو سکتا پس یہ بیان مجمل و مبہم و مختلف باختلاف خود قرینہ قوی ہے اختیار روایۃ کا اور کسی روایت کے مطلب و غیرہ کا انکو رضہونا دلیل غالب ہے بلکہ دیانت سے خوب ظاہر ہے کہ یہہ معاملہ عقد طول کھینچا اور طرفین سے کد و کاوش کی نوبت بھی پہنچی ہو یا انہوا ان روایات سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے وقت بلکہ بعد نکاح بھی ظاہر کیا رہا ہو اور لین اس سے ناواقف ہے کیونکہ جب خلیفہ عمر مسجد مین گئے مبارک باد دی ہے جو نکاح
[illegible]

بیان کیا صحابہ نے اسپر اعتراض کیا کہ ایسی کم سن لڑکی سے عقد کرنے کا
کیا فائدہ ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ عقد وغیرہ نہین ہوا ورنہ لاعلمی
اون مہاجرین اولین کی اور اعتراض بعد العقد خارج از عقل و قیاس ہے
چنانچہ خود مولوی حیدر علی در بارہ روانگی لشکر قتال مرتدین کے
منتہی الکلام ۹۳ مین فرماتے ہین مع اختفا و استتار این قسم امور کہ در مجامع اصحاب
بر رسند اصاغر و اکابر جاری شود از محالات عادیہ ہست چنانچہ گفتہ اند ع
نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا تو ان
صحابہ پر کیونکر مخفی ہوتا جو خلیفہ سے پوچھ رہے ہین اور اعتراض کرتے ہین
جس سے صاف لاعلمی اونکی ظاہر ہے ازینجا ست کہ روایتین بھی باہم
مختلف اور ایک دوسرے کے معارض ہین کیونکہ ایک روایت کا محصل
یہ ہے کہ عمر نے استدعا کی حضرت نے صغر سنی و تقرری نسبت کا عذر کیا
عمر نے اسپر الحاح اور اصرار کیا اوسوقت حضرت نے فرمایا ہمنے نکاح
کر دیا پس وہ روایتین جنمین مشورہ لینا حضرت کا عباس اور عقیل سے اور
ناراضی عقیل پھر اوسکے بعد عقد کر دینا اور بعد مشورہ حسنین ع و ناراضی امام حسین ع
عقد کر دینا اور بعد تکلم امام حسن و سکوت امام حسین ع بھیجنا حضرت کا عمر کے
پاس اور پیغام بھیجانا اور عمر کا گلے سے لگانا و اعلام حضار مجلس کی وکالہ اور
تزویج میکنم ایشان گفتند این صبیہ صغیر است چگونہ تزویج میکنی جیسا کہ
صواعق مین ہے بالکل اسکے معارض و مخالف ہین بعضے
جانب عقد ہوجانا اسکے خبر ہونا [illegible]

قریب قریب محال علوی سے ہے حالانکہ عموماً نکاح میں تاکید شدید
ہے کہ فرمایا حضرت نے آشکار اکنید این عقد شرعی را کہ نکاح ست
و بگردانید آنرا در مسجد ہا و بزنید بر آن دفہا اور نیز فرمایا فرق کہ میان حلال و حرام است
آواز کردن و دف زدن ست و مراد بآواز کردن تشہیر ست میان مردم
کما فی شرح المشکوۃ صفحہ ۲۲ اور خود خلیفہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ نکاح بالاعلان
کیا جاے اور اہل قریہ اور اہل شہر کا مجمع ہو تے کہ جس نکاح پر ایک مرد و ایک
عورت شاہد ہوں اوسکو باطل کر دیتے تھے کما فی ازالۃ الخفا صفحہ ۱۱ میں جب
عموم نکاح کی یہہ حالت ہو تو یہہ نکاح خاص جسمیں ایسی کد و کاوش کی گئے
اور بدقت تمام معاذ اللہ یہہ منقبت عظمی خلیفہ کو حاصل ہوئی بدرجہ اولے
مستحق اعلان و اشتہار تھا کہ مجمع عام کیا جاے اور حضار جلسہ کے سامنے
خطبہ ہوتا تعین مہر ہوتا عقد واقع ہوتا دیکھئے جناب سیدہ کے عقد میں
نہ کوئی کد و کاوش ہوے نہ کوئی اصرار و انکار اوسپر بھی مہاجر و انصار جمع
کیے گئے جناب خدیجہ کے عقد میں بھی قریش کا مجمع کیا گیا اور خود آنحضرت
نے اسکا حکم قطعی دیا پس یہ وصف امور مذکورہ بالا ان باتوں کا نہ ہونا
بجاے خود دلیل قطعی عدم وقوع نکاح و اشتباہ رواۃ ہے کہ بوجہ اشتہار
نام مشتبہ ہوے اسیطرح ولیمہ وغیرہ کا مذکور نہونا کیسے روایت میں
منشاے اشتباہ رواۃ ہے تیسری تاریخ روز مہینہ سال وقوع عقد
مذکور کا بھی کسی روایت میں مذکور نہیں ہے حالانکہ یہ امور تاریخ
متعلق ہے کہ بلحاظ عظمت کے تاریخ وغیرہ کو ضبط نہ کیں حالانکہ قاعدہ

۱۲ نسبت ... ہو اسعاف ... واسطے ... حسب ... عقد ... حضرت ... مشتبہ ... جلسہ ... ہی ...

بنت الولید سے جو خلیفہ نے عقد کیا اور وصلی تاریخ تک تحریر کرتے ہین
چوتھی ولادت زید کا بھی کوئی سن و ماہ و تاریخ وغیرہ کسی روایت سے
ظاہر نہین ہوتا پس یہہ کل امور قرینہ قویہ ہین غلطی روایات و اشتباہ رواۃ
کے کیونکہ اگر کچھ بھی اصلیت اس واقعہ کی ہوتی تو ضرور ناقلان اخبار و
حاملان آثار ان امور کو نقل کرتے خصوصًا وہ لوگ جنھون نے ایسے امور
جزئیہ کو نقل کئے جو کہین بیان بھی نہین ہوتے مثل اسکے کہ بوسہ لیا اور
ساق کھولی بازو تھاما سینہ سے لگایا بلکہ وہ باتین نقل کین جو درون
خانہ کے تھین جنہ اغیار کو اطلاع بھی نہین ہوتی مثل مشورہ حضرت عقیل
و عباس و حسنین علیہم السلام اور غضبناکی حضرت عقیل اور جناب امیر
پس ایسے امور کا نقل نہ کرنا جنکو اصل واقعہ سے تعلق خاص ہے
اور صاحبان تحقیق کو اسکے تفتیش کی ضرورت ہے دلیل عدم وقوع
ہے جیسا کہ واقعی بھی ہے کہ نہوئی کیونکہ عقد ہی نہوا قصہ تو اصل اسقدر
ہے کہ خواستگاری خلیفہ دوم اور انکار ام کلثوم بنت ابوبکر کو زوجیت
[illegible] ام کلثوم کے ساتھہ ملا جلا کر درمیان قصہ سے حضرت ام کلثوم
[illegible] منسوب کر دیا اور ان جملہ واقعات مختلفۃ الاشخاص کو بالکل [illegible]
[illegible] ایام کا قصہ قرار دیا خطبہ یا مجمع اعیان و مہاجرو انصار جلسہ [illegible]
[illegible] وغیرہ کہانے لگے کیونکہ یہ کل امور لوازم نکاح [illegible]
[illegible] نقل ہی [illegible] بیان [illegible]

حافظہ نہین ہوتا نہ عقل ہوتی ہی اسوجہ سے یعنی طبیعت سے کبھی نہ بنا سکے ورنہ
اونکو یہ وقت نہ تھے اسیطرح ام کلثوم دختر ابو بکر کے عقد وفات
وغیرہ کا حال نہ معلوم ہوتا اور اسیطرح ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ
سابقہ عمر کے وفات وغیرہ کا مذکور نہوتا اور زید بن عمر کے حالات کا پتہ
نہ ملنا بجز اسکے کہ ایک زید بن عمر اور اوسکی مان ام کلثوم نے [illegible] وفات
سبب اشتباہ وارتیاب ہے کہ رواۃ نے بوجہ اشتراک نام اشتباہ مین اگر
ایک کا حال دوسرے طرف منسوب کیا کہ تین شخصونکی ہیولی صورت کو مخترع
کر کے چوتھی صورت قایم کی خطبہ انکار اصرار اعتذار تقرر نسبت کو ام کلثوم
بنت ابو بکر سے منتزع کیا اور وقوع عقد عمر و تولد زید و وفات بعد
معاویہ کو ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ زوجہ سابقہ عمر سے منتزع کیا ام
چالیس ہزار مہر ہونا یا اس ام کلثوم خزاعی سے لیا یا ام کلثوم اسلمیہ
حدیبیہ سے چھینا ان سبھونکو ملا جلا کر علیا مکرمہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر
زوجہ محمد بن جعفر کیطرف منسوب کیا جنہین نہ ام کلثوم بنت ابو بکر [illegible]
جانتی نہ ام کلثوم بنت جرول خزاعی اور نہ زید [illegible] وفات بعد معاویہ [illegible]
بارہ برس کا ہونا ابتدای قصے مین اور شریک معرکہ کربلا ہونا آخر قصے مین باتفاق فریقین ثابت ہے
[illegible] کیسی ہوتی ہین کہ اسقدر قباحت وشناعت لازم اوی بلکہ لزوم محالات کا سلسلہ [illegible]
[illegible] علامہ [illegible] جوہری [illegible] علی جنہون نے روایات کتب سابق یا دوسری [illegible]
[illegible]

توضیح اشتباہ روایات وکیفیت اختراع و اختلاط حالات

باطل کیں اور موضوعات ومفتریات وضاعین وکذابین سے قرار دین جیسا
کہ نفس الواقع تمامتر رواة وناقلین اس قصہ کے ان عیوب کے ساتھ
منصف ہین کما سیجئے انشاء اللہ مگر فقیر بنا بر مصالحہ ومسابلہ حسب حکم
مولوی حیدر علی ابھی قایل بہ اشتباہ رواة ہے کہ بوجہ اشتراک نام ام
کلثوم کے درمیان چار شخصون کے درصورت عدم افتراق رواة مشتبہ
ہوئے فرق حق وباطل نہ کر سکے اتین شخصونکا مختلف قصہ جو تھے ہمنام
کیطرف منسوب کردیا خواہ بالقصد یا لاعن قصد چنانچہ نظیر اسکی قصہ امام
اعظم کوفی ہے جسکو مولوے حیدر علی یون بیان کرتے ہین مغلطہ ثانیہ
آنکہ ابو حنیفہ کنیت بسیارے از فقہا بودہ یکی از ایشان امام اعظم نعمان
بن ثابت ست بعضی از ینہا درحقیقت از فقہ بہرہ نداشتند وبجز راے
وقیاس فتوے میدادند ومخالفت احادیث میکردند واین اخبار بسبب
شرکت نام وحسد حاسدان بنوع دیگر در قلوب خاص وعام جامیگرفت
تا آنکہ اکابر وابرار را تردد وانقباض عارض می شد وبروقت ملاقات
نزول سکینت بسبب زحمت خویش بعد انکشاف حقیقت حال عذر میکردند
[illegible] بپایہ تحقیق دربارہ ابو حنیفہ نرسیدند حقیقت کما ہو منکشف نشد
[illegible] آنہا غبار وکدورت باقی ماند کہ مدار فقہ ابو حنیفہ مذکور بر راے
[illegible] بر آیات قرآن مبین واحادیث خاتم المرسلین وصحابہ کبار نیست
[illegible]

ص۱۰ منتہی الکلام

ف تشتبہ نام ابو حنیفہ

اما انچہ گفتم کہ این کنیت براے بسیارے از فقہاست پس دلالت دارد
بر آن کتب فریقین در ہمیں مقام فقط بر قول مجد الدین محمد بن یعقوب صاحب قاموس
اکتفا میکنم حیث قال ابوحنیفہ کنیۃ عشرین من الفقہاء اشہرہم امام
الفقہاء [illegible] [illegible] [illegible] اشتباہ و التباس از وجہ
شرکت [illegible] [illegible] واقع ہے تو [illegible] لینا چاہئے اس قسم کا اشتباہ و
التباس ہیں [illegible] [illegible] [illegible] اشتباہ بیان کیا
[illegible] قرائن [illegible] [illegible] ہے بسبب شرکت
[illegible] قرین قیاس ہے [illegible] [illegible] جسکے استفادہ
دلائل و اسباب و قرائن و شواہد اشتباہ [illegible] حاسد و معاندانہ بیت
ظاہر ہیں در حیات خیر المرسلین زیادہ تھی یا جاسد ابو حنیفہ جنکو خلفائے
بنی عباس نے منتخب کرکے امام اعظم بنایا و قاضی اہلسنت کا امام او وقت
ہمزلکے کوئی نہ تھا سکتے کہ انکے خوف سے یقین ہے تک امام مالک
شکم مادر میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
کر رفع اشتباہ ہو جائے بخلاف بیان کے کیونکہ فرق [illegible] [illegible]
رجال [illegible] فارق ہے ظاہر ہے اور وہاں [illegible] [illegible]
[illegible] بخلاف بیان کے کیونکہ [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible]

باقی رہے مخالفین پس وہ اوسوقت بہمہ وقت اس قصہ کے وضع و افترا جعل وتہمت ہی مین مشغول تھے کہ جسطرح اہلبیت کو قتل وغارت کرکے اپنے خلفا کی سلطنت کو مستحکم کی و سیطرح اونکی توہین و تحقیر کرکے اپنی خلفا کے عزت و شرافت ثابت کرین پھر اونکو رفع اشتباہ سے کیا واسطہ تھے کہ محبین اہلبیت سے اسکی چھیڑ چھاڑ بھی زیادہ نہ کی کہ پردہ دری ان واضعین کے ہوتی زینجا ست کہ جسقدر امتداد ایام آئمہ معصومین علیہم السلام کو ہوتا گیا اسمین شور و غل بڑہتا گیا تا اینکہ اس زمانہ مین خاص بھی مسئلہ مدار حقیت مذہب اہلسنت کے نزدیک قرار پایا پس جسنے تحقیق کیا اوسکو اصلیت معلوم ہوے اور جن لوگون نے اسکی تحقیق نہ کی اور درپے تفحص نہوے بر بنیاد اشتباہ باطل و تشدد خلیفہ دوم تسلیم کرلیا یہ حالتین تو زمانہ سابق کے تھین وہ اسے بہر حال متاخرین اہلسنت کہ طوق تقلید [illegible] سا ختند ہرگز تحقیق حال نپرداختند بلکہ دام تزویر و پردہ تلبیس بر بستہ انداختند افسوس صد افسوس کہ ابو حنیفہ کو جو نہ خلیفہ تھے نہ خلیفہ زادہ نہ صحابی تھے نہ صحابی زادہ نہ رسول نہ رسول زادہ [illegible] کسطرح سے [illegible] بنا جیسا کہ [illegible] [illegible] کیسا [illegible] جوش و خروش کا [illegible]

اس امر غلط کی تحقیق کرتے تفحص فرماتے اپنی رواۃ کے اغلاط و اشتباہ کو ظاہر کرتے اے کاش عقل ہی سے کام لیا ہوتا جسکو پروردگار عالم نے تمیز حق و باطل کے لیئے عطا فرمایا ہے پھر دیکھتے کہ یہ امور ممتنعہ جو ابھی مذکور ہوے کیونکر ممکن ہو سکتے ہین اگر یہ نہین ہو سکتا تھا سکوت ہی فرماتے من سکت سلم چہ جائیکہ خود ان نہین روایات کاذبہ کو ترویج امر باطل کے لیئے شایع کرین اور ایک جزئی فضیلت خلیفہ دوم کے لئے جسکا اثبات بھی محال در صورت ثبوت غیر نافع ہے اسیین لیا اقرارات بیش فرمائین کہ بعوض نفع نقصان کلی و خسران دینوی و اخروی حاصل ہو طرہ اسپر یہ ہے کہ برعکس امر واقعی سے کتمان امر حق کے لیے ایک نت نئی اولٹی تاویل کی جو ضحکہ صبیان و لعبہ مجانین ہے کیونکہ مولوی صاحب کو جب ادعاے باطل وفات حضرت ام کلثوم ہمین بعہد معاویہ شرکت کربلا کا جو اتفاقی فریقین ہے خیال گذرا جس سے بطلان اس دعوے کا لازم آتا ہے تو یون ارشاد فرمایا پس شریک بودن ام کلثوم با دیگر اہلبیت در واقعہ کربلا چنانچہ از روایت مجلسی و سید ابن طاؤس در کتاب لہوف و مانند آن معلوم میشود و بروایت مسلم گجکار کہ بذکر آن مجتہدین و متکلمین ترمیم قصص مقتولات می پردازند اصلے ندا شتہ باشد و نسبت مرثیہ بام حسین [illegible] بنام ام کلثوم [illegible] سید ابن طاؤس شہرت [illegible] بجناب حضرت [illegible]

ص ۹۴۷ ازالۃ الغبین

آئمہ دین و محدثین و مورخین کے اقوال کو ملاحظہ فرماتے جنکی بدولت
کاخ صداقت آنحضرات کی قایم ہے کہ وہ حضرات بہی مثل شیعہ شرکت حضرت
ام کلثوم کو معرکہ کربلا مین مع مرثیہ وغیرہ روایت کرتے ہین اور مسلم کچہ کار صدق بیانی
سے اپنی صداقت ثابت کرتے ہین حتے کہ خود متکلمین انکے جنکا کام صرف
انکار امور واقعیہ اور تکذیب روایات صحیحہ و اضلال عوام الناس و جہلہ ہے
مثل شاہ سلامت اللہ کشفی صاحب معرکہ آرا کی کہ وہ بہی ناقل ہین کہ ام
پس وہ اتہام تو غلط ہوا باقی رہا اشتباہ حضرت زینب ع کا ام کلثوم
کے ساتہ پس کسیطرح ممکن نہین عقلاً و عادۃً محال ہے کیونکہ ایکی جن اسلاف
نے قطع محبت و مودت کے لئے تلوار چلائی طفل صغیر برنا و پیر کو از قسم
رجال تہ تیغ بیدریغ کیا کہ بجز امام زین العابدین از قسم رجال و جناب
امام محمد باقر ع از قسم اطفال کوی نہ بچا اون اشقیاے امت نے
از قسم نسوان تمامی سرادق عصمت و طہارت کو شہر بشہر در بدر پہرایا
اور دربار کوفہ و شام مین ہر ہر معظمہ کو نام بنام بتایا اور شتران بے کجاوہ
و عماری پر بے مقنعہ و چادر اون صاحبان تطہیر کے تشہیر کی کہ ہر شخص
نے جنکی تعداد لاکہون سے زیادہ متجاوز ہے بچشم خود ان معظمات کو
برہنہ رو و کشادہ مو مشاہدہ کیا اور سر مخدومہ کا واقعہ اور انکے کلمات
و کلمات کو الگ الگ بیان کیا جیسا کہ اقوال ملا حسین کاشفی اور

[illegible]

Presented by www.ziaraat.com

کیونکر ہوسکتا ہے بخلاف اون مواقع کے جنہیں ہمنے اشتباہ ومنشاء اشتباہ
دلایل واسباب وغیرہ بیان کئے کہ در صورت عدم افترائے روات کے وہان
اشتباہ یقینی ہے علاوہ برآن کہ اگر بفرض محال مثل شریک باری یہ اشتباہ
مان بھی لیا جائے تو بدقت تمام فقط اسکا ثبوت ہوگا کہ وہ حضرت زینبؑ
تھین لیکن وفات حضرت ام کلثوم بعہد معاویہ کیونکر ثابت ہوگی کیونکہ
روایت عقد عبداللہ جو اتفاقی اہلسنت ہے مانع قوی موجود ہے اور
اور دیگر فسادات ولزوم محالات ومخالفت واقعات کا دفعیہ کیونکر ہوگا
مثل نعوبیت صغرسنی واستحالہ عقد باعون بن جعفر عبداللہ بن جعفر سے
جنہیں ہم سابقاً لکھ چکے ہین جنکو انعدام وقوع نکاح لازم ہے اور جو اصل
منشاء ان موضوعات کا ہے بہرکیف اس قول سے بھی مولویصاحب کے
ہمکو اجازت ملی کہ اشتباہ رواۃ کے قایل ہون اور چونکہ شرکت حضرت
ام کلثوم معرکہ کربلا مین باتفاق فریقین مسلم ہے حتے کہ غالباً اس امر کے
برابر دوسرا کوئی امر متواتر ہو تو حکم مولویصاحب باشتباہ فریقین کی نسبت
ہوگا تو اب دیکھنا چاہئے کہ عقل ونقل سے کونسا اشتباہ محال [illegible]
ہوسکتا ہے نہ یہ کہ یونہین بلا سبب محض ہٹ دھرمی سے اشتباہ [illegible]
قایل ہون جو نہ عقلاً درست ہوسکے نہ نقلاً جیسا کہ [illegible]
کی حالت سے چنانچہ عنقریب معلوم ہوتا ہے [illegible]
[illegible]

مثال کے نہین سمجھتے خصوصاً جب وہ واقعہ یا مسئلہ خلاف عقل ہو اون
واقعات و مسایل کے جنپر پورا اعتقاد بیٹھہ گیا ہو اور لغو باتون سے
ذریعہ سے اوسکا ایسا یقین ہو گیا ہو کہ کسیطرح اوسکے خلاف کو نہ مان
کرے نہ قبول کرے لہذا پیش کرنا نظایر کا ضروری ہوا اور چونکہ یہ مسئلہ صرف
امر عقلی ہی نہین ہے جسپر فقط عقلی استدلال کافی ہو بلکہ ایک تاریخی واقعہ
ہے کہ مشہور واقعہ کو غلط ٹھہرا کر اصلی واقعہ کا اثبات کیا جاتا ہے اور
تعلق اوسکا اوس مظلومہ سے ہے جسکے خاندان سے ایک دنیا کی
دنیا منحرف ہے اور عالم کا عالم دشمن جان و آبرو ہے کہ کسیطرح تحقیقات
واقعی کو قبول نہین کرتے ورنہ استبعادات عقلی ہی کافی ہوتی جیسا کہ
عباسہ خواہر ہارون رشید کی پلہ داری مذکور ہوی لہذا اور بھی نظایر کا
دینا ضروری ہوا پہلی نظیر قول مولوی حیدر علی سے ہے دربارہ ابو حنیفہ
منقول ہو چکی مذکور ہوا دوسری نظیر جو خاص اسی ام کلثوم کے نام سے
متعلق ہے یہہ ہے کہ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ علامہ ابن حجر عسقلانی ہے
کہ ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق جو تابعیہ ہے کہ بعد مرنے اپنے باپ
ابوبکر کے پیدا ہوے اور یہہ قصہ اوسکا موطا وغیرہ مین صحیح ہے جو تک
بعض روایتین بلا سند دیگرے خود جناب رسالتمآب سے نقل کین
ہین جسسے ابن سکن و [illegible] ابن مندہ نے اونکو صحابہ مین ذکر کیا اسلئے کہ
[illegible]

صفحہ ۳۲۳ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ

بنت عباس بن عبد المطلب کو علامہ مذکور لکھتے ہین کہ ابن اثیر نے لکھا ہے
کہ انسے جناب امام حسن ع نے عقد کیا بعد اونکے ابو موسے سے عقد کیا
بعد ازان عمران بن طلحہ سے عقد ہوا اوسکی مفارقت کے بعد پھر ابو موسے
کے مکان مین آئین وہین وفات کیا اور ظاہر کوفہ مین دفن ہوئین علامہ ابن
حجر لکھتے ہین کہ یہہ قصہ ام کلثوم بنت فضل بن عباس کا ہے نہ ام کلثوم
بنت عباس کا جس سے معلوم ہوا کہ اس علامہ ابن اثیر کو اشتباہ ہوا کہ ام کلثوم
بنت فضل بن عباس کا حال ام کلثوم بنت عباس کیطرف منسوب کر دیا
پس جناب ام کلثوم بنت جناب امیر ع کے بارہ مین اونکے اشتباہ ہونے پر کیونکر
تعجب ہوسکتا ہے تیسری نظیر جو نہایت درجہ اس واقعہ کے مماثل ہے
یہہ ہے کہ علامہ ابن قیم زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین مسند امام احمد بن حنبل
سے اور ابن اثیر جزری اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ مین عمر بن
ابی سلمہ سے ناقل ہین کہ جب حضرت ام سلمہ عدہ وفات سے اپنے
شوہر ابی سلمہ کے فارغ ہوئین تو جناب رسالتماب نے اپنے عقد کا اونہین پیغام
بھیجا حضرت ام سلمہ نے بعد رفع عذرات قبول کیا فقالت لابنہا عمر قم فزوج
رسول اللہ فزوجہ یعنے حضرت ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے کہا کہ اوٹھو اور
نکاح رسول اللہ کے ساتھ کر دو پس اونہوں نے نکاح کر [illegible]
حالانکہ عمر [illegible] نہایت تھی جسکو لڑکپن کہنا زیادہ مناسب [illegible] مین [illegible] سے [illegible]
[illegible] واقعات کی [illegible] سے [illegible] اسکو خلیفہ [illegible]
[illegible] سکتا [illegible]

۱۴ کما نقل عنہ فی استقصاء الافحام جلد اول صہ ۵۳۱

کہ اس روایت مین خدشہ ہے کیونکہ یہہ عمر فرزند حضرت ام سلمہ وقت وفات
رسول نو برس کے تھے اور عقد حضرت ام سلمہ سنہ۴ھ مین ہوا تو اوسوقت عمر بن
ام سلمہ تین برس کی ہونگی اور ایسا شخص اس قابل نہین ہے کہ وکالت نکاح
کر سکے جب یہہ اعتراض امام احمد بن حنبل پر پیش کیا گیا تو اونہوں نے کہا کون
کہتا ہے کہ عمر بن ابی سلمہ اوسوقت کمسن تھی ابن جوزی نے کہا کہ شاید
امام احمد بن حنبل کو عمر بن ابی سلمہ کے سن کی اوسوقت خبر نہ تھی حالانکہ
یہ سن عمر بن ابی سلمہ کا بہت سے مورخین نے لکھا ہے انتہے اس سے
غلطی اس روایت کی تاریخی واقعات سے اور اشتباہ اونکا بخوبی معلوم ہوا
حتے کہ امام احمد بن حنبل سا امام تبحر اپنی روایت غلط پر ایسا ثابت قدم
رہا کہ اصل کمسنی عمر بن ابے سلمہ کا انکار کر دیا جو باتفاق مورخین ثابت ہے
آخر ان اغلاط اور مخالفت واقعات کے دفعیہ کے لیئے علماء اہلسنت
کا قایل ہونا پڑا کہ بوجہ اشتراک اسمی راوی مشتبہہ ہوا چنانچہ وہی ابن القیم
بعد ان مراحل کے فرماتے ہین کہ حقیقت یہہ ہے جو بعض علما نے کہا
کہ اصل وکیل نکاح از طرف ام سلمہ عمر بن الخطاب تھے جنسے ام سلمہ سے
[illegible] کے بعد قرابت ملتی ہے چونکہ نام عمر بن الخطاب [illegible] ام سلمہ [illegible]
[illegible] راویون کو اشتباہ ہوا اور وکالت نکاح کو طرف عمر بن ام سلمہ کے
[illegible] اوسوقت نہایت کمسن تھے قابلیت وکالت نہین رکھتے
[illegible]

وہم ہوا کہ اونہوں نے یہہ روایت کیا کہ رسول نے فرمایا اے لڑکے اوٹھ اپنی
مان کا نکاح کردے انتہے محصلا جس سے صاف معلوم ہوا کہ چونکہ
واقعات تاریخی کی مخالفت لازم آتی ہے اور خلاف قیاس بھی ہے
کہ سہ سالہ لڑکا وکالت نکاح کرے (حالانکہ الفاظ روایت کے صاف صاف
اسی پر دال ہین کہ اونہین عمر بن ام سلمہ نے وکالت نکاح کی کیونکہ
روایت مین ہے فقالت لابنھا عمر ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے نکاح
کرنیکو کہا اور دوسری روایت مین یہہ ہے کہ رسول نے فرمایا ای لڑکے
اوٹھہ اپنی مان کا نکاح کردے جس سے بجز عمر بن ام سلمہ کے دوسرا عمر
ہرگز نہین سمجھا جا سکتا با اینہمہ اشتباہ رواۃ کے قایل ہوے اور صرف
اشتراک نام عمر بن خطاب و عمر بن ام سلمہ کو اس اشتباہ کی دلیل قرار دیا
پس جاے غور ہے کہ جب صرف اسی بنیاد پر کہ سہ سالہ لڑکا کیونکر وکالت
کر سکتا ہے اشتباہ رواۃ کے قایل ہوے حالانکہ سیکڑون مثالین ایسی
افعال کے اطفال خورد سال سے خود اہلسنت کے یہان موجود ہین با
اینہمہ غلطی ٹھہرائی گئی وہ بھی خاص مسند امام احمد مین جسکو رفع اختلاف
کے لیئے امام کہتے ہین تو اس مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم مین جون
ایسے اشتباہ رواۃ کے بوجہ اشتراک اسمی قایل نہین ہوتے جسمین کئی طرح
مخالفت واقعات تاریخی بھی ہے اور محال بھی لازم آتے ہین مثل اسکے
کہ جولوگ کسی مسئلہ تجربہ مین کر سکتے کہ [illegible]
[illegible]

اشتباہ نام

وشاہدین وقت نکلے چار یا پانچ برس کی تھی اور اسکے اوپر ہی سال ہم بستری
کیونکر ممکن ہوگی اور جو لڑکی سنہ یا سنہ مین چار یا پانچ برس کی ہو قبل از
سنہ ۲۳ اوس سے دو لڑکے فی توام کیونکر پیدا ہو سکتے ہین اور جو شخص
عہد خلیفہ دوم مین شہید ہو چکا تھا وہ کیونکر بعد خلیفہ دوم زندہ ہوا اور پھر اوسکا
نکاح ہوا اور جسنے عہد معاویہ مین وفات کی اور جناب امام حسین ع نے نماز جنازہ
پڑہی وہ اسکے مدت بعد شریک معرکہ کربلا کیونکر ہوئین کہ مصائب کربلا کوفہ
وشام جہیل کر مدینہ منورہ واپس آئین اور مثل اسکے کہ اونکا نکاح چار مین
حضرت عبد اللہ بن جعفر شوہر زینب سے ہوا حالانکہ حضرت زینب اوسوقت
موجود تھین کہ اس صورت مین ارتکاب حرام یعنی جمع بین الاختین لازم
آتا ہے وغیر ذالک جو اصل کتاب مین بشرح و بسط تمام مذکور ہے اور
سابقا مرقوم ہوا پس ایسی صورت مین اشتباہ رواۃ کے بوجہ اشتراک نام
کیونکر قایل ہونگے محققین اخبار و ناقدین آثار سے امید واثق یقین کامل
ہے کہ معروضہ فقیر کو جو سابقا مقدمہ مین مذکور ہوا خیال کر کے بلا تعصب
وحمیت صرف ان واقعات پر غور کر کے ان اغلاط و تحریفات کا دفیعہ
کرینگے چوتھے نظیر صحیح بخاری مین ہے انس بن مالک سے کہ ہم شراب
پلاتے تھے ابو عبیدہ جراح اور ابو طلحہ انصاری و ابی بن کعب کو کسی
نے آکر خبر دی کہ شراب حرام ہو گئی ابو طلحہ نے کہا شراب گرا دو
[illegible] صحیح بخاری [illegible]

فلان فلان درج ہے پھر بعد چند روایات کے کہتے ہین کہ انس کی
روایت سی معلوم ہوا کہ شراب پینیوالے اوس جلسہ مین گیارہ آدمی تھے
کہ سات آدمیونکا نام معلوم ہوا اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین روایت
کی ہے کہ ابوبکر و عمر بھی اوس جلسہ مین تھے مگر یہہ روایت باوصف
صحت و پاکیزگی سند نہایت بری معلوم ہوتی ہے مجھے گمان ہوتا ہے
کہ غلط ہوا اور یہہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ اوس روز ابوبکر و عمر ملاقات
ابوطلحہ کو گئے ہون لیکن شراب نہ پی ہو بعد اوسکے روایت بزار سے
معلوم ہوا کہ انس نے کہا کہ ہم شراب پلاتے تھے ایک جماعت کو
جنمین ابوبکر بھی تھے ابن حجر کہتے ہین کہ یہہ ابوبکر مشہور بہ ابن اشعوب
ہے روایت مین ابوبکر کے نام ہونے سے لوگون نے یہہ سمجھا کہ وہ ابوبکر
صدیق تھے حالانکہ ایسا نہین ہے وہ دوسرا شخص ہے مگر ذکر عمر ابوبکر
کے ساتہ اسکا قرینہ ہے کہ راوی کی غلطی نہین ہے اور وہ ابوبکر صدیق ہی تھے
انتہے محصلاً و ملخصاً چونکہ مقصود راقم بیان و طعن صحابہ نہ [illegible]
شراب خواری خلیفہ اول جسپر بخصوص بروایات ابن مردویہ و بزار [illegible]
و اقرار ابن حجر عسقلانی موجود ہے تا اعلام می نوشتی خلیفہ دوم جو [illegible]
ابن حجر و اظہار ابن الخطیب صاحب مستطرف و علامہ زمخشری صاحب
ربیع الابرار ثابت ہے کہ [illegible] الخلفا میں [illegible]
شراب [illegible] بلکہ مقصود [illegible]
[illegible] عبارت سے [illegible] ثابت ہوا کہ [illegible] عرف [illegible]

غرض یہ ہے کہ برابر حضرت شیخ عتیق عیب شراب خواری ہی ثابت ہو
باوصف وجود قراین متعددہ جنکا خود اقرار کیا بلکہ باوصفیکہ بالاتفاق
چالیس برس تک اس سے اکبر کبایر یعنی شرک و بت پرستی میں مبتلا تھے
اور کوی اونکی عصمت کا بھی قایل نہیں اور سند رداست میں کوی جاے
گفتگو نہیں با اینہمہ بلا وجہ و بلا سبب فقط بہوا خواہی خلیفہ اول ایسی تاویل
و تحریف کے قایل ہوے کہ راوی بوجہ اشتراک نام مشتبہ ہوا دوسرے
ابوبکر کا حال ابوبکر صدیق کیطرف منسوب کردیا پس ان روایات عقدمین
اگر ذرا بھی خیال خدا و رسول ہوگا اور ذرہ برابر بھی محبت اہلبیت طاہرین
ہوگی بلکہ اگر کچھ بھی عقل و نقل سے کام لیا جاویگا تو ضرور اشتباہ رواۃ
کے بوجہ اشتراک نام قایل ہونگے جسکے خلاف ہین مثل ارتیش فساد
ولزوم محالات دربیش ہین خصوصاً درصورتیکہ برعکس اس روایت
صحیح بخاری کی جسکی صحت پر اجماع اہلسنت ہی روایات عقد موضوع
اور غلط ہون اور تمامتر راوی اسکے وضاع و دجال و کذاب مفتری ہون
جیسا کہ مابعد مذکور ہوگا انشاء اللہ **نظیر بخیم** شیخ عبدالحق جنکو محقق
دہلوی کہتے ہین اپنے اسماء الرجال مشکوۃ میں بذیل ذکر ابولاد خلیفہ
دوم فرماتے ہین کہ انکے تین بیٹونکا نام عبدالرحمن تھا عبدالرحمن اکبر
[illegible] اوسط عبدالرحمن اصغر [illegible] الثلاثہ [illegible]
[illegible]

[illegible] ص ۶ [illegible]

اور تمیز نہین کر سکتے بلکہ باوصفیکہ دار قطنی سے ناقل ہین کہ عبد الرحمن اوسط ہی ابو شحمہ تھا معذالک تیقن نہین ہوتا لطیفے برآن مزید یہ ہے کہ مثل عدم تعیین شخص کے اصل قصہ بھی مختلف ہوگیا چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب یہان تین روایت نقل کرتے ہین اول یہ کہ حبشی عورت کے ساتھ ابو شحمہ نے بحالت نشہ زنا کیا اور اوس نے لڑکا جنا یا وہ عورت خدمت خلیفہ مین لڑکا لائی اور فریادی ہوئی خلیفہ نے ابو شحمہ کو پکڑوایا اور افلح سے حد جاری کرا لی ادہر حد تمام ہوئی ورادہر ابو شحمہ مر

صفحہ ۱۵۰ ازالۃ الخفا

دوسری یہ کہ ابو شحمہ نے خود بلا کسی نالش و فریاد کی اقرار کیا کہ ہمنے زنا کیا حد لگاؤ خلیفہ نے چار مرتبہ اقرار لیکر حد جاری کرنا چاہا اوس پر ابو شحمہ نے کہا (عجب تعریض لطیف جگر سوز ہے) جسنے زمانہ جاہلیت یا اسلام مین میر ایسی حرکت کی ہو وہ مجاز نہین ہے کہ ہمپر حد لگائے پس جناب امیر؏ اوسکے اور امام حسن؏ سے فرمایا داہنا ہاتھ لو اور امام حسین علیہ السلام سے فرمایا دست چپ تھام لو بعد از ان حضرت نے سولہ کوڑے مارے تھے کہ ابو شحمہ کو غش آگیا گر پڑا حضرت؏ نے حد موقوف کی اور فرمایا (سبحان اللہ) جا خدا سے کہدینا مجھپر اوسنے حد جاری کی جسکے ذمے تیری کوئی حد نہین ہے تب عمر کو جوش آیا اور اوس مردہ صفت سے تعریض کا بدلہ لینے چلے کٹری ہوئی اوسپر سو کوڑے مارے کہ وہ مر گیا **تیسرے** یہ کہ عمرو عاص جس زمانے مین حاکم مصر تھا عبد الرحمن بن عمر (ابو شحمہ) اور ابو سروحہ نے آکر کہا ہمسے گناہ ہوگیا ہمنے شراب پی عمرو عاص نے کہا [illegible]

ازالۃ الخفا

اگر حد نہ جاری کروگے تو اپنے باپ عمر کو خبر کرینگے تب عمرو عاص نے
حد لگائی اسکے بعد خلیفہ دوم کا خط عتاب آمیز آیا اور عبدالرحمن کو طلب کیا
بعد حاضری چاہا کہ حد لگائین عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ حد تو اسپر
جاری ہو چکی مگر عمر نے نہ مانا اور دوبارہ حد لگا کر قید کیا شاہ ولی اللہ
فرماتے ہین کہ ابو عمر نے استیعاب مین کہا عبدالرحمن اوسط بھی ابو شحمہ ہے
جسپر عمرو عاص نے مصر مین حد جاری کی بعد ازان عمر نے بلوا بھیجا اور دوبارہ
بطور ادب والد حد جاری کی کہ بیمار ہو کر مر گیا مگر اہل عراق کا قول ہے
کہ عمر کے کوڑے مارنے مین وہ مر گیا اور یہہ قول غلط ہے کہا زبیر نے
کہ عمر نے حد شراب جاری کی اس سے بیمار ہوا اور مر گیا انتہے اصل
قصہ سے ہمکو غرض نہین ہے کیونکہ سیکڑون مثالین اسکی حکام جور مین
موجود ہین کہ بغرض اپنے ناموری و اشتہار عدالت و بی لوثی کے
ایسے امور ناجائز کے مرتکب ہوتے ہین جسے کہ حکام انگریزے
ہند و مذہب کی ہزارون نظیرین روزمرہ دیکھی جاتی ہین لیکن یہ امر تعجب
خاہت ہوا کہ بوجہ اشتراک نام رواۃ کو اشتباہ ہوا اور تعیین ابو شحمہ
[illegible] کی نہوئی کہ تین عبدالرحمن مین یہ شخص کون تھا یا نتک کہ
اصل قصہ بھی ایسا مختلف اور مشتبہ ہوا کہ ایک کو دوسرے سے
[illegible] نہین حالانکہ حامی خلیفہ دوم کے فرزند ارجمند کا واقعہ ہے جس سے
[illegible] حد جس کی فضیلت و عدالت ثابت کیجاتی ہے
[illegible]

Presented by www.ziaraat.com

علیہا السلام کی بارہ مین بھی ایسے ہی اشتباہ رواۃ کو کیون نہین مانتے کہ
بوجہ اشتراک نام واحد چار شخصون مین رواۃ کو اشتباہ ہوا اور تین شخصون کے
مختلف حالات کو جو تھے ہمنام کیطرف منسوب کیا حالانکہ بغرض اعلاے
مناقب خلیفہ دوم و توہین اہلبیت طاہرین یہان انکو ضرورت وضع وافترا
بھی درپیش ہی چھٹی نظیر جسمین خود مولوی حیدر علی ساعالم متبحر مبتلا ہوا ہی کہ آپنے
رسالہ واہیہ حاطمہ مین فضل بن روزبہان مصنف ابطال الباطل کو روزبہان
بقلی مصنف عرائس تصور کر دیا ہی حالانکہ روزبہان بقلی صوفی صاحب عرائس بہت متقدم ہی فضل بن
روزبہان پر اشتراک لفظ روزبہان نے ایک جگہ صرف روزبہان ہے
دوسری جگہ فضل بن روزبہان انکو اشتباہ مین ڈالا پس جہان اس سے
زایدا اشتراک نام ہوا اور اسباب اشتباہ بھی موجود ہون اگر رواۃ مشتبہ
ہو جائین جنکی جہالت کا بہی اقرار ہے توکیونکر تعجب ہوتا ہے جیسا کہ ناقلین
قصہ موضوع مین مشاہد ہے ساتوین نظیر اشتباہ بلا اشتراک
نام و بلا سبب صحیح بخاری و صحیح مسلم مین بذیل قصہ افک مرقوم ہے
کہ جب سعد بن عبادہ نے منافقین کی حمایت کی تو سعد بن معاذ
اونکا جواب دیا اور سخت نزاع واقع ہوئی امام نووی اسکی شرح مین فرماتے ہین
کہ کما قال قاضی عیاض سے یہان سخت اشکال ہے جسکو آجتک کسی نے
نہین لکھا کیونکہ سعد بن معاذ دو برس قبل اس واقعہ کے شہید ہو چکے تھے
پس ثابت ہی سے کہ ... اشتباہ رواۃ ہوا ... جیسا بلا اشتراک
[illegible] سبب اشتباہ [illegible]

مین جو موجب حصول الیقین سے ہے یہہ تاویل کیجاتی ہے اور اشتباہ و وہم
رواۃ کا قایل ہونا پڑتا ہے تو جہان اسقدر مخالفت واقعات و از دوم محالات
کا سامنا ہوا اور اسباب اشتباہ اور قراین و شواہد بھی اوسکے موجود ہون
کیون نہ اشتباہ رواۃ کا اقرار کرینگے خصوصًا درصورتیکہ اصل روایات بھی
موضوع و مکذوب ہون اور رواۃ اوسکے دجال و وضاع ہون آٹھوین نظیر
اسی قصہ افک مین سے ہے صحیح بخاری مین کہ حدیث کیا مسروق نے ام رومان
مادر عایشہ سے الخ اسپر حافظ ابو علی سعید خطیب بغدادی ابن عبد البر مکی
قاضی عیاض ابراہیم بن یوسف ابو القاسم سہیلی ابو الفتح اندلسی علامہ مزی
علامہ ذہبی ابو سعید صلاح الدین وغیرہ وغیرہ جو اکابر محدثین و اعاظم ائمہ دین
اہلسنت سے ہین بالاتفاق معترض ہین کہ ام رومان تو بعہد آنحضرت سنہ ۶
ہجری مین مری کہ خود حضرت اوسکے قبر مین اوترے اور دعا فرمائی اور کہا
جسکو حور العین کی صورت دیکھنا منظور ہو وہ ام رومان کو دیکھے پس ام
رومان سے اور مسروق سے ملاقات کیونکر ممکن ہے کیونکہ ام رومان
سنہ ۶ مین مرے اور مسروق خلافت ابو بکر یا عمر مین آیا پس روایت کرنا
اسکا کیونکر ممکن ہے [illegible] تاویل یہہ نکالی کہ راوی نے [illegible]
[illegible] مجہول کہا ہو جسکے معنی یہہ ہوے کہ ام رومان سے کسی سوال [illegible]
[illegible] کے معنی [illegible] خود [illegible]
[illegible]

قصہ وفات ام رومان و اعتراض علما

غلط کیا جس سے وہ سارے فضائل موضوعہ بھی ہوا ہو گئے چنانچہ
تفصیل اسکی عبقات الانوار مین مذکور ہے پس جب بقدر اعاظم علما کے
نزدیک اشتباہ رواۃ کا ہونا خود صحیح بخاری کی روایت مین ممکن ہو تو ان
روایات عقد مین اشتباہ رواۃ پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے **نوین نظیر**
صحیح بخاری مین مسروق سے روایت ہے کہ کہا ابن مسعود نے کہ جب قریش نے
اسلام قبول کرنے مین دیری کی تو جناب رسالتمآب نے اونپر بددعا کی
جسکے بدولت وہ سب قحط شدید مین مبتلا ہوئے بہت سے لوگ ہلاک ہوئے
ہڈیان مردار کھانے کی نوبت آئی تب ابوسفیان حضرت کے پاس آیا اور
کہا اے محمد تم حکم کرتے ہو کہ ہم لوگ صلہ رحم کرین حالانکہ تمہاری قوم
ہلاک ہوئی خدا سے دعا کرو پس حضرت نے آیہ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان
مبین کی تلاوت کی بعد ازان پھر اونہون نے کفر کیطرف رجوع کیا اسکے طرف
اشارہ ہے قول الٰہی مین یوم نبطش البطشۃ الکبری کہ مراد اوس سے روز بدر ہے
اور اسباط نے منصور سے اس روایت پر یہ زیادہ کیا کہ حضرت نے دعا کی
تو بارش ہوئی سات روز تک پانی برستا رہا جب لوگون نے کثرت بارش
کی شکایت کی تو حضرت نے فرمایا اللھم حوالینا ولا علینا تب ابر سر سے
دفع ہوا اور اطراف کے لوگ سیراب ہوئے تمام ہوئی روایت صحیح بخاری کی
علامہ محمود بن احمد حنفی عمدۃ القاری شرح اسکے فرماتے ہین لوگون نے
اس سباط والی روایت پر اعتراض کیا ہے کہا داودی نے قصہ مدینہ
قصہ قریش مین داخل کر دیا گیا کہا عبدالملک نے کہ یہ [illegible] و تی [illegible] وہم [illegible]

عبقات الانوار جلد اول لدھیانہ صـ ۲۹۶

صـ ۱۳۹ باب اذا استشفع المشرکون بالمسلمین عند القحط من ابواب الاستسقا

[illegible]

کیونکہ سند عبداللہ بن مسعود مین اور قول انس بن مالک مین (یعنے بار بار آنے والا مضمون) ترکیب کردیا ایک کی سند کو دوسرے کی متن روایت سے ملادیا و میاطی نے کہا کہ پہلی روایت عبداللہ بن مسعود سے ہے جو واقعہ مکہ ہے اوسمین یہ قصہ دوسری روایت کا نہین ہے تعجب ہے بخاری ہے کہ اس روایت مختلط کو نقل کیا حالانکہ بہت سی روایتین اسکے مخالف ہین بعض نے تائید بخاری مین کہا ممکن ہے دو مرتبہ یہہ قصہ واقع ہوا ہو مگر یہ احتمال محض لغو ہے کہا کرمانی نے اگر تو کہے کہ قصہ قریش و التماس ابو سفیان مکہ مین ہوا تھا نہ مدینہ مین تو ہم کہینگے کہ اصل قصہ مکہ کا ہے اور جسکو اسباط نے ملادیا وہ مدینہ کا قصہ ہے (تمام ہوا کلام عینی) پس جب خود صحیح بخاری مین ایسا اختلاط ہوا کہ مکہ کا قصہ مدینہ کے قصہ مین ملا کر راویون نے معجون مرکب بنایا جسکی بدولت بخاری کی تصحیح ہوئی تو ان روایات عقد مین اگرچہ صحیحین مین ہے نہ صحاح ستہ مین نہ کسی کتاب ملتزم الصحۃ مین نہ کوئی روایت ہی صحیح ہو ایسا اختلاط اور امتزاج ہوا کہ تین ام کلثوم کے مختلف حالات کو بوجہ اشتراک نام چوتھی ہمنام کیطرف منسوب کیا تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے بہر کیف اگر چہ ایسے اشتباہ روایات اہلسنت مین بہت سے مقام پر ہین چنانچہ کتاب مستطاب استقصاء الافحام و شوارق الانوار و تنبیہ اثنا عشریہ مین مفصلاً مرقوم ہے [illegible]

[illegible] بیان نہین لکھ سکتے لیکن [illegible] و خبط و خطا کی نظیر بنا دفعہ

کیونکہ قصہ [illegible] سے [illegible] خطا [illegible]

پہلے یہہ کہ ابن حزم نے گمان کیا کہ حضرت نے قبل تشریف لیجانے کے فرمایا کہ
رمضان کا عمرہ برابر حج کے ہے حالانکہ یہہ صریح غلطی ہے کیونکہ حضرت نے
بعد معاودت از حجۃ الوداع یہہ فرمایا نہ قبل دوسرے یہہ کہ بیان کرتے ہین
حضرت پنجشنبہ ۲۴ ذیقعدہ کو روانہ ہوے حالانکہ تشریف لیجانا حضرت کا
بیچ ۲۵ ذیقعدہ کے روز شنبہ کو ہے تیسرے یہہ کہ طبری نے بعض کا قول ذکر کیا
کہ حضرت بروز جمعہ بعد نماز روانہ ہوے حالانکہ محض غلط ہے کیونکہ روانگی
حضرت کے روز شنبہ ہے چنانچہ طبری اور واقدی کا بھی یہی قول ہے
مگر بعض واقدی نے تین خطا کی ایک یہہ کہ کہا حضرت نے ذی الحلیفہ
مین نماز دو رکعت پڑہے دوسرے یہہ کہ کہا حضرت نے اوسی روز بعد نماز ظہر
احرام باندہا حالانکہ غلط ہے کیونکہ حضرت شب کو ذی الحلیفہ مین مقیم رہے ٩
دوسرے روز احرام باندہا تیسرے یہہ کہا کہ وقفہ روز شنبہ کو ہوا حالانکہ
غلط ہے چوتھے یہہ کہ قاضی عیاض نے کہا کہ حضرت نے وہین قبل غسل
خوشبو لگائی اور وقت غسل دہو ڈالے حالانکہ محض وہم ہے پانچوین
ابو حزم نے کہا کہ احرام قبل ظہر باندہا حالانکہ غلط ہے کسی حدیث مین
منقول نہین ہے چھٹین ابو حزم نے کہا ہدے حضرت کے ساتھ اور تطوع
بعض اصحاب تھی یہہ بھی غلط ہے ساتوین یہہ کہ بعض نے کہا کہ حضرت نے
وقت احرام تعیین نسک نہین کیا حالانکہ غلط ہے اور جسنے کہا کہ عمرہ مفردہ
کی تعیین کی مع تمتع جیسا کہ قاضی ابو یعلی و صاحب مغنی وغیرہ کا قول ہے
یہہ بھی غلطی کی اور جسنے کہا کہ حج مفرد کی تعیین کی کہ حضرت نے وہ سو نے

عمرہ نہ کیا اوسنے بہی وہم کیا اور جسنے کہا کہ تعیین عمرہ مفردہ کے کی تھی اور
اوسپر حج کو داخل کیا اوسنے بہی وہم کیا اور جسنے کہا کہ حج مفردہ کے تعیین ستے
اوسپر عمرہ کو داخل کیا بعد حج اوسنے بہی وہم کیا آٹھوین یہ کہ طبری نے کہا
اتباع سے راہ مین حجۃ الوداع کے ابو قتادہ نے جو محرم نہ تہا حمار وحشی کا
شکار کیا اور حضرت نے کہایا حالانکہ یہہ قصہ عمرہ حدیبیہ کا ہی نہ حجۃ الوداع
نوین طبری نے بعض سے نقل کیا ہے کہ حضرت مکہ مین سہ شنبہ کو داخل
ہوے حالانکہ یہہ غلط ہے داخلہ حضرت کا یکشنبہ چہارم ذی الحجہ کو ہے دسوین
قاضی وغیرہ کا قول ہے کہ حضرت بعد طواف وسعی محل ہوے حالانکہ غلط ہے
گیارہوین بعض نے گمان کیا کہ حضرت وقت طواف رکن یمانی کا بوسہ لیتے تہے
حالانکہ غلط ہے کیونکہ حضرت نے تقبیل حجر اسود فرمائی تہے بارہوین قول
ابن حزم ہے کہ حضرت نے وقت سعی تین شوط مین رمل کیا اور چار شوط مین مشی کی
حالانکہ غلط ہے اور دعوے اتفاق اسپر غلط تر تیرہوین وہم کیا جسنے کہا کہ
طواف درمیان صفا ومروہ کے چودہ شوط اور ذہاب وسعی ایک مرتبہ تہا
چودھوین جسنے گمان کیا کہ حضرت نے بروز نحر قبل از وقت نماز صبح رمی کی اوسنے
بہی غلطی کی پندرہوین جو قائل ہوا کہ حضرت نے ظہر اور عصر اور مغرب
عشا اوس شب کو دو اذان ودو اقامت سے پڑہی ہے اوسنے بہی غلطی کی اور
جو قائل ہے کہ صرف دو اقامت سے نماز پڑہی ہے اذان [illegible] اوسنے
[illegible] حج [illegible] وہم [illegible] عمرہ [illegible] اوسنے [illegible]

اقامت فرمائی سولہوین[۲۰] وہم کیا اوسنے جو قائل ہوا کہ حضرت سنے بروز عرفہ دو خطبہ پڑہے اور درمیان مین بیٹہہ گئے اور موذن نے اذان کہی بعد اذان دوسرا خطبہ شروع کیا اوسکے بعد اقامت صلاۃ ہوئی کہ کسے حدیث مین یہہ مضمون نہین بلکہ جابر والی حدیث مین تصریح ہے کہ بعد کمال خطبہ بلال سنے اذان و اقامت کہی پس حضرت نے نماز ظہر پڑہی بعد خطبہ کے سترہوین[۲۱] ابو ثور نے کہا کہ جب حضرت منبر پر تشریف لیگئے موذن نے اذان کہی بعد فراغ اذان حضرت نے کہڑے ہو کر خطبہ پڑہا حالانکہ یہ قول وہم ظاہر ہے کیونکہ اذان بعد خطبہ ہے اور جس[۲۹] نے یہ روایت کی کہ ام سلمہ لیلۃ النحر کو آئین اور حضرت نے حکم دیا کہ بوقت نماز صبح مکہ مین آئین اوسنے بہی خطا کی اٹہارہوین جسنے گمان کیا کہ حضرت نے بروز نحر طواف زیارت کورات ہونے تک موخر فرمایا اوسنے بہی خطا کی انیسوین[۳۱] وہ ہے خطا کی جو قائل ہوا کہ حضرت نے دو مرتبہ کوچ کیا ایک ان کو دوسرے شب کو بیسوین[۲۲] اوسنے بہی وہم کیا جس نے یہہ بیان کیا کہ بروز نحر طواف قدوم کیا بعد طواف زیارت کا طواف کیا اور راوی نے بہی وہم کیا ہے کہ حضرت نے طواف ... فرمائی طواف کے ساتھ اکیسوین[۲۳] جو قائل ہوا کہ حضرت نے بروز نحر مکہ مین نماز ظہر پڑہی اوسنے بہی وہم کیا اور جسنے گمان کیا کہ حضرت نے وادی محسر ... نہ کی اوسنے بہی وہم کیا بائیسوین[۲۴] طاوس وغیرہ کو وہم ہوا کہ قائل ہوئے حضرت ہر شب کو منی سے خانہ کعبہ مین تشریف لاتے تہے تئیسوین اوسنے بہی وہم کیا جو قائل ہوا کہ حضرت نے دو مرتبہ وداع فرمایا اوسنے گمان کیا کہ حضرت نے

مکہ کو خروج و دخول مین بطور دائرہ قرار دیا اوسنے بھی وہم کیا اور جسنے یہ
گمان کیا کہ حضرت نے محصب سے طرف مکہ عقبہ کے انتقال کیا اوسنے بھی وہم کیا
پس یہ کل اوہام ہین جسپر ہمنے اجمالاً و تفصیلاً تنبیہ کی (تمام ہوا خلاصہ کلام ابن القیم
زاد المعاد مین) پس جب صرف واقعہ حجۃ الوداع مین ان علماء اہلسنت کو سقدر
اوہام لاحق ہوے جسکی تعداد قریب بالیس کے ہے تو واے بر دیگر وقایع
کیونکہ حج اسنکے اصول دین مین داخل ہے ہمیشہ عمل کی ضرورت دامی ہے روزمرہ
حج کرتے ہین اور حضرت کا یہ آخری حج تنہا اسی عرض سے کہ تعلیم احکام
حج ہو جاوے حتے کہ آیۃ اکملت لکم دینکم اسی حج مین بقول خلیفہ دوم
نازل ہوے بلکہ امارت حج بقول شاہ ولی اللہ لوازم خلافت خاصہ سے ہے
جس سے عیاذاً باللہ جناب امیر محروم رہے ہے سواے اسکے کوی ضرورت
وضع وافتراے رواۃ بھی نہین پائی جاتی باینہمہ جب اکابر علماے اہلسنت
کو ایسے اوہام واغلاط پیش آتے تو اس مسئلہ مقدمین اسنکے اوہام اور
اغلاط اور اختباط پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے جو نہ داخل اصول دین ہے
نہ ضرورت عمل صرف علم ہی علم ہے کہ بغرض وقوع حسب مزعوم اہلسنت
جبان بہت سے فضائل خلیفہ دوم ہین وانکے بیان کرنے سے یہی بات ...
ور چندان ضرورت تحقیقات بھی نہین ہے بلکہ ضرورت وضع وافترا حسل و
... مفقود ہے پس ایسی حالت مین خود موضوع ہونا ان روایات
... ہوتے اوہام ... کی ... ذکر ... لائے ...

رج مین مذکور ہوئے پس ان اوہام پر تعجب ہوتا اور ان اغلاط پر اسناد وصدق کا
کہنا سراسر حیرت خیز ہے گیارہوین نظیر ابوالفضل محمد بن احمد بن عبد اللہ
بن عبد المجید بن اسماعیل معروف بحاکم شہید متوفی ۳۳۴ھ کتاب کافی مین شمس الائمہ
ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہیل سرخسی متوفی ۴۸۳ھ کتاب مبسوط مین فخر الدین
حسن بن منصور اوزجندی فرغانی معروف بہ قاضی خان متوفی ۵۹۲ھ اپنی فتاوی مین
کہ مشہور بہ فتاوی قاضی خان ہے برہان الدین علی بن ابوبکر مرغینانی متوفی
۵۹۳ھ کتاب ہدایہ مین ظہیر الدین ابوبکر محمد بن احمد قاضی محتسب بخاری متوفی
۶۱۹ھ اپنے فتاوے کہ مشہور بہ فتاوی ظہیریہ ہے فخر الدین ابو محمد عثمان
بن علی زیلعی متوفی ۷۴۳ھ تبیان الحقایق شرح کنز الدقایق مین اکمل الدین محمد
بن محمود بابرتی الحنفی متوفی ۷۸۶ھ عنایہ شرح ہدایہ مین ابوبکر بن علی معروف بحداد
عبادی متوفی سنہ صد و ... سراج وہاج شرح مختصر قدوری مین
بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ رمز الحقایق شرح کنز الدقایق
عالم بن علاء الحنفی فتاوے تاتارخانیہ مین وجیہ الدین عمر بن عبد
العزیز [illegible] شرح [illegible] ابو اسحق الیاس شرح وقایہ
ابو المکارم شرح نقایہ مین یوسف اعور رسالہ رد مذہب شیعہ مین محاضی [illegible]
[illegible] تحفۃ الروایات مین اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد
اور دیگر علمائے اہل سنت نے اپنی تحقیقات و فتاوی پر دین ایمان اہل سنت کا
مبانی ہے کا سامی گرامی ... مرتضیٰ حیدر جلد اوّل و تشئید المطاعن
[illegible] مع نقل عبارت ذکر ہے اور جنہون نے اصل کتاب [illegible]

حصہ حیدریہ جلد اول از صفحہ [illegible]
[illegible]
[illegible] جلد دوم
[illegible]
[illegible]

لکھی ہے اون سبھون کا بالاتفاق بیان ہے کہ امام مالک کے نزدیک
متعہ جائز ہے جیسے کہ شمس الائمہ سرخسی وغیرہ نے دلائل جواز متعہ بھی امام
مالک سے نقل کئے کہ کن دلیلون سے وہ جائز بتاتے ہین جب اقوال
ان علماء فحول کے اہلسنت کے سامنے پیش کئے گئے تو اون سبکا جواب
یہی دیا چنانچہ قول فاضل رشید ہے از صاحب ہدایہ در نقل مذہب مالک خطا واقع
شدہ و بعض علما را کہ صاحب رسالہ نامبردہ در مولفات خود تبعیت صاحب ہدایہ
نمودہ اند پس ہرگاہ اس مسئلہ مین کہ قدیم الایام سے اسکے حلت و حرمت مین
درمیان شیعہ و سنی گفتگو چلی آتی ہے اور امام عظیم خلیفہ دوم پردار دکیا ہے
جیسا کہ ناظرین کتب کلامیہ پر مخفی نہین ہے بقول فاضل رشید صاحب ہدایہ نے
ایسی غلطی صریح کی کہ اوس متعہ کے جواز و حلال ہونے کے نزد امام مالک
قائل ہوئے جسکو کس مشقت سے خلیفہ دوم نے حرام کیا تھا اور بقول فاضل مذکور
دیگر علما نے بھی خطاے فاحش مین صاحب ہدایہ کی متابعت کی اور اونکا
مذہب کے نقل کرتے چلے گئے جسمین نہ کوئی وجہ اس خطا کی معلوم ہوتی ہے
نہ کوئی سبب اشتباہ بلکہ طرہ اسپر یہ ہے کہ بخلاف حکم حضرت عمر جناب ابی
اور عبداللہ بن عباس اور عمران بن حصین [illegible]
وغیرہ قائل بجواز متعہ تھے جس سے معلوم ہوتا کہ ہرگز جناب رسالتماب نے
[illegible]

بلکہ امام فخرالدین رازی سنے جو دربارہ جواز متعہ عمران بن حصین صحابی سے نقل کیا اوسکے بارمین رشادت پناہ فرماتے ہین کہ امام رازی سے خطا ہوئی اور اس عار کے دفعیہ کے لئے علمائے کرام کے تخطیہ باخود ہاکو نقل کرتے ہین حالانکہ علامہ نیشاپوری اور امام ثعلبی وغیرہ بھی اوس روایت کے ناقل ہین جسمین امام رازی خطاوار بنائے جاتے ہین پس جب ایک ایک مسئلہ مین اتنے صحابہ و خلفا و ائمہ و علما خطا کرین سہو فرمائین تو اس مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم مین اگر ایسی خطائے فاحش ان علما سے سرزد ہوئی ہو جنہونے یہہ روایت ذکر کی اور ایکے بعد دیگر اوسکو نقل کرتے گئے کہ تعداد اس جماعت خاطیئن کی کم ہے پہلے جماعتون سے تو کیونکر جائے تعجب ہوسکتا ہے حالانکہ دونو صورتون مین فرق بین نمایان ہے کہ یہان بقطع نظر از ضرورات جعل و افترا اشتباہ روات بہت اچھی طرح ثابت ہے اور اسباب اشتباہ بھی موجود بخلاف مسئلہ متعہ کے کہ کوئی خاص وجہ اشتباہ و صدور خطا بتابعت ایکے بعد دیگرے نہین معلوم ہوتی پس با وجود دلایل قویہ کے اب کسکو اسمین شبہہ رہیگا کہ روات اس مسئلہ مین جو ہمنام مشتبہ ہوئے اور باشتباہ تین ہمناموں کے دو مختلف واقعہ جو تھے ہمنام کیطرف منسوب کردئے اور دیگر علما نے تبعیت وثوق کی اونکے اور بلا تحقیق و تفحص اس واقعہ کو اسی حیثیت سے لکھ مارا زیادہ تر باعث یہ ہے کہ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ و العفو لغلطہ اکرام ابن بطہ کے بارہ مین فرماتے ہین کہ جو روایت [illegible] [illegible] نقل کر [illegible] [illegible]

بن بکار ہے اور وہ نقل مین موثوق بہ نہین تہا اور متہم تھا اوس باب مین جسکو وہ
ذکر کرتا ہے بسبب دشمنی امیر المومنین علیہ السلام کے اور وہ غیر مامون ہے یہانتک
کہ فرماتے ہین حاصل اس مین یہ ہے کہ ابی محمد حسن بن یحیے صاحب علم النسب نے
اپنی کتاب مین اس روایت کو نقل کیا چونکہ وہ شخص سادات علوی مین سے تہا
لوگون نے یہ گمان کیا کہ یہ امر حق اور واقعی ہے ورنہ یہ علوی کیون نقل کرتا حالانکہ
اونہون نے اسپر نہین غور کیا کہ اس علوی نے زبیر بن بکار سے روایت کی ہے انتہے
کلامہ الشریف بقدر الحاجۃ پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ اول موجد اس افترا کا
زبیر بن بکار ناصبی ہے کہ اوس سے ابی محمد حسن بن یحیے نے نقل کیا بعد اسکے
لوگ اسیوجہ سے مشتبہ ہوی اور بہا اشتباہ بڑہا اور بقول مولوی حیدر علی جسطرح زمانہ
ابو حنیفہ مین بہت سی مسائل خلاف واقع ابو حنیفہ کو فی کیطرف بوجہ اشتراک
نام منسوب ہو جسکی تحقیق بعضو نکو اوسوقت ہوی بعضون کو نہوے اور
متاخرین نے طوق تقلید گلے مین ڈالکر بلا تحقیق تفحص اون معائب کو نقل کیا
اوسیطرح اس مسئلہ مین بہی متاخرین نے بتقلید واضعین متقدمین یا مشتبہین
سابقین بلا تحقیق وتفحص قدیمین روایات کو نقل کیا در پے تحقیق نہوے اور متعدد
ام کلثوم کے مختلف حالات مین جو مجموعہ بنا کر ایک کی طرف منسوب ہوے
تمیز نکر سکے یا بالقصد باز آسکے الا حق واضح ہوتا ہے ہذا غایۃ الجہد بتیم سبدنا
[illegible] تقریر تھی اب تقریر معنوی محققانہ ہے جو فرق سے مخفی نہین اور
[illegible]

کہ جب روایت احکام حلال و حرام ہو تو اوسمین تشدد کرو اور جب بیان فضائل وغیرہ
مین ہو تو اوسمین مسامحہ کرو اور تحقیقات مین تشدد نہ کرو جیسا کہ سعی مشکور مولوی
عبد الحی مین ہے پس جب عموماً احادیث فضائل کے لیے یہ قانون مقرر ہو
تو واسطے برحال فضائل عالیہ موضوعہ خلیفہ دوم جنکے لیئے ہزارون موضوعات
کی یوہین ضرورت ہوتی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ عمل درآمد اس قانون کا
صرف دربارہ خلفا و صحابہ و ائمہ مقبولین اہلسنت ہی ہوتا ہے جناب امیر ع اور
اہلبیت طاہرین کے لیے تو برخلاف اسکے آیات محکمہ اور روایات صحیحہ و یقینیات کی
بھی تکذیب کرتے ہین جیسا کہ ناظرین تحفہ و ازالۃ الغین پر مخفی نہین لیکن شیعون کو
شکایت اہلسنت سے اس بارہ مین بیکار ہے کیونکہ جب انبیاء کرام کے ساتھ بھی
انکے یہی برتاؤ ہین کہ بجاے اظہار فضائل و مناقب انکے حقائق حالات
کو مکرتے ہین اور در پے تحقیق نہین ہوتے مسامحہ کرتے ہین تو اہلبیت
کے بارہ مین کیا امید کیجائے دیکھیے علامہ ابن حجر مکی نے کتاب منح مین جہان
اسکی تحقیقات کی ہے [illegible]
[illegible] ثابت الرسالتین [illegible]
اور یہین علامہ مذکور بعد تحقیقات بیشمار تحقیق پدر حضرت ابراہیم مین فرماتے ہین
[illegible] اگر جاتے تھے [illegible] عرب چچا کو باپ کہتے تھے اسوجہ سے
[illegible] باپ کا اطلاق ہوا بقاعدہ جمع بین الاحادیث اسکا [illegible]
[illegible]

صـ ۱۹۸ سعی مشکور
[illegible]

صہ ۶۱ مدارج النبوۃ ج ۲

پوری نہ کی اسمین مسایل اور ستی کی نہتے اور شیخ عبد الحق صاحب مدارج النبوۃ
مین فرماتے ہین و متاخرین اثبات کردہ اند کہ ابا و اجداد آنحضرت پاک و مصفا
بودند از دنس شرک و کفر جس سے معلوم ہوا کہ متقدمین اہلسنت کو اسکی تحقیق
نہوئی یا دیدہ و دانستہ امر خلاف کے قایل ہوے ہای افسوس صرف
خلفا کے معائب پوشی نے ان لوگون کو کن کن امور مین مبتلا کیا کہ آبا انبیا
کرام کے کفر کے قایل ہوے بلکہ بہواخواہی حضرت فاروق بغرض مساوات
نسب رسول مین بھی قدح کی ہے کہ بتصریح محمد بن فضل اللہ المحبی خلاصۃ الاثر
فی اعیان القرن الحادی عشر مین ملا علی قاری نے ایک رسالہ مشتمل بر
اسارت ادب والدین آنحضرت صلعم تصنیف کیا اگرچہ تصنیف نہوتی تو اوسکے
تالیفات و تصنیفات کے فوائد سے دنیا مملو ہوتی نہتے چونکہ یہ واقعہ نہایت
شرمناک واقعہ ہے جس سے مخالفین اسلام کو خندہ زنی کا موقع ملتا ہے
لہذا یہان نہین لکہہ سکتے اصل کتاب پر مع رد محول ہے بہر کیف جب ایسے
امور عظیم مین ان لوگون نے تساہل کیا بلکہ در حقیقت افترا کیا اور انتساب انبیا
ان اغراض باطلہ سے مقدوح و مخدوش کیا تو اگر انہین اغراض سے اس مسئلہ
[illegible] تساہل کیا اور طالب تحقیق [illegible]
فاروق کے لیے افترا پردازیان کین ہون [illegible]
[illegible]

مع نظایر و دلایل و وجوہ اشتباہ بیان کیا ہے ثابت قدم ہین دعبارت گفتگو کرتے ہین کہ رواۃ کو بوجہ اشتراک نام اس مسئلہ مین اشتباہ ہوا اور اس نسبت مین اونسے خطا ہوئی دیگر علماء رواۃ بھی بہ تبعیت اونکے مبتلا سے غلط و وہم و اشتباہ ہوتے گئے درپے تحقیق نہوے ورنہ جیسا بعد بعثت مدیدہ اسلام آبا و اجداد انبیاء کرام علیہم السلام کا انکو پتہ ملا اور طہارت نسب کا سراغ لگا یہہ بھی ضرور معلوم ہوتا کہ یہ نسبتین بھی محض غلط اور سراسر تہمت اصل بحث ہین خلیفہ نے خواستگاری کی نہ عقد ہوا نہ دوسرا کوئی امر بلکہ اصلیت اسیقدر ہے کہ خلیفہ دوم نے ام کلثوم دختر ابوبکر سے خطبہ عقد کیا اونسے انکار کیا حسب استدعاے بی بی عایشہ عمرو عاص نے مکر و حیلہ سے کام لیا کہ پھر فتنہ فرو ہوا اور زوجیت ام کلثوم بنت جرول خزاعی جو ایام جاہلیت سے خلیفہ دوم کے زوجہ تھی اور اوسکے بطن سے عبداللہ بن عمر و زید بن عمر وغیرہ پیدا ہوئے کہ ان مان بیٹے نے بعہد معاویہ ساتھہ وفات کی اور نیز زوجیت ام کلثوم بنت عقبہ جس سے بمقام حدیبیہ خلیفہ نے بعد سلام عقد کیا تھا باعث اشتباہ رواۃ ہوا جسکے سبب انکار اسرار و قوع عقد و تولد زید و وفات زید وغیرہ سب امور حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر کیطرف منسوب ہوگئے مؤلفین آثار و حاملین اخبار نے بالخصوص ان علماء نے جنکو اثبات موافقت اور رابطہ کے سب سے زیادہ فکر رہی تھی مثل ابن شہر آشوب مصنف کتاب المناقب وغیرہ کی روایتین غلط و مشتبہ مین اغراض فاسدہ اپنی ملاکر مشتہر کیا حضرات اہلسنت کی بھی [illegible]

قبول کرلیں تو سبحان اللہ نعم الوفاق کیونکہ ہمارا اونکی حقیت و بطلان کا کچھہ اسی
قصہ پر نہین ہے نہ خلیفۂ دوم کے ایمان و فضیلت کا ثبوت اس عقیدہ پر منحصر پھر کیون
ناحق ایذا دہی خدا اور رسول کیجاسے اور اگر مصالحہ و مباہلہ سے فرار کرین اور
خلاف حکم خدا اور رسول حدیث والی قصہ کیطرح اپنی اوہنین روایات موضوعہ
واہیہ پر اڑے رہین تو ہم بدرجہ مجبوری ہم بھی اونکی خدمت گذاری سے باز نرہینگے
اونہین کے قواعد اصول کے مطابق غلطی بلکہ موضوعیت انکی روایات کی
ثابت کر دکھاینگے بحول اللہ و قوتہ تعالے **مقالہ ثانیہ** یہ امر تو
یقینی ہے کہ جب کسیکو خدا اور رسول کا خوف نہین ہوتا تو نہ اوسکو کچھہ دین و ایمانکا
پاس ہوتا ہے نہ کذب و افترا سے پرہیز خصوصًا درصورتیکہ اس جھوٹ سے
کوئی غرض بھی نکالنا ہو خواہ وہ غرض کسیکی عداوت سے متعلق ہو یا کسیکے
بیجا محبت سے دیکھیے **حضرت مریم** علیہا السلام پر اعدائے دین نے
کیا تہمتیں لگائین جسکی پروردگار عالم کو اپنے کلام مجید مین کرنی پڑی چند
سورین اونکی پاکدامنی و عصمت و عفت پر شہادتین فرمائین حالانکہ وہان تہمت
لگانیوالون کو صرف عداوت اسکا باعث ہوئی کیونکہ اس تہمت سے عیاذًا باللہ مجز
ابطال ایک آیۂ الٰہی یعنے نبوت صاحب تہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علے نبینا
علیہ الصلوٰۃ کے دوسرا کوئی فائدہ نہ تہا بخلاف اس مسئلہ عقد مریم ثانیے
حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے کہ عداوت و محبت کی دونون غرضین
[illegible]

مقالۂ ثانیہ در اثبات موضوعیت روایات

کیا کیا بہتان نہ جوڑے گئے تھے کہ عیب پوشی نسب کے لیے
نسب مطہر سرور عالم مین قدح کی گئی بلکہ بالخصوص نسب خلیفہ دوم کے
مماثلت مین اوسکو پیش بھی کیا اور خوف دار و گیر اہل حق سے آخر
اوسکے قباحت پر متنبہ ہو کر خود ہی اوسکو باطل بھی کیا اور اوسکے
قایل کو کافر بنایا پس ان لوگون سے ایسا اتہام لگانا کیونکر
تعجب خیز ہو سکتا ہے خصوصًا درصورتیکہ یہی بغض و نفاق اصل
اصول مذہب قدریائی اور امالیان سلطنت کی بہی دلی خواہش ہو
کیا خوب تقریر کی ہے ابوجعفر اسکافی نے بجواب جاحظ عثمانی کے
کہ اگر خیال غلبہ جہل وحب تقلید نہوتا تو اس عثمانی کے جواب
دینے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ سب جانتے ہین دولت و سلطنت
اونہین کے موافق ہوتی ہے جو ارباب سلطنت کے ملجا
ہون اور سب آگاہ ہین کہ قدر و منزلت اونہین علما و شیوخ کے
ہوتے تھے جو [illegible]
[illegible] شاید [illegible] تھے کہ بدون اسکے کسطرح دنیا سے
تمتع ممکن نہ تھا پس ان محدثین نے بھی کوئی دقیقہ ایسی روایات کے
بنانے مین اوٹھا نہ رکھا اور چونکہ یہ امر بدون اخفاے [illegible]
[illegible] مطالب ممکن نہ تھا اسطرح در پے ہوے کہ [illegible]
[illegible]

کما نقل عنہ ابن ابی الحدید فی شرح نہج البلاغہ ۱۲

کرین اور منبرون پر لعن کرین اور اونکے یعنے اولاد علی کی یہ حالت تھی کہ اونکے
دشمنون کی قطار روز مرہ بڑہتے جاتی ہے اور تلوارین اونکے خون سے
رنگی جاتی ہین تعداد کم ہوتی جاتی ہے کوئی کہین قتل ہوتا ہے کوی اسیر ہوتا ہے
کوئی کہین پوشیدہ ہورہا ہے غرض عجب عالم خوف وبیم وترس ہے یہانتک
کہ فقیہ محدث قاضی متکلم سبکے سب لوگون کو عقوبت سلطانی سے ڈراتے ہین
کہ انکے فضائل نہ بیان کرو انکے گرونہ ہیٹکو نوبت بدینجا رسید کہ محدثین مارے
خوف کے جناب امیرعا کا نام نہین لے سکتے اگر کسی حدیث مین حضرت کا ذکر ہے
تو یون تعبیر کرتے ہین کہ کہا ایکمرد نے قریش سے یا ایسا کہا ایکمرد قریش نے
مگر نام نہین لے سکتے انکی تو یہ حالت ہے اما اہل مذہب جتنے ہین وہ سب اسی پر
تلے بیٹھے ہین کہ فضایل ومناقب کو انکی باطل کرین تاویلات بعیدہ اور حیلہ
ومکر سے کام لین خارجی ہون یا ناصبی عثمانی ہو یا معتزلے یا جو فرقے
ان فرقون سے پیدا ہوے سبکی یہی خواہش ہے کہ کسیطرح انکی فضائل
ومناقب کو مخفی کرین ستے کہ زمانہ معاویہ ویزید سے مابعد والی سلاطین
بنی امیہ تک کہ اسی سال تک اونکی سلطنت رہی کوی دقیقہ سب وشتم ولعن و
طعن مین انحضرت کے اوٹہا نہ رکھا اسپر بہی نور خدا ہمیشہ غالب ہوتا گیا فضایل
ومناقب انکے مشہور ہوتے گئے انتہے پہر دوسرے مقام پر کہتے ہین
تم خوب جانتے ہو کہ سلاطین وملوک کوئی دین یا کوئی بدعت قایم کرتے ہین
تو اپنی رعایا کو اوسکی تعمیل پر ایسا مجبور کرتے ہین کہ اس دین وبدعت
کو دوسرے سے واقف تک ہونے نہین دیتے جیسا کہ حجاج بن

یوسف نے کہ عامل عبدالملک بن مروان تھا علاوہ اون ظلم وستم کے جو اولاد علی
پر کئی لوگون کو مجبور کیا کہ قرآن کو بقرارت عثمان پڑہین اور قراوت ابن مسعود و ابی
بن کعب کو ترک کرین کل بیس برس اوسکی سلطنت رہی بلکہ اوسکی زندگی ہی مین
تمامی ملک عراق قراوت عثمان پر متفق ہوگیا اب انکی جو اولادین ہوئین تو
سوا اس قراوت عثمانی کے دوسری قرائتون سے بالکل ناواقف تہی
خواہ اسوجہ سے کہ اون کے مان باپ مانع ہوے یا اوسوجہ سے کہ معلمون
نے اوسکی تعلیم ہی موقوف کی تا اینکہ اگر کوئی شخص عبداللہ بن مسعود یا ابی
بن کعب کے قراوت پر پڑہتا تو اوسکو وہ لوگ قرآن نہ جانتے تہے بلکہ پڑہنے
والے کی تالیفات و موضوعات سے قرار دیتے تہے بس یہہ حال تو ان سلاطین
و رعایا کا اس قراوت کے بارہ مین تہا جسکے خلاف کے رواج سے نہ خوف
زوال ملک تہا نہ کسی فساد کا ڈر بخلاف اظہار فضائل علی ع کے اور اونکی اولاد
کی بزرگیون کے ظاہر ہونے مین تو ہر طرحکا خوف تہا اسلیے اسمین اور بہی کد کے
مگر خدا نے ان لوگون کے عظمت وجلالت کو روز بروز ظاہر کیا انتہے مختصرا ایس
ایسی حالتومین جو کچہہ نہ ان دنیا پرستون کے اتہامات کو فروغ ہو تہوڑا ہے اور جو
کچہہ نہ انکے موضوعات کو ترقی ہو کم ہے کیونکہ استحکام سلطنت و حصول ثروت
وجاہ کا اسی پر دار و مدار تہا جلب دنیا بغیر اسکے محال تہا چہ جائیکہ بغیر ان ضرورتونکے
بہی موضوعات بنائی جائین اور اوسنے اوسنے امرونکے لیے اسکا ارتکاب
ہو چنانچہ علامہ ابن اثیر جامع الاصول مین بذیل طبقات مجروحین فرماتے ہین
کہ بدترین طبقات جرح سے افترا کرنا ہے رسول مقبول پر جسکے بارہ مین

شیوع قراءت عثمان

Presented by www.ziaraat.com

حضرت نے فرمایا ہے جو جان بوجھ کر مجھپر افترا لگاوے اوسکی جگہ جہنم مین ہے
مگر اس بلا مین بہت بڑی جماعت مبتلا ہوے جنکی مقاصد و مطالب جداگانہ
ہین بعض انمین سے زنادقہ ہین مثل مغیرہ بن سعد کوفی و محمد بن سعید شامی کی جنہون نے
اس غرض سے احادیث وضع کیے کہ لوگون کے دلومین شک پیدا کرین
بعضون نے اپنے خواہشون کے مطابق حدیثین بنائین جس سے بعض نے
توبہ بھی کی اور اپنی وضع کا اقرار کیا چنانچہ ایک شیخ نے شیوخ خوارج سے
بعد توبہ کہا کہ یہ حدیثین دین ہین دیکھو تم اپنے دین کو کس سے لیتے ہو ہم لوگ
جب کوئی بات چاہتے تھے تو اوسکو حدیث بناتے تھے ابو العینا کہتا ہے
کہ ہمنے اور جاحظ نے حدیث فدک بنائی اور شیوخ بغداد کے سامنے پیش کی
سبنے قبول کی مگر ابن شیبہ علوی نے کہ وہ پہچان گیا اور کہا اول حدیث آخر سے
نہین ملتی سلیمن بن حرب کہتا ہے کہ ایک شیخ کی خدمت مین گیا دیکھا کہ وہ روتا ہے
ہمنے وجہ پوچھی تو اوسنے کہا کہ چارسو حدیثین شاگرد مینے داخل کردین اب کیا کرون
بعضون نے بغرض خوشنودی خدا حدیثین بنائین تاکہ لوگونکو فضایل اعمال
کیطرف رغبت دلائین مثل ابی عصمہ و نوح بن مریم مروزی و محمد بن عکاشہ کرمانی
واحمد بن عبد اللہ جوئباری وغیرہ کے چنانچہ کسینے ابی عصمہ سے پوچھا کہ تم
حدیثین ہر ہر سورہ کی فضیلت مین ابن عباس سے بذریعہ عکرمہ روایت
کرتے ہو حالانکہ دوسرے شاگردان عکرمہ اوس سے واقف نہین تو ابی عصمہ
نے کہا چونکہ مینے دیکھا کہ لوگ فقہ ابو حنیفہ و مغازی ابن اسحق مین مشغول ہین
قرآن سے بالکل روگردان ہین اسلئے مینے قربۃ الی اللہ یہ احادیث

وضع کی بعضوں نے خوشامد میں بادشاہوں کے حدیثیں بنائیں چنانچہ غیاث بن ابراہیم محدث مہدی خلیفہ کے یہاں گیا چونکہ اوسی ورنیولے کبوتروں کا بڑا شوق تھا کہ دور دور مقامات سے منگاتا تھا اسلئے غیاث نے ایک حدیث نقل کی کہ فرمایا حضرت نے سبق نہیں ہے مگر خف اور حافر اور نصل اور جناح میں جسپر مہدی خلیفہ نے دس ہزار درہم دلوائے جب غیاث وہاں سے چلنے لگا تو مہدی خلیفہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تیری قفا جھوٹوں کی ایسی ہے بعد اوسکے کل کبوتروں کو ذبح کر ڈالا کسی نے کہا کبوتروں کا کیا قصور ہے اوسپر خلیفہ نے کہا انہیں کی بدولت تو رسول پر تہمت دہری گئی کسینے ماموں بن احمد مروزی سے کہا شافعی کی عظمت و جلالت دیکھتے ہو کہ خراسان والے انکے کیسے مطیع و منقاد ہیں ماموں نے یہہ حدیث بنائی کہ فرمایا حضرت نے ہماری امت میں ایک مرد ہوگا جسکو محمد ابن ادریس کہینگے اوسکی مضرت ہماری امت کے لئے ابلیس سے بھی زیادہ ہوگی اور ایک شخص ہماری امت سے ابوحنیفہ نامی ہوگا جو چراغ ہے ہماری امت کا بعض انہیں سے وہ لوگ ہیں جو دروازوں پر سوال کرتے پھرتے ہیں دربازاروں میں کھڑے ہوکر حضرت کیطرف موضوعات کی نسبت کرتے ہیں چونکہ سندیں صحیح یاد کرلی ہیں انہیں اسناد صحیحہ کے ساتھ اپنے موضوعات کو بیان کرتے ہیں اسلئے از عبارت جامع الاصول واضح ہو کہ یہہ خلیفہ مہدی عباسی وہ ہے جسکے لیئے اسقدر موضوعات بنائے گئے کہ مہدی موعود اہلسنت کا درجہ پایا اور اسیکے بدولت یہہ حدیث بنائی گئی کہ مہدی کا نام میرا نام ہوگا اور اوسکے

اصل حدیث چہ بود لا سبق الا فی خف او حافر او نصل غیاث نے او جناح بڑہا دیا

وضع حدیث بمدح شافعی وضع حدیث بمدح ابوحنیفہ

باپ کابھی وہی نام ہوگا جو میرے باپ کا نام ہے چنانچہ تاریخ الخلفا میں ہے
واخرج ابن عدی من حدیث عثمان مرفوعا المهدی من ولد العباس عمی تفرد به محمد
بن الولید مولی بنی هاشم وکان یضع الحدیث واورد الذهبی هذا حدیث ابن مسعود مرفوعا
المهدی یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی اخرجه ابوداود والترمذی وصححه یعنے ابن عدی نے
روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا مہدی اولاد سے میرے چچا عباس کے ہونگے راوی اسکا محمد
بن ولید ہے جو حدیث وضع کیا کرتا تہا اور یہین پر ذہبی نے اس حدیث کو بھی
وارد کیا ہے کہ مہدی میرے ہمنام ہونگے اور اونکے باپ میرے باپ کے
ہمنام ہونگے اور ابوداود اور ترمذی نے بطور صحیح اسکی روایت کی اب اسی سے
انکے موضوعات کا حال سمجہ لینا چاہیے کہ حالانکہ بالیقین ثابت ہے کہ حضرت
مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ اولاد جناب سیدہ سے از نسل جناب امام حسین علیہ السلام
ہین مگر ان خوشامد خورون نے مہدی عباسی کو مصداق اس حدیث کا بنا دیا
اور اسم ابیہ اسم ابی اوسپر اضافہ کیا جسکی وجہ سے کیا کچہہ اختلاف پیدا ہوا
چنانچہ تفصیل اسکی مجلد ہشتم ذوالفقار حیدریہ مین بشرح وبسط تمام مرقوم ہے
بہرکیف جب واضعین کی یہ کثرت اور اونکے مقاصد کی یہہ حالت ہو سلطنت
کا وہ تقاضا مذہب کے وہ اغراض تو ایسی صورت مین مدح خلفائے ثلثہ اور
توہین حضرات اہلبیت طاہرین مین موضوعات کا بننا اور مشہور ہونا کوئی
بڑی بات نہین ہے خصوصًا درصورتیکہ بڑے بڑے علمائے اہلسنت
جنکو خاص خلیفہ دوم والاخطاب امیرالمومنین فی الحدیث کا لقب ملا ہو
اس مرض مہلک مین مبتلا ہون چنانچہ ایک واقدی ہے جسکے روایت

نہ کرنے سے حدیث غدیر ایسی حدیث متواتر غیر صحیح ہوجاوے بلقب امیر المومنین فی الحدیث ملقب تھا اوسنے بیس ہزار حدیثین موضوع بنائین میزان الاعتدال مین ہے کہا اور آدمی سے واقدی امیر المومنین فی الحدیث ہے اور مسند ابو حنیفہ خوارزمی مین ہے کہ کہا یحییٰ بن معین نے کہ واقدی نے بیس ہزار حدیثین بنائین اور رسول خدا کیطرف اونکی نسبت کی اور شافعی نے کہا کہ کتابین واقدی کی کذب ہین ۔ منتہی الکلام سے التفصیل فی المجلد الاول من استقصاء الافحام کیون صاحب جب ایک عالم اہلسنت بلکہ امیر المومنین اونکا بیس ہزار حدیثین بنائے اور خاص رسول پر تہمت لگائی اور وہ سب شایع و مشہور ہون تو اونکی اتباع و لواحق نے کیا کچھ نہ بنائی ہونگی اور جب خود رسول پر اسقدر تہمتین ہوئین تو دیگر صحابہ خلفا پر اور خاص جناب امیر علیہ السلام پر کیا کیا تہمتین لگائی ہونگی یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ و شافعی و امام غزالی وغیرہ بھی اس فیض سے محروم نہ رہے پس بنظر کثرت واضعین و تواتر موضوعات و تکاثر اغراض ان روایات عقد کے موضوع ہونیکا اگر یقین نہین ہوتا تو ظن غالب قریب بیقین تو ضرور حاصل ہوتا ہے خصوصاً بنظر ان احادیث کے جنمین حضرت نے پیشین گوئی فرمائی کہ جو امور بنی اسرائیل مین گذرے ہین اس امت مین بھی ضرور ہونگے کیونکہ ان اتہامات کی نظیر جو حضرت مریم علیہا السلام پر بنی اسرائیل نے لگائے اگر ملتی ہی تو یہی نظیر کہ عیاذاً باللہ مریم ثانی حضرت ام کلثوم بضعہ رسول پر ایسی تہمت لگائی اور خلاف عقل و دیانت ایسی نسبت کی چنانچہ تصدیق میرے اس دعوے عدم صحت ان حکایات کے اور موضوعیت ان

دلیل اول

روایات عقد کی ان ادلہ سے بخوبی ہوتی ہے **دلیل اول یہ ہے**
کہ جتنی روایتین دربارہ اس عقد موضوع کے حضرات اہلسنت پیش
کرتے ہین کوئی روایت اسکی نہ صحیح بخاری مین ہے نہ صحیح مسلم مین نہ دیگر صحاح
ستہ مین چنانچہ مطالعہ انکا بتا رہا ہے اور صواعق محرقہ وازالۃ الغین اسپر
گواہ ہے اور صحیحین مین مذکور نہونا دلیل عدم تیقن بہ صحت روایت ہے کیونکہ

صفحہ ۶ ورق

قاضی محمد بن ابراہیم کتاب منہل الروی فی علم اصول حدیث النبی مین فرماتے ہین
ویعرف ان اید علیهما بالنص علی صحته من امام معتمد فی السنن المعتمدة لا
بمجرد وجوده فیها الا اذا اشترط فیها مولفها الصحیح ککتاب ابن خزیمه وابی بکر
البرقانی ونحوهما یعنے جو حدیث کہ صحیحین سے خارج ہو اوسکی صحت قابل قبول
نہین جبتک کوئی امام معتمد سنن معتمدہ مین اوسکی صحت پر نص نہ کرے فقط کسی
کتاب معتمد مین پائی جانے سے وہ صحیح نہین ہو سکتے ہان اگر کتاب کے مصنف نے
شرط کرلی ہو کہ بجز روایت صحیح کے کسی حدیث کا اخراج نہ کرینگے تو البتہ حکم
صحت اوسپر جاری ہو سکتا ہے مثل کتاب ابن خزیمہ وابو بکر برقانی کے
پس روایات عقد جو خارج از صحیحین ہین حکم صحت سے بھی خارج ہین کیونکر قابل
قبول ہونگے اور ابن القیم کہتے ہین دربارہ حدیث متعہ کے جو صحیح مسلم سے
منقول ہے کہ بخاری نے اپنی صحیح مین اس روایت کو نہ لکھا باوصف شدت
حاجت کے کیونکہ اصول اسلام سے ہے پس اگر یہ حدیث صحیح ہوتے تو
ممکن نہ تھا کہ بخاری اوسکو روایت نہ کرتا اور اوس سے احتجاج نہ کرتا اسیطرح
لکھا ابن تیمیہ نے دربارہ حدیث لا ... الا مومن کے جو صحیح مسلم مین منقول ہے

Presented by www.ziaraat.com

کہ بخاری نے اس سے اعراض کیا اور اپنی صحیح مین اوسکو نہ لکھا جس سے معلوم ہوا کہ صرف بخاری کا کسی روایت کو نہ لکھنا اور نقل نہ کرنا قادح صحت روایت ہے گو وہ صحیح مسلم مین بھی ہو چہ جائیکہ نہ صحیح بخاری مین ہو نہ صحیح مسلم مین نہ دیگر صحاح ستہ مین جیسا کہ ان روایات عقد مین مشاہدہ ہے اور حدیث غدیر ایسے متواتر و یقینی حدیث ہین جسکے صرف طرق روایت کے جمع مین ابن عقدہ اور طبری اور عبد اللہ حسکانی اور ابو سعید سجستانی اور علامہ ذہبی نے مصنفات خاص اسکے بارہین تصنیف کی اور ابو المعالی جوینی کا بیان ہے کہ مینے بغداد مین ایک صحاف کے ہاتھہ مین ایک کتاب دیکھی جسمین اسی حدیث غدیر کے طرق روایت کو جمع کیا ہے اوسپر لکھا تھا کہ یہہ اٹھائیسوین جلد ہے طرق من کنت مولاہ مین اور انتیسوین جلد اسکے بعد آتی ہے الخ اور سو صحابی سے زیادہ اس حدیث کے راوی ہین اور علامہ ذہبی اور علامہ سیوطی ملا علی متقی جمال الدین محدث اور ملا علی قاری محمد بن اسمعیل امیر ضیاء الدین مقدسی محمد صدر عالم قاضی ثناء اللہ پانی پتی علم الہدی اہلسنت ہونے مبین وغیرہ بالاتفاق بیان کرتے ہین کہ یہ حدیث متواتر ہے چنانچہ جناب آیۃ اللہ فی العالمین اعلی اللہ مقامہ فی اعلی علیین نے مجلدات عبقات الانوار فی حدیث الغدیر مین نمونہ اعجاز یدا للہی دکھایا ہے اہلسنت بھی عذر پیش کرتے اور اوسکی صحت و تواتر کو بوجہ نہ درج ہونے صحیحین کے باطل کرتے ہین چنانچہ امام فخر الدین رازی اور عضد الدین صاحب مواقف اور علامہ تفتازانی

اسامی مصنفین کتاب در جمع طرق حدیث غدیر

اسامی مصرحین تواتر حدیث غدیر

اور سید شریف جرجانی شارح مواقف اور ملا سعد قوشجی شارح تجرید اور مرزا مخدوم صاحب نواقض اور اسحق ہروی صاحب سہام ثاقبہ اور حسام الدین برہانی صاحب مرافض الروافض اور ابن تیمیہ اور ابن حزم اور محمد کشمیری اور شیخ عبد الحق دہلوی اسی بنیاد پر حدیث غدیر کو باطل کرتے ہین جیسا کہ سید شریف شرح مواقف مین بجواب شیعہ کہتے ہین کہ صحت حدیث ممنوع و غیر مسلم ہے یعنے صحیح نہین ہے کیونکہ ارباب حدیث مثل بخاری و مسلم وغیرہ اسکو نقل نہین کرتے اور شیخ عبد الحق صاحب جنکی منصف مزاجی اہلسنت کو ناز ہے شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین روایت نہ کردہ اند انرا اہل حفظ و اتقان کہ در طلب حدیث طواف بلاد و سیر امصار کردہ اند مثل بخاری و مسلم و واقدی و غیر ایشان از اکابر اہل حدیث الخ **والتفصیل** فے العبقات پس ان تقریرون سے معلوم ہوا کہ بوجہ نہ روایت کرنے بخاری و مسلم کے یہ حدیث غدیر غیر صحیح قرار پائی تو یہ روایات موضوعہ عقد ید رجہ اولے غیر صحیح بلکہ موضوع قرار پای جو نہ صحیحین مین ہین نہ دیگر صحاح ستہ مین بلکہ صرف بعض کتب غیر معتمدہ اہلسنت مین البتہ داخل ہین جس سے صاحب صواعق متعصب مولوی حیدر علی جاحد نقل کئے ہین کہ اونکے نام مولوی صاحب یہ بتلاتے ہین ابو عمر صاحب استیعاب نور الدین حسینی و شریف موصلی و شیخ ابن السمان و دار قطنی و بیہقی و مانند ایشان جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ مولویصاحب کے نزدیک بھی کوی روایت صحاح ستہ مین نہین ہے ورنہ وہ انکے جامعین کے نام مرقوم ہوتے یس صحیحین بلکہ صحاح ستہ مین نہ مندرج ہونا

ان روایات عقد کا دلیل عدم صحت ہے حالانکہ یہی امر یعنے بذریعہ نقل کرنے
بخاری و مسلم کے روایت کو غیر صحیح اور باطل کرنا کچھ اسی حدیث غدیر کے ساتھ
خاص نہین ہے بلکہ دوسری روایتون مین بھی یہی دلیل پیش کرتے ہین ابن تیمیہ دربارہ حدیث
۱۱ قلت الغیر الخ منہاج السنہ مین کہتے ہین کہ اس حدیث کو نہ کسی جماعت نے روایت کیا نہ صحیحین مین
ہے بسطح حدیث ستفترق امتی کے بارہ مین کہا کہ صحیحین مین نہین ہے اور شاہ سلامت اللہ کشفی
معرکۃ الآرا مین مسابرہ حدیث کرار غیر فرار کہتے ہین و ہر گاہ در رواستیے از روایات
صحیحین لفظ کرار غیر فرار وارد نیست و زیادہ غیر ثقہ مقابل ثقہ و ثقہ مقابل
اوثق محل کلام است پس تشبث بازیادت کذائی معقول ارباب عقول نیست
جس سے معلوم ہوا کہ چونکہ لفظ کرار غیر فرار صحیحین مین نہین ہے تو شاہ صاحب
کے نزدیک اوس سے استدلال کرنا غیر معقول ٹھہرا اور مولوی حیدر علی صاحب
عالم تبحر جنکے قدح بلکہ حکم بموضوعیت روایات متفقہ صحیحین سابقاً مذکور ہوے
دربارہ اوس روایت کے جو زرندی نے کتاب الاعلام بسیرۃ النبی علیہ السلام
مین بطور حتم و جزم روایت کی ہے کہ جب بی بی عائشہ کو احتضار مرگ شروع ہوا
تو لوگون نے کہا روضہ رسول مین آپکو دفن کرین تو عائشہ نے کہا ہمکو ہمارے
بہنون کے ساتھ بقیع مین دفن کرو فانی قد احدثت امورا بعدہ یعنے بعد آنحضرت
۱۲۶۳
بہت سے امور مین مجھسے احداث ہوے ہین منتہی الکلام مین فرماتے ہین
لا نسلم کہ لفظ احداث از جناب ام المومنین صحیح باشد و سند منع روایت بخاری
است کہ از لفظ مذکور عاری است و روایت صاحب اعلام در باب سنبر دیم از
کتاب مذکور سند مردی است پس جب ان احادیث و روایات کی صحت

بتصریح ان اکابر اہلسنت کے بوجہ نہ درج ہونے کے صحیح بخاری و مسلم مین باطل ہوئی جس سے نہایت درجہ مستحکم ہونا اس دلیل کا کہ چودہ بندہ علمائے اہلسنت نے اس سے استدلال کیا ظاہر ہوا تو روایات عقد بدرجہ اولی غلط و باطل قرار پائینگی جو نہ صحیح بخاری مین ہے نہ صحیح مسلم نہ صحاح ستہ مین نہ کسی کتاب مشروط الصحۃ مین نہ مسانید معتمدہ مین معہ حکم صحت امام معتمد اور یہ تقریر ان لوگون کی صرف بمقابلہ شیعہ ہی نہین ہے جہان بغیر انکار قطعیات و یقینیات و متواترات چارہ نہین ہے بلکہ باخود ہا کی خانہ جنگیون مین بھی کسی روایت کی باطل کرنیکی یہی دلیل پیش کرتے ہین چنانچہ مولوی بشیر صاحب مرمنگی نے در بارہ من جاز الخ ناقل ہین لم یخرجہ احد من اصحاب الکتب الستۃ ولا رواہ احمد فی مسندہ ولا احد من الائمۃ المعتمد علی ما اطلقوہ ولا صححہ امام یعتمد علی تصحیحہ یعنی دلائل عدم صحت روایت مذکورہ مین کہتے ہین کہ یہ حدیث نہ صحاح ستہ مین ہے نہ مسند احمد مین نہ کسی امام معتمد نے اسکی روایت کی ہے نہ کسی امام معتمد نے اسکی صحت کا حکم کیا ہے پس ان روایات عقد کا نہ صحیحین مین ہونا نہ صحاح ستہ مین نہ کسی کتاب ملتزم الصحۃ مین دلیل قطعی بطلان روایات مذکورہ ہے جسمین اہلسنت کوئی عذر نہین کرسکتے فان اقرار العقلاء علی انفسہم مقبول یعنی مقر کا اقرار اوسپر حجت ہوتا ہے اور یہ تقریر میری مثل تقریر لاطائل اہلسنت از راہ مجادلہ و ہٹ دھرمی کی نہین ہے بلکہ مطابق واقع و تحقیق کیونکہ درمیان حدیث غدیر اور ان روایات عقد کے بڑا فرق ہے اسلئے کہ حدیث غدیر وہ حدیث متواتر ہے جسکا خلافت جناب امیر پر نص ہونا آفتاب کی مانند کسطرح نمایان ہے

چنانچہ امام غزالی اور حکیم سنائی اور شیخ فریدالدین عطار اور محمد بن طلحہ شافعی
اور سبط ابن جوزی اور محمد بن یوسف بن محمد گنجی شافعی اور سعیدالدین فرغانی
اور ابن رزاق اور شہاب الدین دولت آبادی ملک العلما اور علامہ محمود ...
امیر یمانی اور مولوی محمد اسمعیل برادرزادہ شاہ عبدالعزیز وغیرہ کی تصریحات سے
ظاہر و باہر ہے کما فصل فی العبقات[۱] پس ایسی روایت کا نقل نہ کرنا عموماً اہلسنت سے خصوصاً
بخاری مسلم سے جائے تعجب نہیں ہے کہ انہوں نے ایسے معتبر ترین روایت کو جس سے سارا مذہب
اہلسنت باطل ہوتا ہے حذف کر دیا کیونکہ خود اکابر اہلسنت نے تصریح کی ہے[۲]
کہ عادت بخاری سے ہے کہ روایات فضائل جناب امیرؑ میں دیدہ و دانستہ
اغماض کرتا ہے اور قطع و برید کر لیتا ہے اور بوجہ قدح و جرح قطان
دربارہ امام جعفر صادقؑ روایت نہ کرنا حضرت سے اور دیگر ائمہ ہدیٰ سے
از قبیل مشہورات[۳] ہے بخلاف اسکے ان روایات وقوع عقد کو نہ ذکر کرنا
دلیل قوی اسکی ہے کہ یہ روایات اوسکے نزدیک بھی موضوعات و مفتریات
سے تھیں جبھی تو نہ ذکر کیا کیونکہ بدانست اہلسنت جو فضیلت و منقبت خلیفہ دوم
اس امر سے ثابت ہوتی ہے دوسرے کسی امر سے یہ فضیلت نہیں نکلتی
اور اوسکو مشہور بھی کہتے ہیں پس ایسے منقبت عظمی کو نہ ذکر کرنا خصوصاً
بخاری کا جنکی محبت و ولا خلیفہ دوم کے ساتھہ محتاج تشریح نہیں دلیل قوی ہے
بطلان و عدم صحت روایات مذکورہ پر اور باوصفیکہ بتصریح مولوی حیدر علی
صحیحین میں دو سو سے زیادہ حدیث ضعیف اور موضوعات بیان کی ہیں
بھی ان روایات کا اوسمیں مندرج ہونا دیگر صحاح میں منقول ہونے ...

[۱] از صفحہ ۲۳۴ لغایت ۲۶۰ جلد رابع از مجلدات حدیث غدیر عبقات الانوار مطبوعہ لکھنو
[۲] کما فی المجلد الاول من استقصاء الافحام نقلا عن ... صفحہ ۹۰۸
[۳] تفصیل اسکی ذوالفقار ... جلد اول میں بیان کر چکے ہیں
[۴] قطع و برید بخاری در فضائل امیر علیہ السلام

کہ یہ سب ایسی موضوعات اور مفتریات سے ہین کہ بخاری و مسلم وغیرہ نے
دوسرے موضوعات کے برابر بھی اسکا وزن نہ سمجھا جو اپنے صحاح مین داخل
کرتے **حالانکہ** اگر یہ روایات ان صحاح مین (جو حقیقۃ ستام ہین) مذکور بھی
ہوتی تو شیعو پر حجت نہین ہو سکتی تھی بلکہ خود اہلسنت بھی اوس سے استدلال
نہین کر سکتے تھے کیونکہ اکابر اہلسنت نے بھی صحیحین کی تقدیح کی ہے چنانچہ
کلام مولوی حیدر علی سابقاً مذکور ہوا **و التفصیل** فی منتہی الکلام و استقصاء الافحام
و عبقات الانوار جس ایسی مہمل روایات سے ایسے مطلب عظیم پر استدلال کرنا بے خبری اور بے عقلی کی
داد دینا ہے **دلیل دوم** یہ کہ مسند امام احمد بن حنبل کے بارہ مین حضرات اہلسنت فرماتی ہین سات
لاکھ حدیث سے انتخاب کرکے اسکو لکھا ہے اور اوسکو امام بنایا ہے
جو روایت اسمین نہ پائی جائے اوسکی اصلیت نہین ہے اور قابل
حجت نہین ہے جیسا کہ طبقات شافعیہ امام سبکی و مفتاح کنز الدرایۃ مین
مرقوم ہے اور کلام صارم منکی سابقاً مذکور ہوا پس اوسمین بھی اس روایت
نہونے سے جیسا کہ منقولات ابن حجر مکی و حیدر علی وغیرہ سے ظاہر ہے
اس قصہ کا بے اصل ہونا ثابت ہوا **دلیل سوم** یہ کہ اگرچہ صحیحین بلکہ
صحاح ستہ و مسند امام احمد مین نہ مذکور ہونا ان روایات عقد کا خود غیر صحیح
اور بے اعتماد ہونے کے لیے ان روایات کی دلیل کافی ہے مگر
بنظر مزید توضیح دوسرے بعض حالات انکے اجمالاً حوالہ قلم ہوتے ہین
کیونکہ یہ سب روایتین دو حال سے خالی نہین ہین یا بلا سند ہین یا با سند
... کتب ... ہین جو ... سے ... یا درج کتب حدیث ہین یا درج

منہ
استقصاء الافحام
منہ
عبقات الانوار
دلیل سوم

تواریخ **قسم اول** احادیث بلا سند یعنی مندرجہ کتب احادیث ہیں جنکے
عموماً غیر صحیح ہونے کے لیے یہی دو وجہ ہے شاہ عبدالعزیز صاحب کے کافی ہیں کہ
ایک مقام پر فرماتے ہیں اعتبار حدیث نزد اہلسنت بیافتن حدیث در کتب
مسندہ محدثین است مع الحکم بالصحۃ و حدیث بے سند نزد ایشان شتر
بے مہار است کہ اصلا گوش بآن نمی نہند **اور** بذیل حدیث تشبیہ فرماتے ہیں
و قاعدہ مقررہ اہلسنت است کہ حدیثی را کہ بعضے ائمہ فن حدیث در کتابے
روایت کنند و صحت ما فی الکتاب را التزام نہ کردہ باشند مثل بخارے و مسلم
و بقیہ اصحاب صحاح و بصحت آن حدیث بالخصوص صاحب آن کتاب
یا غیر او از محدثین ثقات بتصریح نہ کردہ باشند قابل احتجاج نیست زیرکہ جماعۃ
از محدثین اہلسنت کہ در طبقہ متاخر پیدا شدند مثل دیلمی و خطیب و ابن عساکر
چون دیدند کہ احادیث صحاح حسان را متقدمین مضبوط کردہ رفتہ اند و جائے
سعی نماندہ مایل شدند بجمع احادیث ضعیفہ و موضوعہ و مقلوبۃ الاسانید و المتون
تا بطریق سابقین یکجا فراہم آوردہ نظر ثانی نمایند و موضوعات را از حسان
المغیرہا ممتاز سازند بسبب قلت فرصت و کوتاہی عمر خود آنہا را این مہم انجام نشد
پس جو روایتیں دربارہ اس عقد کے بلا سند ہیں یا اونپر حکم صحت نہیں جاری
ہوا ہے وہ سب ہوا ہوگئیں کہ اہلسنت نہ اونپر کان دے سکتے ہیں نہ ان
شتران بے مہار کے مہار لے سکتے ہیں اور شیعے تو یوہیں اونکے روایات
کو گوشتر سمجھتے ہیں باقی رہے روایات **قسم دوم** بلا سند کے
جو درج کتب تواریخ ہیں پس اونکے بابین مولوی حیدر علی صاحب

ص ۸۸۹

ازالۃ الغین مین فرماتے ہین حال عدم اعتبار تواریخ از کتب فریقین مثل تالیفات و تفسیر صافی ملا محسن و منہاج شیخ ابو العباس آنقدر عیان است کہ محتاج بیان نیست پس بطلان ان روایات عقد کا جو درج کتب تواریخ ہین بخوبے ظاہر ہوا الحمد یہانتک تو اجمالی گفتگو اصل روایات بلا سند کے متعلق تہی اب ایک نظر اجمالی متعلق بہ متن احادیث اور دیکھہ لینا چاہیے

دلیل چہارم یہ ہے کہ کل روایتین اس عقد کی باسند ہون یا بلا سند کتب احادیث مین ہون یا کتب تواریخ مین وہ سب اسقدر مختلف اور روات اونکے ایسے مضطرب ہین کسیطرح توافق اونمین ممکن نہین چنانچہ جناب شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ فی فرادیس الجنان اسیطرف اشارہ فرماتے ہین کہ بعد عبارت منقولہ سابق درباب زبیر بن بکار فرماتے ہین اور حدیث بھی فی نفسہ مختلف ہے کہ کبھی یہ روایت کرتا ہے جناب امیر خود متولی عقد ہوے اور نکاح کردیا کبھی یہہ روایت کرتا ہے کہ عباس عم رسول نے عقد کردیا کبھی یہہ روایت کرتا ہے یہہ عقد بعد وعید و تخویف و تہدید بنی ہاشم واقع ہوا کبھی یہہ روایت کرتا ہے کہ رضا و خوشنودی سے عقد ہوا علاوہ برین بعض راویون کا یہ بیان ہے کہ عمر سے ایک لڑکا ہوا اور اوسکا نام زید رکھا بعض کا یہ بیان ہے کہ قبل اسکے بچہ ہو عمر قتل ہوا بعض کا یہ بھی بیان ہے کہ زید بن عمر کی بھی اولاد ہوئی اور بعضون کا قول ہے کہ زید قتل کیے گئے اور اونکی کوئی عقب باقی نہین اور بعضون کا قول ہے کہ زید مرگئے اور بعضون کا قول ہے کہ قتل ہوے بعض کا یہ بیان ہے کہ ماں بیٹے دونون ساتھ قتل ہوے بعض کا یہ بیان ہے کہ بعد زید ام کلثوم زندہ رہین بعض روات کا

یہ بیان ہے کہ عمر نے چالیس ہزار درہم مہر مقرر کیا بعض کا بیان ہے کہ ہزار درہم عوض دیا
بعض کا بیان ہے کہ پانچ سو درہم مہر تھا پس اس کثرت اختلاف رواۃ سے معلوم ہوا
کہ یہ روایت باطل ہے اور کسیطرح درست نہیں انتہی کلامہ الشریف
فتقویہ اللطیف اب ان اختلافون کے ساتھہ چند اختلاف و اضطراب اور
گذارش کرتا ہون کہ بعض رواۃ نے بیان کیا کہ خود عمر نے استدعا کے
حضرت نے نسبت فرزند جعفر کا عذر کیا اوسپر عمر نے کہا بخدا جو کچھ مجھے
اس حسن قرابت سے امید ہے کسیکو ایسی امید نہو گی پس اور العقد من یا آور د
علی جواب داد کہ بدرستیکہ من اور ا در نکاح تو دادم بعد اوسکے خلیفہ صاحب
بمقام روضہ تشریف لاکر حضار سے طالب مبارکباد ہوئے الخ ازالۃ الخفین ص ۹۴۱
بعض نے بیان کیا کہ عمر پیام عقد ام کلثوم نزد امیر المومنین علی فرستاد بجواب
فرمودند کہ ہنوز ام کلثوم صغیر ست فاروق بجوابش گفت کہ مقصود مین
خانہ داری نیست (اس روایت مین وقوع عقد کا مطلقا ذکر نہین ہے ص ۹۴۰ ازالۃ الخفین
بعض کا بیان ہے کہ عمر نے مکرر آمد و رفت اس مادہ مین کی تب حضرت نے
عذر صغر سنی کیا اوسپر عمر نے حدیث رسول بیان کیا حضرت نے زینت کر کے
عمر کے پاس بھیجا عمر نے کہلا بھیجا مین بہت خوش ہون اور راضی ہون
پس حضرت امیر او را عقد بست بخانہ عمر فرستاد و بعض کا بیان ہے کہ ص ۹۴۲ ازالۃ الخفین
حضرت نے فرمایا کہ اس بارے مین میرے ساتھہ دو امیر ہین پس دولت سرا مین
تشریف لاکر حسنین سے فرمایا کہ بیٹے مگر وہ سمجھا کہ بغیر تمہارے مشورے کے نکاح کرون ص ذخائر العقبی
بعض کا یہ بیان ہے کہ حضرت نے فرمایا بعد مشورہ جواب دینگے حسنین سے

مشورہ کیا ہمہ کس گفتند کہ در تزویج دریغ مکن اوسکے بعد حضرت نے عمر پاس بھیجدیا عمر نے
گلے سے لگایا بوسہ لیا پھر لوگون سے کہا کہ ہمنے علی سے درخواست کی
اونہونے تزویج کر دیا حضار نے کہا ایسے صغیرہ سے عقد کرنے کا کیا نتیجہ
عمر نے حدیث رسول بیان کی بعض کا یہہ بیان ہے کہ حضرت نے حسنین ع ص ۹۴۳ ازالۃ الغین
سے فرمایا عمر سے نکاح کردو اوسپر امام حسین ع نے فرمایا وہ عورت ہین مثل با
سایر زنان اپنی امور مین مختار ہین اسپر جناب امیر ع غضبناک ہو کر چلے امام حسن ع نے
دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ جو فرماتے ہین بجا لاتے ہین تب عقد واقع ہوا بعض کا ص ۱۵۹ صواعق محرقہ
یہ بیان ہے کہ حسنین ع سے حضرت نے مشورہ لیا امام حسین ع ساکت رہے
امام حسن ع نے تعریف عمر بیان کی اوسپر حضرت نے عمر کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا
کہ مطلب تمہارا بر آئے عمر نے گلے سے لگایا اور حضار کو خبردار کیا کہ اسنے
ہم عقد کیا چاہتے ہین بعض کا بیان ہے کہ حضرت نے عباس اور عقیل ص ۱۵۹ صواعق محرقہ
سے مشورہ کیا عقیل منع نمود اوسپر حضرت نے عباس ع سے کہا کہ یہ کلام عقیل
خیر خواہی نہین ہے بعد اوسکے عقیل سے کہا متصنو عمر فقط عمل بر حدیث ص ۹۴۴ ازالۃ الغین
رسول ہے کہ ہر سبب و نسب منقطع ہوگا بعض کا بیان ہے حضرت نے
عباس اور عقیل اور امام حسن ع سے مشورہ لیا حضرت عقیل غضبناک ہوے
اور کہا جسقدر زمانہ کو امتداد ہوتا ہے اور ایام و شہور گذرتے ہین
معاذ اللہ تمہاری عقلین بڑہتی جاتی ہین واللہ اگر تمنے ایسا کیا تو آیندہ ہوگا اور ہوگا یعنی فساد عظیم
قایم ہوگا الخ بعض کا بیان ہے کہ حضرت عباس نے جناب امیر کو سمجہا بوجہا کر خود عقد کر دیا بعض کا ص ۲۱ ذخائر العقبیٰ
بیان ہے عمر نے ساق کہولا بعض کہتے ہین بوسہ لیا بعض کہتے ہین گلے سے لگایا ص ۱۴ اسماء الرجال مشکوۃ

بعض [illegible] کرتے ہیں

[illegible]

[illegible] ہو دگی و نیا چاہئے

[illegible]

[illegible] آسودہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اختلاف ہیں جنکو اصل کتاب [illegible] جمیل و بسط تمام [illegible]

بھی کچھ مذکور ہوا ہے کیفیت اختلاف روایات و اضطراب رواۃ اس امر میں [illegible]

اور اضطراب بھی ایسا کہ کسیطرح جمع و توفیق ممکن نہیں پس خود اس اختلاف

[illegible]

اور اضطراب سے بھی یہہ روایات باطل و غلط ٹھہرتی ہین چنانچہ شہید ثانی علیہ الرحمہ درایہ مین

فرماتے ہین اضطراب مانع عمل ہے بالبدیہہ الضعف یعنی اگر کسی حدیث کے متن یا سند مین

ایسا اختلاف ہو کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح ممکن نہو تو اسطرح حدیث پر عمل کرنا قطعاً

ناممکن ہے دوسرے مقام پر فرماتے ہین ہر گاہ یا یکی از دو روایت موافق

و تابع اضطراب بہ احد الطرفین عمل نمیتوانکرد اور دوسرے مقام پر

فرماتے ہین تعدد روات چون بایین رنگ باشد کہ ہر یکے در قصہ واحد خبر

روایت کنند کہ مخالف دیگر روایات تواند و مسئلہ صحت خبر مشتبہ شود اور جناب

حیدر علی نے کہا اذا تعارضا تساقطا یعنے جب دو روایتین باہم خلاف ہونگی

تو دونون ساقط کردی جائینگی اور جہان بیسیون آپس مین متضاد ہین بھی اختلاف

بیان دلیل کذب و افترا ہے پس یہ روایات ساقط الاعتبار محض بیکار

قرار پاتی ہین کیونکہ ان روایات مین جسقدر اضطراب و تخالف ہے غالباً

دوسری روایات مین نہو پس اس روسے بھی یہ روایات غلط و بے بنیاد

قرار پائے فقولوا جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا افسوس

کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدری مین ہر ہر روایتونکے سبب ضعف کو کس کس

خیال سے یہہ حدیثین مختلف بنائی گئین بخوبی لکھا ہے بوجہ اختصار یہان

بیان اختلافات پر اکتفا ہوا دلیل پنجم روایات سند کی عدم صحت

اور موضوعیت سے متعلق ہے افسوس کہ یہہ بحث اصل کتاب ذوالفقار حیدری

جلد پنجم مین اس توضیح و تفصیل سے لکھی گئی ہے کہ خلاصہ کرنا اوسکا اگر

محال نہین تو دشوار ضرور ہے کیونکہ ہر ہر روایت کے راوی کی تضعیف و

دلیل پنجم

Presented by www.ziaraat.com

وتکذیب بلکہ اوسکے ناقلین کے مقدوحیت درجن جن کتابون مین یہ روایتین
درج ہوئین اونکی لغویت اور بطلان باقرار علمائے خود اہلسنت نہایت بسط سے
دکھائے گئے ہیں حتے کہ ایک روایت بھی ان عیوب سے جنکو اہلسنت ابطال
روایت مین پیش کرتے ہین خالی نہین ناظرین باتمکین ہنین ان بعض روایتون
جنکا حال بالاختصار یہان مذکور ہوتا ہے سمجھ سکتے ہین ع قیاس کن
زگلستان من بہار مرا۔ روایت اول ازالۃ الغین مین ہے — ص ۹۲۶ ازالۃ الغین
اصابہ ابن حجر عسقلانی مین کہا ابن ابی عمر مقدسی نے حدیث کیا
سفیان نے عمرو سے اوسنے محمد بن علی سے کہ عمر نے خطبہ کیا ام کلثوم
بنت علی کا جناب امیر علیہ السلام نے صغر سنی بیان کیا لوگون نے عمر سے کہا
کہ حضرت نے تمکو رد کیا دوبارہ عمر نے اصرار کیا حضرت نے کہا مین تمہارے
پاس بھیجتا ہون اگر تم راضی ہو تو وہ زوجہ تمہاری ہے جب ام کلثوم
عمر کے پاس آئین تو عمر نے ساق کو کھولا ام کلثوم نے کہا اگر تو امیر المومنین
نہوتا تو تیری آنکھ پھوڑ دیتی انتہی یہ اصل روایت ہے راوی اسکے
سفیان ہین جنکی تدلیس پر تلبیس مشہور ہے کیونکہ سفیان دو ہین سفیان — سفیان
بن عیینہ صاحب تفسیر اور سفیان ثوری یہہ دونو بزرگ تدلیس کرتے تھے
جیسا کہ شرح الشرح نخبۃ الفکر ملا علی قاری مین ہے کہ اعمش اور ثوری — عمش بن اسحق
یعنے سفیان ثوری اور ابن عیینہ یعنے سفیان بن عیینہ اور ابن اسحق
وغیرہ تدلیس کرتے تھے یعنے روایت ہی اور کیسکی نسبت کرتے ہین — وصف تدلیس
دوسرے کیطرف علامہ ابن جوزی تدلیس کو تلبیس ابلیس سے کہتے ہین و خیانت — تدلیس و تلبیس

شرع مطہر جانتے ہین اور کتاب الموضوعات ابن جوزی مین ہے کہ تدلیس
اعظم خیانات شریعت سے ہے علامہ سیوطی تدریب مین شعبہ سے
ناقل ہین کہ زنا کرنا بہتر ہے تدلیس روایت سے تدلیس برادر کذب ہے
اور امعان النظر توضیح نخبۃ الفکر مین ہے کہ جس شخص نے ایک مرتبہ
تدلیس کی وہ مجروح ہوا اور روایت اوسکی ہمیشہ کو مردود ہوے
صف ۲۴۹ تحفہ خود شاہ صاحب نے بھی تدلیس کو کذب سے تعبیر کیا ہے چنانچہ فرمایا ہین
نیز اطلاق کنند بر خبر کاذب الاسناد کہ راوی سماع آن خبر از شخصے دارد
ونسبت میکند اورا بہ پدر او یا جد او انتہے پس جب دونون سفیان مبتلائے
تدلیس ہوے کہ روایت ہو اور کی نسبت کرین دوسری طرف حالانکہ وہان
نہ شرکت نام ہوتی ہے نہ باعث اشتباہ تو ان بزرگون کے آگے
ہوا خواہی خلیفہ دوم ایک ام کلثوم کا حال دوسرے ام کلثوم کیطرف
منسوب کر دینا کون بڑی بات ہے بہر کیف یہ روایت سفیان کی کاذب
وباطل ومردود قرار پای خواہ سفیان ثوری ہون خواہ سفیان بن
عیینہ حالانکہ سفیان بن عیینہ بشہادت یحیی بن سعید آخر عمر مین مختلط ہو گیا تہا
ص ۱۶۶ میزان الاعتدال کہ اس زمانہ کی روایتین لاشی ہو گئین جیسا کہ حاشیہ کاشف اور میزان الاعتدال
مین ہے اور قبل اسکے بھی زیادہ نسبت احادیث مین غلطی کرتا تہا اور
سفیان ثوری علاوہ برآن کہ تدلیس پر تلبیس انکے ابلیس سے بھی زیادہ
مشہور ہے جیسا کہ میزان الاعتدال تہذیب التہذیب تقریب التہذیب
کتاب التبیین لاسماء المدلسین وغیرہ مین مذکور ہے مخالفین اور معاندین

Presented by www.ziaraat.com

اہلبیت طاہرین سے ہے کہ ہمیشہ ان حضرات طیبات پر فسق و فجور کا اور شکوک
تہمت لگانا اہلبیت طاہرین پر کوئی مشکل ہے تا اینکہ جناب امام جعفر صادق
علیہ السلام نے اپنے شیعوں کو امت کے ظہور سے نکال دیا [illegible]
[illegible] آیا اگر یہ تجھسے مجھے ضرر پہنچیگا اور [illegible]
جیسا کہ [illegible] امام [illegible] عراقی [illegible] زیادہ [illegible]
[illegible] محمد بن طلحہ شافعی نے تذکرہ [illegible] ابن حجر [illegible]
ابن صباغ مالکی عقد الفریدی و میر مصطفوی شیخ عبد اللہ [illegible]
[illegible] ہے نقل ہوا ہے [illegible]
[illegible] جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ حضرت جبہ خز
پہنے ہیں سفیان نے اس پر اعتراض کیا کہ آپ اہلبیت نبوت میں ہیں اور ایسا
لباس پہنتے ہیں حضرت نے اوس کو باطن کو دکھا دیا کہ دیکھ یہ لباس ظاہری
ہمارا غنی ایسا ہے اور اپنے نفس کشی کے لیے جو نیچے اسکے
ملصق بہ بدن ہے کیسا گندہ اور خشن ہے قربان اعجاز نمای امام برحق
کہ بعد اوسکے سفیان کے ظاہر و باطن کا حال دکھا دیا کہ فریب دہی عوام
کے لیئے تو ظاہری لباس ایسا گندہ اور پشمی جبہ پہنے ہے اور نیچے اوسکے
جو بدن سے ملصق ہے وہ کپڑا ایسا نرم اور ملایم ہے کہ پوست اندرون
بیضہ کے ملایمت اوس سے کم ہے یہی حال ہے اہلسنت کے اولیاء اللہ
مشایخ تصوف کا بعد اوسکے حضرت نے فرمایا اے سفیان تو زیادہ
ہمارے پاس نہ آیا کر کہ تجھسے مجھکو ضرر پہونچیگا اور تجھسے تجھکو ضرر پہونچیگا اور

[illegible]

Presented by www.ziaraat.com

اور پہلے ... [illegible] ... کہ جب ... [illegible]

... بیان کرتے ... [illegible] ... گا ... [illegible]

... کہ ... گیا تو حضرت ... [illegible]

زیادہ حدیث ... [illegible]

... بیان ... سے فرمایا تو وہ ... [illegible]

اور تو اونکے پاس آمد و رفت ... [illegible]

صفحہ ۱۲۱۵ ... انوار ج ۲ — صفحہ ۵۰ استقصاء الافحام ج ... بیان ... [illegible]

... روایت ... [illegible]

بار ... دولت ... اور ... [illegible]

زیادہ حدیث بیان کرنیکو فرمایا ... [illegible]

... [illegible] ... صلی اللہ علیہ ... [illegible]

... بیان ... کہ جیسا حضرت ... [illegible]

... اس ... [illegible]

... [illegible]

قلب و جگر کو رعشہ ہوتا ہے آخر سبط ابن جوزی کو بھی باوصف تعصب [illegible]

اسلام کا جوش آہی گیا اور اس روایت کو اپنے نانا کی کتاب سے نقل کرکے

صفحہ ۹۲ ازالۃ الخفین — باطل کر دیا جیسا کہ مذکور ہوا بہر کیف اس روایت کے موضوع اور باطل

صفحہ ۳۴۳ اصابہ — ہونے میں کوئی عذر نہیں رہا دوسری روایت بنقل ازالۃ الخفین

از اصابہ روایت کیا ابن وہب نے عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے اور

زید سے اونسنے اسلم سے کہ عمر نے نکاح کیا ام کلثوم سے اور چالیس ہزار
درہم مہر دیا اولاً اس روایت سے کسیطرح حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر
علیہ السلام کی تخصیص و تعیین نہیں سمجھے جاتے کیونکہ صرف نام ام کلثوم
کے متعلق ہے اور سابقاً مذکور ہوا کہ خلیفہ دوم کی دو جورو دونکا نام ام کلثوم
تھا پس اونہیں دونوں میں کسیکا مہر ہوگا کما مر لیس ایسی روایت سے تعیین نکاح
حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام پر استدلال کرنا داد خبط دینا ہے ثانیاً
عبدالرحمن بن زید بتصریح میزان الاعتدال وکاشف وحاشیہ کاشف (صفحہ ۲۴۶ میزان الاعتدال جلد اول)
باستشہادت یحیٰی بن معین وعثمان دارمی وابن منکدر واصبغ وقتیبہ وہشام
وبخاری وابوحاتم وابن مدینی ونسائی ضعیف ہے اور یحیٰی نے کہا لیس بشئ
اور ابن مدینی نے کہا کہ کل اولاد زید بن اسلم میں کوئی ثقہ ومعتمد نہیں ہے پس
یہ شخص بطرح علو وخصوصاً ضعیف ولیس بشئ وغیر ثقہ قرار پایا ہے کہ مولوی
عبدالحی نے بھی اپنی سعی مشکور میں اقرار کیا کہ تقی سبکی نے اقرار کیا ہے (صفحہ ۳۸۶ سعی مشکور)
کہ غفاری اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم ضعیف ہیں انتہی باقی رہا زید بن
اسلم خادم خاص خلیفہ دوم جیسا کہ ازالۃ الخفا میں ہے زید بن اسلم واو از موالی (صفحہ ۹۴۴ ازالۃ الخفا)
کہ آزاد کردہ عمر بن خطاب بود الخ پس خود خادمیت خلیفہ دوم بے اعتبار
کے لیے کافی ہے کہ اپنے آقائے نامدار کے لیے کیا کچھ بنایا ہوگا اور
حق نمک کیا کچھ ادا کیا ہوگا لیکن علاوہ اس وجہ کے میزان الاعتدال میں ہے (صفحہ ۱۵۲ میزان الاعتدال جلد اول)
کہ اہل مدینہ کو اسکے بارے میں کلام ہے اور عبداللہ بن عمر کہتے تھے کہ
قرآن کی تفسیر بالرائے کرتا ہے جسکے بارے میں یہ روایت ہے جو شخص

Presented by www.ziaraat.com

تفسیر قرآن کرے اپنی رائے سے وہ کافر ہوا کما فے مدارج النبوۃ اور
تذہیب التہذیب مین ہے کہا مالک نے زید بن اسلم من تلقاء نفس حدیث
صفحہ ۹۲ منتہی الکلام بیان کیا کرتا تھا اور مولوی حید علی نے بھی منتہے الکلام مین زید بن اسلم کے
روایت کو باوصف موافقت روایات صحیحین غیر معتمد قرار دیا چنانچہ کہا روایت
زید بن اسلم البتہ لائق احتجاج واعتقاد نخواہد بود پس نہین معلوم اہلسنت
ایسے شخص کی روایت اس امر مین کیونکر پیش کر سکتے ہین جو خلیفہ دوم کا
غلام اور غلام زادہ تھا کہ بوجہ تفسیر بالرائے کافر ہوا اور اپنی خواہش
نفسانی سے حدیثین گڑھا کرتا تھا لیس یہ روایت بھی باطل ہوی اور مصنوعیت
صفحہ ۹۲ ازالۃ الغین اوسکی بخوبی ثابت ہوئی **تیسری روایت** بنقل ازالۃ الغین اصابہ سے
کہا زبیر نے کہ بطن ام کلثوم سے زید ورقیہ پیدا ہوے ام کلثوم و زید نے
ساتھہ وفات کی انتہے **اولاً** اس روایت مین بھی کوی تصریح اسکی
نہین ہے کہ یہ ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام ہین کسی لفظ سے
اس روایت کے یہ امر ثابت نہین ہو سکتا اور سابقاً مذکور ہوا کہ ام کلثوم بنت
جرول خزاعی زوجہ خلیفہ دوم کے بطن سے بالاتفاق زید بن عمر پیدا ہوا تھا
پس معلوم ہوا کہ یہ وہی ام کلثوم و زید ہے کہ بوجہ اشتراک نام حضرت
ام کلثوم علیہا السلام کیطرف نسبت ہوی جو باتفاق فریقین شریک
معرکہ کربلا تھین **ثانیاً** راوی اس روایت کا زبیر بن بکار ہے جسکا حال
سابقاً کلام جناب شیخ مفید اعلے اللہ مقامہ سے مذکور ہوا کہ دشمن جناب امیر تھا
علاوہ برآن احمد بن علی سلیمانی نے اسکو منکر الحدیث کہا اور واضعین حدیث

صـ ۱۴۵
قلمی جلد اول

مین شمار کیا جیسا کہ میزان الاعتدال علامہ ذہبی مین ہے کہ یہہ روایت ہی
باطل ہوئی اور موضوعات زبیر بن بکار مین شامل اگر ایسے موضوعات
پر بناے کار ہو تو اہل اسلام کا کہین ٹھکانا نہ رہیگا۔ اور یہہ صنعت اس واضع
ناصبی کی کچھ ایسے ہی مقامون پر موقوف نہین ہے جس سے کسر شان اہلبیت
طاہرین ہو اور اعلاے مراتب فاروقی بلکہ خلیفہ اول کی زوجہ بی بی
عایشہ کی مان ام رومان کی بزرگی جتاتے کے لیئے یہہ روایت بنائی
کہ جب ام رومان نے انتقال کیا تو سرور عالم جناب رسالت مآب اونکی
قبر مین اوترے اور دعاے مغفرت فرمائی اور کہا کہ جسکو حور العین کے
دیکھنے کا شوق ہو وہ ام رومان کو دیکہ لے چنانچہ یہہ روایت موضوع
اسدرجہ مشہور و معروف ہوے کہ اعاظم دین ائمہ اہلسنت نے مثل ابن السکن
اور خطیب بغدادی و ابو عمر صاحب استیعاب و قاضی عیاض و ابراہیم
ابن یوسف صاحب مطالع الانوار و ابو القاسم سہیلے و ابو الفتح اندلسی
و حافظ مزی و امام ذہبی و ابو سعید صلاح الدین وغیرہ نے صحیح بخاری کے
اوس حدیث افک پر اعتراض کرنا شروع کیا جسکا راوی مسروق ہے
ام رومان سے بر بنیاد اسکے کہ ام رومان تو عہد رسول مین وفات کر چکی تہی
اور مسروق بعد وفات سرور کائنات آیا پہر ملاقات کیونکر ہوی جو روایت
کرے چونکہ صحیح بخاری پر الزام سخت آتا تہا کہ ایسی روایت منقطع درج صحیح
ہوی لہذا علامہ ابن حجر عسقلانی کو جوش آیا اور سارے محققین کو فاسق کیا
اور ثابت کر دیا کہ یہہ حدیث محض غلط اور وضعیات زبیر بن بکار اور واقدی

صفحہ ۲۵۰
کتاب المناقب و المغازی
حدیث الافک

واقدی سے ہے چنانچہ فتح الباری مین بعد نقل اقوال معترضین فرماتے ہین
کہ بنیاد انکی اعتراضات کی واقدی اور زبیر بن بکار کے اس روایت پر ہے
کہ ام رومان نے سنہ ۶ ہجری مین وفات کیا حالانکہ بخاری نے تاریخ اوسط
و صغیر مین اس قول کے غلطی کیطرف اشارہ کیا ہے اور ابراہیم حربی نے
بیقین بیان کیا ہے کہ مسروق نے پندرہ برس کی سن مین بعہد خلافت
عمر ام رومان سے سماعت کی کیونکہ ولادت مسروق سال ہجرت مین ہے
اسی وجہ سے ابو نعیم اصبہانی نے کہا کہ ام رومان بعد وفات آنحضرت
زندہ رہی اور خطیب وغیرہ کا اعتراض بربنائے قول واقدی و زبیر بن بکار ہے
جو صحیح نہین کیونکہ بروایت احمد مین عائشہ سے منقول ہے کہ جب آیہ تخییر نازل ہوا
تو حضرت نے مجھسے ابتدا کی اور فرمایا کہ ایک بات مین تجھسے کہتا ہون مگر
اسمین جلدی نہ کرنا جبتک اپنے باپ ابوبکر اور ماں ام رومان سے مشورہ
نہ لیلو اور صحیحین مین بھی یہ روایت ہے مگر ام رومان کا نام نہین ہے اور آیہ
تخییر سنہ ۹ مین نازل ہوا پس اس سے معلوم ہوا کہ جسوقت واقدی اور
زبیر بن بکار نے وفات بیان کی اوسوقت ام رومان نہین مرے تھے پھر کیف
اس عبارت طولانی سے معلوم ہو کہ ابن حجر عسقلانی نے کسطرح واقدی
اور زبیر بن بکار والی روایت کو جسمین کمال فضیلت مادر بی بی عائشہ ہے
باطل کیا اور ان دونون کی لغویت اور بے اعتمادی اور غلط بیانی
ثابت کی پس ایسے شخص سے کے یہہ روایت باوصف عداوت اہلبیت علیہم السلام
کیونکر یہ موضوع قرار دیا نہ جائیگی حالانکہ جن دلائل سے عسقلانی نے روایت

وفات ام رومان کو باطل کیا انہین دلایل سے یہہ بہی باطل ہے مگر ظاہرین
یہین سے سمجھ سکتے ہین کہ غلط قصے کسطرح مشہور ہو جاتے ہین کہ اتنے
اتنے اکابر علمانے ایسے موضوعات کی بنیاد پر صحیح بخاری کو مقدوح کیا
پس جہان فضیلت عمر اور توہین اہلبیت دونون غرضین شامل ہون وہان
ایسی وضعی روایت کا مشتہور ہونا کون بڑی بات ہی ہاے افسوس
صحیح بخاری کے برابر بہی اہلبیت نبوی صلعم کی قدر نہین جو کسیکو جوش آسکے
اور ان وضاعین و کذابین کی پردہ دری کرے **چوتھی روایت**
بنقل ازالۃ الخفین از اصابہ ابوبشر دولابی سنے بطریق ابن اسحق روایت کی ص ۹۲۷
کہ جب بیوہ ہوئین ام کلثوم بنت علی عمر سے الخ تا آخر روایت یہ ابن اسحق چوتھی روایت
وہ بزرگ ہین کہ اہلسنت کے یہان علم سیر و مغازی انہین پر موقوف ہے سعید
بن حجاج انکو امیر المومنین فی الحدیث کہتے ہین مگر دیگر ائمہ دین اہلسنت ان کو
کذاب ور دجال بناتے ہین چنانچہ میزان الاعتدال مین ہے کہا ابوداود ص ۲۸۸
کہ ابن اسحق قدری معتزلی ہے اور سلیمان تیمی نے کہا کہ کذاب ہے یحیی نے بہت
بڑا جہوٹا ہے ہشام بن عروہ نے کہا کذاب تہا یحیی بن سعید اور مالک
ابن اسحق کے بارے مین جرح کرتی تہے ابن ادریس سے روایت ہی کہ
مین مالک کے پاس بیٹہا تہا کہ کسینے کہا ابن اسحق کہتا ہے علوم مالک ہمارے
پاس لاؤ کہ ہم اسکے بیطار ہین مالک نے کہا وہ دجال ہی منجملہ دجالون کے
اسنے کہا ابن عیینہ نے کسینے ابن اسحق کو مسجد خیف مین دیکہا پس مجہکو شرم
آئے کہ کوی مجکو اوسکی پاس نہ دیکہے کہا یحیی نے تعجب ہے کہ ابن اسحق

ابن اسحق دجال ہے

ف رد ابن اسحق کذاب

اہل کتاب سے روایت کرتا ہے اور شرحبیل کے روایت نہین مانتا کہا یحییٰ قطان نے مین گواہی دیتا ہون کہ ابن اسحاق کذاب ہے کہا دراوردی نے مین صحبت ابن اسحاق مین بغرض تحصیل علوم بیٹہا تہا کہ ابن اسحاق کو ہنیک سے آئے بیدار ہوکر کہا ابہی مینے خواب مین دیکہا کہ کوی مسجد مین آیا ہے اور اوسکے ہاتہ مین رسی ہے ایک گدہے کی گردن مین ڈالکر کہینچتا ہوا لیجاتا ہے اس خواب کے بیان کرنے کو تہوڑی دیر نہ گذری تہی کہ ایک آدمی ہاتہ مین رسی لئے ہوئے آیا اور ابن اسحاق کی گردن مین ڈالکر بادشاہ کے پاس لیگیا اور اسپر تازیانہ لگائے گئے کہا محمد بن سمعیل نے کہ خاص ابن اسحاق کے ہزار روایتین ہین جنکو دوسرا کوی نہین روایت کرتا انتہے اور علامہ ابو الفتح اندلسی عیون الاثر مین فرماتے ہین کہ یحییٰ قطان نے کبہی ابن اسحاق سے روایت نکی اور امام مالک نے کہا ایک دجال ہے منجملہ دجالون کے اور ہشام بن عروہ نے کیسی کہا کہ ابن اسحاق یہہ حدیث بیان کرتا ہے اوسپر ہشام نے کہا کذب الخبیث خبیث جہوٹہا ہے یہہ دشمن خدا کذاب میری زوجہ سے روایت کرتا ہے بہلا کہان دیکہا اوسکو کہا مالک نے کہ ابن اسحاق کذاب ہے تا آخر عبارت طولانی عیون الاثر پس اگر ایسے دجال بلکہ خر دجال اور کذاب کے روایت سے استدلال اہلسنت درست ہو تو پہلے ورام کے قصون سے اہل اسلام کیون نہ ملزم ہونگے اب یہان سے اوس حدیث کی بہی بخوبی تصدیق ہوگئی جسکو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب دجال خروج کریگا تو مجہہ مین عثمان اوسکی متابعت کرینگے جیسا کہ میزان الاعتدال اور مغنی اور لسان المیزان مین

ف خواب ابن اسحق کذاب

صفحہ ۱۵۳ میزان الاعتدال جلد اول

ہے اور ذہبی اور حافظ ابن حجر نے اوسکی تصحیح کی ہے کیونکہ اس رجال لیعنے
ابن اسحق کی روایت کو دوستداران عمر وعثمان کس بشاشت سے قبول کرتے ہین
اور اہلحق یعنے شیعہ کے روبرو پیش کرتے ہین امر حق کو کسیطرح نہین مانتے
اور اس رجال کذاب کے پیروی پر اڑے ہین بہرکیف مولوی حیدر علی ... کے
اوس فقرہ کا بخوبی جواب ہوگیا جو رواۃ شیعہ کے بارہ مین نقل کیا تھا کہ روایات
چندے از اباالسہ و دجاجلہ کہ نقیض این احادیث ست حوالہ می کنند کیونکہ خود
انھین حضرات کی روات دجال بلکہ فرد جال قرار پائی پانچوین روایت
بنقل ازالۃ الغین ازاصابہ عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ بہرحال یہ بہرا در بہم
مضمون وہی ہی جو عبدالرحمن بن یسن اسلم کی روایت کا مضمون ہے بہرکیف
یہ عطاء خراسانی عقیلی کے نزدیک ضعفا مین سے ہے اور کذاب ومفتری
بھی ابن حبان نے بھی ضعفا مین شمار کیا ہے اور اوسکی روایات سے استدلال
کرنیکو باطل قرار دیا ہے اور بخاری نے اوسکی روایات کو مقلوب الاسانید
کہا جیساکہ میزان الاعتدال ذہبی مین ہے اور انساب سمعانی مین ہے
کہ ردی الحفظ تہا وہم وخطاء وخلل مین گرفتار تھا اوسکی روایات سے
استدلال کرنا باطل ہے انتہے پس ایسی ضعیف وکاذب مفتری کی روایت
مقلوب الاسانید سے بمقابلہ اہلحق استدلال کرنا کیونکر زیبا ہے کہ خود ان
اکابر نے اوسکی روایات کو باطل کردیا والحمدللہ وکفی اللہ المومنین القتال چھٹی
روایت ازالۃ الغین مین ہے نورالدین حسینی از رئیس المحدثین یعنے
دار قطنی روایت مینماید کہ ابوحنیفہ در مدینہ بشرف خدمت امام باقر

صفحہ ۲ مین مولوی حیدر علی کا نقل ہوا ۱۲ ف جواب عبارت مولوی حیدر علی

صفحہ ۸ وسق قلمی ج ۲

ص ۹۲۹

مشرف شدند در وقتیکہ باشندگان کوفہ را بسوے خود راہ نمیداد و انہا از نزد
خود نمی نشا نیند ابو حنیفہ گوید کہ من مطلب امام را فہمیدم و بسوی آنجناب
نشستم و گفتم کہ در حق ابو بکر و عمر چہ میفرمائی فرمود کہ خدا رحمت کند پریشان
عرض کردم کہ اہل کوفہ میگویند کہ تو از شیخین بیزاری فرمود کہ برب کعبہ قسم میخورم
کہ آنہا بر من افترا می کنند آیا تو نمیدانی کہ حضرت علی ابن ابیطالب دختر خود را کہ نام
او ام کلثوم بود از بطن مبارک حضرت فاطمہ زہرا پیدا شد بنکاح عمر داد و جد او
حضرت پیغمبر خاتم المرسلین ست و جدہ او حضرت خدیجہ کبرے سیدہ
اہل الجنۃ و برادرانش حسن و حسین سرداران اہل بہشت و عم او حمزہ و جعفر بن ابیطالب
اگر علی مرتضے عمر بن الخطاب را مستحق تزویج نمیدانست زینہار دختر خود را
کہ حالش دانستے بنکاح عمر نمی سپرد ابو حنیفہ میگوید کہ بعد ازین عرض کردم کہ
کاش این مضمون را باہل عراق در مکتوبے می نوشتے تا ایشان را معلوم میشد
کہ تو ازین تہمت مبرا ہستی فرمود کہ اہل عراق اطاعت نمیکنند ترا گفتم کہ
نزد من ہمنشین برگفتہ من عمل نہ کردی انہا کہ سر از شریعت می تابند سخن مرا کے
گوش میکنند انتہے اقول اولاً اس نقل سے مولوی صاحب کی نور الدین حسینی
سے بخوبی شاہ صاحب کی اوس تمام کی حالت ظاہر ہوئی جو تحفہ مین
اس روایت کے نسبت کتب شیعہ کی طرف کی اور کوئی نام اوس کتاب کا
یا راوی کا بھی نہ لکھا کیونکہ اگر کچھ اصلیت اسکی شیعونکی کسی کتاب مین ہوتے
تو کبھی مولوی صاحب اس روایت کو اپنے یہان کی روایت نہ بتاتے چونکہ تحفہ
جا بجا مین شاہ صاحب کی صرفت اس بارہ مین بخوبی ظاہر کی گئی ہے لہذا مولوی صاحب نے

نے اودہر اسکی انسبت نہ کی ور بخوف تفضیح اپنے ہی مفتریون کے سرڑھا
خیر شکر خدا کہ مولویصاحب کی بدولت اس افترا سے نجاۃ ملی ثانیاً موضوعیت
اس روایت کی ہر ہر لفظ سے تو اس بداہت سے ظاہر ہے کہ کسی عاقل کو ذرا تامل
بھی نہوگا بفور سماعت اسکے موضوعیت کا حکم لگا دیگا ثالثاً خلاف روایات
مذکورۃ الصدر ہے جسمین انکار اور اعتذار از جناب امیر اور ناراضی حضرت کی
یقیناً مذکور ہے مگر ہم ان امور سے قطع نظر کر کے اصل روایت اور سند کے
حالت بیان کرتے ہین کیونکہ ناقل اس روایت کے نور الدین حسینی ہین جو
مشہور بہ سید سمہودی ہین جنکے تصانیف سے تاریخ مدینہ اور جواہر العقدین
ہے فاضل رشید انکی شنا نین فرماتے ہین ما کتاب جواہر العقدین را ندیدایم
و مصنف انرا نمی شناسیم ذکر انیقسم مجہولین بجز ازاظہار حمق خود فائدہ نمی بخشد
پس مولویصاحب کی خدمت مین ہم بھی یہی مضمون بلاغت مشحون
فاضل رشید ادا کرتے ہین عطاے تو بہ لقاے تو کہ ایسے مجہولین سے
استناد خصوصاً بمقابلہ اہلحق بجز اظہار حمق خود فائدہ نمی بخشد باقی رہے
نقال اول یعنے رئیس المحدثین دار قطنی جنسے سید سمہودی نے نقل کیا
پس انکے بارے مین زیادہ کد کرنیکی ضرورت نہین ہی یہان صرف عبارت
منتہی مشکور پر کفایت کیجاتی ہے کیونکہ مولوی محمد بشیر تضعیف حدیث
من زار قبری مین فرماتے ہین کہ اس حدیث کو کسینے حفاظ مشہورین سے
صحیح نہ جانا اور ائمہ محققین نے اسپر اعتماد کیا بلکہ فقط امثال دار قطنی نے
روایت کیا ہے جو اپنی کتاب مین غرائب سنن کو روایت کرتا ہے

سید سمہودی

دار قطنی

ص ۳۳۰

اور بہت سی روایات منکرہ اور موضوعہ اسمین بھرتا ہے اور بعض جگہ
علت حدیث اور سبب ضعف و انکار بیان کرتا ہے انتہے مولوی عبدالحی
بجواب سکی فرماتے ہین کہ اس سے موضوع اور ضعیف واہی ہونا اس روایت کا
لازم نہین پس کچھ ضرور نہین کہ جو روایتین اسمین ہون وہ سب ساقط ہو جائین
تا آخر تقریرہ پس اس سوال و جواب اہل حدیث و حنفی سے دار قطنی کا
جامع غرائب سنن و مخرج روایات منکرہ و موضوعہ ہونا ثابت ہوا کیونکہ
مولوی عبدالحی نے جرح دار قطنی کو قبول کیا گو ایک روایت خاص
من زار قبری مین دوسرے خصوصیات سی وہ حکم عام کتاب دار قطنی نہ
جاری ہو مگر اصل کتاب کا مجموعہ غرائب سنن و موضوعات و منکرات
ہونا بخوبی ثابت ہو حالانکہ بنص امام ذہبی لفظ منکر الحدیث مثل الفاظ
دجال و کذاب و وضاع وغیرہ اردء عبارات جرح سے ہے کما فی مقدمہ
میزان الاعتدال بہر کیف اگر مولوی صاحب روایت ابو حنیفہ کو دربارہ
عقد جسے دار قطنی نے نقل کیا مثل روایت من زار قبری کے عیوب
موضوعیت و منکریت سی خالص کہینگے تو دیکھا جائیگا ابھی تو حکم [illegible]
اوسپر جاری ہے اور کیونکہ نہ جاری ہو کہ خود شاہ عبدالعزیز صاحب
نے [illegible] اعتمادی اوسکا [illegible] ہے چنانچہ فاضل [illegible]
[illegible] اصول حدیث [illegible]
[illegible]

و قبول در طبقهٔ اولے و ثانیہ نرسیدہ و رجال آن کتب موصوف بعدالت اند و بعضے مستور و بعضے مجہول واکثر آن احادیث معمول بہ نزد فقہاء نشدہ اند بالکہ اجماع بر خلاف آن منعقد شدہ اسامی آن کتاب انیست مسند دارمی مسند ابی یعلی موصلی مسند عبد بن حمید سنن دار قطنی الخ پس کتاب سنن دار قطنی کا مجموعہ روایات مستورین و غیر عادلین و مجہولین ہونا مسلم ہوا اور خود دار قطنی کی بہی عظمت تحقیق بخوبی معلوم ہوگئی پس کیا تماشا ہے کہ اپنی خانہ جنگی اور تحقیقات واقعی مین تو روایات دار قطنی کو موضوعات و منکرات سے قرار دین اور بخلاف اجماعیات بتائین اور شیعون کے سامنے اس بشاشت اور مسرت سے اوسکے موضوعات کو پیش کرین سبحانک هذا شیء عجیب

باقی رہے راوی اول اس روایت کے اہلسنت کے امام اعظم ابو حنیفہ کوفی پس بہری کیا مجال جو اونکی شان والا مین کچہ کہ سکون اہی اونکی امت حنفی لوگ سر کہا ئینگے دماغ چاٹ جائینگے مگر چونکہ تحقیق روایت کا واسطہ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل ہان چند شہادتین بڑے بڑے ائمہ دین اہلسنت کی اوسکے بارہ مین [illegible] قول [illegible] ہین کہ جنکا قول [illegible] اشارہ کافی ہے جنکے بعد کسی عاقل دیندار کو انکی روایت پر اعتبار نہین [illegible] مگر اہلسنت [illegible] شہادتون کو [illegible] بڑے [illegible] پیشوایان [illegible] حنفی [illegible] مجبوری [illegible] [illegible]

عمری ہین بہی اہلسنت کو اختلاف عظیم لاحق ہے کوئی تو انکو کابلیونکی نسل
سے بتاتا ہے کوئی عجم سے کوئی نسل عرب سے کہتا ہے مگر اکابر علماے
اہلسنت مثل امام فخر رازی محقق دہلوی وغیرہ کے ناقل ہین کہ ابو حنیفہ
غلام زادہ تہے آزاد و احرار سے نہ تہے چنانچہ انکا نسل عجم سے ہونا بہی
اسی امر کی دلیل ہے انکے دادا زوطی نام کی نسبت مورخون کا بیان ہے
کہ کابل سے گرفتار ہو کر آئے اور قبیلہ بنی تیم کے کسی عورت کی غلام رہے
بعض ہوا خواہون نے اسکا بہی دعوے کیا ہے کہ غلام زادہ نہتی اور سند
مین اسکے خود انکے پوتے اسمعیل کا قول نقل کیا ہے جسکی بے اعتباری
ایسی ہے کہ محتاج بربان نہین بعضون نے یہانتک ترقی کی کہ انکو
نسل عرب مین داخل کردیا جسکی بدولت غیر غیر لوگون کو انکا دادا
بنانا پڑا مگر جب اسکی خرابی پر تنبہ ہوا تو خود انہین لوگون نے تردید کرکے
عجمی النسل ہونا انکا ثابت کیا بہرکیف چونکہ امام فخر رازی نے انکے اس
غلام زادگی کو دلائل فضیلت امام شافعی مین پیش کیا ہے اور اسوجہ سے
بہی امام ابو حنیفہ کو انہون نے مرجوح کیا الغرض اسقدر حوالہ قلم ہوا ورنہ
زیادہ تحقیق اس سے فضول ہے کیونکہ اکثر [illegible]
[illegible]
[illegible]

ف سوانح عمری ابو حنیفہ

ف فوات ابو حنیفہ

ص ١١ سیرۃ النعمان

ص ١١ سیرۃ النعمان

[illegible]

دیگر اقوام زیادہ تر انکے پیرو و مقلد ہین الجنس یمیل الی الجنس کیونکہ ہمجنس کیطرف میل کرنا امر فطری ہے انکی ابتداے تحصیل علم کے متعلق علامہ خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین خود ابو حنیفہ سے بسند متصل ناقل ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے جب مجھے شوق تحصیل علم ہوا تو ہر علم کے فوائد و منافع کو دریافت کرنا شروع کیا کسیسے کہا علم قرآن سیکھو مینے فائدہ پوچھا تو لوگون نے کہا کہ جب قرآن سیکہ لوگے تو مسجد مین بیٹھ کر لڑکو اسکی تعلیم کرو گر چہ دنون بعد کوی لڑکا تمسے زیادہ یا تمہارے برابر حافظ ہوگا ساری ریاست تمہاری جاتی رہیگی تب مینے کہا کہ علم حدیث حاصل کرین اور ایسے حافظ حدیث بنین کہ دنیا مین ہمارے برابر کوی حافظ ہو لوگون نے کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ بڑہاپے مین مبتلاے اختلاط ہوگے آخر تمکو لوگ کاذب کہکر بدر کرینگے تو مینے (ابو حنیفہ) کہا ایسے علم کی مجھے حاجت نہین اچھا علم نحو سیکھین لوگون نے کہا اب معلم بنوگے نتہارے آمدنی تمہاری دو دینار یا تین دینار ہوگی تب کہا کہ فن شعر مین مہارت پیدا کرین لوگون نے کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر کسیکی مدح کروگے [illegible] دینار [illegible] تب مینے کہا کہ علم کلام مین کمال پیدا کرین لوگون نے کہا آخر نتیجہ یہ ہوگا کہ کفر و الحاد کا الزام لگایا جائیگا آخر قتل ہوگے اور اگر بچ گئے تو ہمیشہ مذموم و ملوم رہوگے تب مینے کہا علم فقہ حاصل کرین لوگون نے کہا تب تمام [illegible] [illegible] تمسے زیادہ [illegible]

کلام ابو حنیفہ مختار مختصر تاریخ بغداد سے مولوی محمد شبلی نعمانی نے
بھی اپنی سیرۃ النعمان[صفحہ ۳۰] مین اس روایت کو کچھ کتر بیونت کر کے بطور اختصار
لکھا ہے مگر اوسکے غلط ہونیکا بھی دعوے کرتے ہین کہ کہتے ہین کہ ما
جو ریمارک امام صاحب کیطرف منسوب کئے ہین ایسی جاہلانہ ریمارک ہین
کہ ایک معمولی آدمی کیطرف بھی نسبت نہین کیجا سکتی اس روایت کو صحیح
مانین تو ماننا پڑیگا کہ حدیث و کلام کیطرف امام ابو حنیفہ نے توجہ ہی نہین کی
حالانکہ ان فنون مین امام ابو حنیفہ کا جو پایہ ہے اوس سے کون انکار
کرسکتا ہے انتہے ہمکو بہت **افسوس** ہے کہ اس معترض نے مطلقا
اسکا خیال نہین کیا کہ یہہ اعتراض اس روایت پر کس اصول کے مطابق
ہے کیونکہ روایت کی غلطے یا از راہ سلسلہ کیجاتی ہے یا از راہ درایت سلسلہ
مین تو کوئی عذر ہی نہین کیونکہ علامہ خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین مسلسل السند
روایت لکھتے ہین اور اونکی تاریخ کا یہہ مرتبہ ہے کہ جناب رضا الخطابیہ
[illegible] سماعت کو تشریف لاتے تھے بہ حوالہ شفاء المحدثین لشاہ عبد العزیز
باقی رہا دوسرا اصول یعنی درایت کی راہ سے پس جب خود اسکو مولوی
[illegible] نے بیان کیا ہے کہ ابو حنیفہ نے حسب تقاضائے سلطنت [illegible]
مسائل کو سہل کیا اور سلطنت کے ایک رکن قرار پائے [illegible]
[illegible] کے تحصیل علم کیطرف متوجہ ہوے [illegible]
[illegible]

نہ ملا اور فائیز بمرام ہوے سواے اسکے حبس دنیاوی خیال سے امام
ابو حنیفہ نے ان علوم کے نفع و ضرر کو بیان کئے ہین ایسے بدیہی ہین
کہ کسیکو اوسین تامل نہین ہو سکتا پس ایسے بدیہی نفع و نقصان دکہانیوالے
کو جاہل کہنا سراسر حیرت خیز ہے باقی رہا ابو حنیفہ کا بے بہرہ ہونا علم کلام
و علم حدیث سے پس ایسا مسلم ہے کہ کسیکو عذر ہی نہین کیونکہ اہلسنت کے یہان
اصلی اوستاد علم کلام کے معتزلہ ہین مگر جبسے اشاعرہ کا مذہب قائم ہوا
تو اب تین اوستاد مانے جاتے ہین ابوالحسن اشعری منصور ماتریدی
حنابلہ ابو حنیفہ کو کیسے بہی اس فن کا اوستا نہین جانا ہے باقی رہا علم حدیث
پس حقیقت یہ ہے کہ ابو حنیفہ کو بہ نسبت کل علوم کے زیادہ تر نفرت اسی
علم سے تہی بقول صاحب تذکرۃ الموضوعات و تہذیب الاسماء چار صحابی
جناب رسالت مآب کے انکے زمانہ مین موجود تھے مگر کسی سے کوئی حدیث
کی روایت نہین کی مولوی شبلی صاحب نے بہی اقرار کیا ہے پس اس سے
[illegible] کے کنارہ کشی کی اول [illegible] حدیث سے [illegible]
[illegible] اوستا و ابو [illegible]
مخالف ہین حدیث کے اور امام شافعی سے سبکی نے طبقات کبریٰ
مین نقل کیا ہے کہ حنفیونکی کتابین مثل فروع کے مشابہ کرتے ہین
کہ ظاہر تو نام کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا لیتے ہین مگر دراصل سب
مسائل انکے خلاف ہین اسلئے ابن حجر انتہا یہ ہے کہ امام اہلسنت اکثر احادیث
[illegible] سے کنارہ [illegible]

ملہ
معیار الحق
صفحہ، لاہور

ملہ
[illegible] المساجد
مولوی محمد سعید
صفحہ ١٩

چھیل ڈالا اور خلیفہ دوم کے بعض احکام کو ہذیان مجنون بتاتے تھے
کما فی مختار مختصر تاریخ بغداد بیان بعض بدخواہون نے جیساکہ انکی
تابعین سے ہونیکا دعوے کیا ہے اوسیطرح بعض صحابی سے بسندانکے
روایتین بہی نقل کین تا اینکہ ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی نے دفعیہ عار
جہل علم حدیث کے لیئے ابوحنیفہ کے پانچ سو چھتیس برس مرنیکے بعد
سنہ ۶۶۵ کے قریب قریب ایک مسند تیار کیا جسمین چند اور مسندون کا
نام بہی بتایا ہے حالانکہ کہین اونکا پتہ نہین آخر خود انہین لوگون نے
فیصلہ کردیا کہ محض جعلی کارروائی یارون کی صرف بازی ہے
نتیجہ اس بدخواہی کا یہ ہوا کہ جس عیب سے بچنے کے لیئے امام صاحب نے
علم حدیث سے گریز کیا تہا اون بدخواہون کی بدولت اونہین جرمونکے
مجرم اور انہین الزامون کے ملزم قرار پائے شعر دشمن دانا کہ بجان آورد
بہتر ازان دوست کہ نادان بود بہت صحیح ہے مین اپنے دعوے کی تصدیق
مین چند شہادتین ائمہ عدول اہلسنت کی پیش کرتا ہون علامہ ذہبی
جنکو شاہ عبدالعزیز صاحب امام اہل حدیث کہتے ہین اپنی میزان الاعتدال
مین لکھتے ہین نعمان بن ثابت بن زوطی ابوحنیفہ کوفی امام اہل الرای
کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے اسیطرح ابن عدی وغیرہ نے
بلکہ اوسی میزان مین ہے اسمعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت ابوحنیفہ
کو ابن عدی نے [illegible] ضعیف [illegible]

اذا طلعت الثریا امن الزرع من العاھۃ کے ضعیف ہونے کی وجہیں بیان کی ہیں ہیں اونہیں لکھتے ہیں کہ راوی اس حدیث کا ایک شعیب ہی جسکو ذہبی نے ضعفا مین شمار کیا ہے اور ایک راوی اسکے نعمان بن ثابت (ابوحنیفہ) ہین جسکو ذہبی نے ضعیفون مین گنا ہے اور ابن عدی کہتے ہین کہ کل روایتین انکی غلطی اور تصحیف و زیادات سے ملو ہین او علامہ ابن جوزی نے کتاب منتظم مین لکھا ہی کہ کہا سعید بن ابی مریم نے کہ یحیے بن سعید سے ابوحنیفہ کو پوچھا تو یحیے نے کہا حدیثین اوسکی لکھی جائین قابل نقل نہین اور عبداللہ بن علی نے عبداللہ مدینی سے نقل کیا کہ ابوحنیفہ کو از حد ضعیف جانا کیونکہ ابوحنیفہ نے کل پچاس حدیثین روایت کین اور سبہون مین خطا کی اور ابی حفص عمرو بن علی سے روایت ہی کہ کہا ابوحنیفہ حافظ نہین ہی مضطرب الحدیث اور واہی الحدیث ہی ابوبکر بن ابی داؤد نے کہا کہ کل یکصد و پنجاہ ۱۵۰ حدیثین ابوحنیفہ نے روایت کین سبہون مین خطا کی یا یہ کہ انکی نصف روایتین غلط ہین انتہی اور شعبانی نے تجارب حیدری سے نا قل ہین کہا ابوحنیفہ نے جب مین مکہ معظمہ گیا تو حجامت بنانے والے سے تین سنتین سیکہین کیونکہ جب حجامت کے لیے ہم بیٹھے تو حجام نے کہا قبلہ رو بیٹھو بعد اوسکے داہنی طرف سر حجامت بنانا شروع کیا اور دونون ہڈیون تک حجامت بنائی کہا حمیدی نے کہ جو شخص ایسی سنتون کو بسنت رسول یعنی اصحاب رسول سے [illegible] سیکھنے کا محتاج ہو وہ کیسے تقلید احکام [illegible]

اسلام مین کیونکر کی جا سکتی ہے اور امام فخرالدین رازی رسالہ ترجیح مذہب
شافعی مین فرماتے ہین کہ بخاری ابوحنیفہ کو ضعفا مین شمار کرتے تھے اور
امام احمد بن حنبل کہتے ہین کہ ابوحنیفہ کی نہ رائے ہی نہ حدیث بلکہ تاریخ صغیر
بخاری مین ہے بروایت نعیم بن حماد کہ کہا فزاری نے ہم سفیان کے پاس
تھے کہ خبر مرگ ابوحنیفہ آئی اوسپر سفیان نے کہا شکر خدا یہ شخص اسلام کو ٹکرے ٹکرے
کرتا تھا اس سے زیادہ شوم کوی مولود اسلام مین پیدا نہین ہوا پس جب
ایسے ایسے ائمہ دین اہلسنت اور ارکان شرع متین انکے ضعف اور نا ثقاہت
اور عدم صحت روایت پر ابوحنیفہ کی نص قطعی کرین اور انہی جماعت کثیر محدثین
محققین بتفق اللفظ انکی روایت کے باطل ہونے پر شہادت دین تو کون ایسا
مسلمان ہے جو انکی روایت پر اعتماد کرسکتا ہے بالخصوص اس روایت مین
جس سے ہمکو بحث ہے یعنی روایت عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے
باب مین تو ہرچہ بادا باد بہی انکی صداقت نہین مانے جاسکتے کیونکہ خود
اصل روایت ہی سے انکی مخالفت امام کے ساتھ ظاہر ہے کہ امام زمان
منع کرتے ہین تو ہمارے پاس نہ آ مگر یہ عدول حکمی کرتے ہین اور کہیں
حکم امام نہین مانتے اور دربار امام مین چلے جاتے ہین گویا امام علیہ السلام
مسلک مخالفت یا بخوف فتنہ وفساد کان پکڑوا کر نکلوا دیا مگر غیظ و غضب جاری
فرمایا اور کہدیا کہ تو بہی انہین اہل کوفہ سے ہے جنہونے احکام حضرت
[illegible]
[illegible]

اور افترا جوڑنا کیا مشکل ہے چنانچہ یہی ابو حنیفہ نے جنکو اسکا دعوی ہے
کہ ہم امام محمد باقر علیہ السلام کے شاگرد ہین اور مریدان انکے اس شاگردے
و تلمذ کو بڑے فخر سے لکھتے ہین ابھی جو مخالفت امام کی وہ معلوم ہوے
اب دنکی سلوک کو اپنے مرشد زادہ اور محسن زادہ محسن تمام عالم جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام ابن جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ ملاحظہ
فرمائیے کہ قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود خوارزمی جامع مسانید ابو حنیفہ
مین لکھتے ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے کہ ابو جعفر منصور خلیفہ عباسی نے مجھے
کہلا بھیجا کہ لوگ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم و فضل پر مفتون
اور گرویدہ ہو رہے ہین تم ایسے چند مسائل انتخاب کرو جو نہایت سخت
و دشوار ہون تاکہ امام اوسکے جواب سے عاجز ہون تو مین نے حسب الحکم
خلیفہ چالیس مسئلہ نہایت سخت منتخب کئے اور منصور خلیفہ کے پاس [illegible]
حیرہ بھیج دیا خلیفہ نے مجھے بلا بھیجا جب گیا تو دیکھا کہ منصور خلیفہ سریر خلافت پر بیٹھا ہے
اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام بھی پاس [illegible] خلیفہ کے [illegible]
ہین امام علیہ السلام کو [illegible] مجھے وہ ہیبت اور رعب آیا [illegible]
معلوم ہوا کہ منصور خلیفہ کا بھی یہ دبدبہ کبھی نہ معلوم ہوا تھا حسب الحکم خلیفہ
مین بیٹھ گیا تو منصور امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف متوجہ ہوا اور کہا
کہ یا عبد اللہ یہ ابو حنیفہ ہے حضرت نے فرمایا ہان مین پہچانتا ہون
تب منصور خلیفہ نے کہا اے ابو حنیفہ [illegible] اپنے مسائل
حضرت سے [illegible]

صواعق [illegible] ص ۹۰ اثبات سند [illegible] ابو حنیفہ [illegible] مستقصا الافحام [illegible] منتخبات الانوار ص ۲۸۵

ہر مسئلہ کا ایسا مسکت جواب فرماتے تھے کہ مین لاجواب ہو جاتا تھا یہانتک کہ چالیسون سوال کا جواب دیا اسیوجہ سے مین کہتا ہون کہ امام جعفر صادق علیہ السلام اعلم ناس ہین باختلاف فقہا اور سب سی زیادہ فقیہ ہین اسیتے **ناظرین** کو اس روایت سی جسکو اونکے بڑے خیرخواہ بلکہ محسن ابوحنیفہ نے لکھا ہے اخلاص و محبت ابوحنیفہ کا حال بہ نسبت حضرات اہلبیت طاہرین علیہم بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا اور سلطنت کے مخالفت امام سے اور ابوحنیفہ کا لگاو سلطنت کے ساتھ اور خاندان رسالت سی اپنی علیحدگی جتانا خلیفہ وقت کے نزدیک جس سی خلیفہ نے جانا کہ جناب امام علیہ السلام ابوحنیفہ کو پہچانتے بھی نہونگے اسیوجہ سے ظاہر کیا کہ یہ ابوحنیفہ ہے اور فرزند رسول کا صبر و تحمل اور خوش اخلاقی سے کام لینا کہ اتنا بھی نہ فرمایا ہمارے ہی خاندان کا تعلیم یافتہ ہے [illegible] ہر شخص اس روایت کے دیکھنے سے سمجھ سکتا ہے پس جس شخص کی ہمت علیا بخاطر خلیفہ عباسی تذلیل و تحقیر فرزند رسول کی انام جناب امام علیہ السلام پر ایسے منہمک ہو کر دربار عام مین حضرت لاجواب کرکے [illegible] اونکی گرویدگی [illegible] تو اوسکے نزدیک امام [illegible] اپنے امرا و خلفا و اعدا [illegible]

خلفائے ثلثہ خصوصاً خلیفہ دوم کی فکر مین رہتی ہون اور انواع مکر و حیلہ
سے اسکے اشاعت اور شہرت مین سرگرم رہتے ہون پس گو اب اس
روایت کے بعد کہ ابو حنیفہ نے دربار عام مین اپنے محسن زادہ فرزند رسول
کے ساتھ یہ برتاو کیا بلکہ جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کے ساتھ بھی حضرت
کے عالم صغر سنی مین بصغر پنج تخمیناً سالگی مین یہی سلوک کیا اور بجواب دندان شکن
پاکر خود ذلیل ہوا اسکا موقع نہین رہا کہ انکے مخالفات کو اصحاب امام کے ساتھ
بیان کرین مگر چونکہ ظرافت آمیز ہے اور اوس مخالفت امام کی زیادہ تر
تائید ہوتی ہے لہذا ایک لطیفہ بیان کرتا ہون کہ ایک روز ابو حنیفہ اور
مومن الطاق علیہ الرحمہ سے جو صحابی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام
کے تھے مسئلہ رجعت مین مباحثہ ہوا ابو حنیفہ کچھ منہ کی کھائے اور کہا کہ تمہارے
کے عقیدہ کے مطابق مومن و منافق پھر زندہ کئے جاینگے اسوقت قتل پر
قصاص جاری ہوگا پس تم دے اشرفیان اسوقت ہمکو قرض و رجعت مین
ہمسے لے لینا مومن الطاق علیہ الرحمہ نے کہا ان اگر ہمکو یہ یقین معلوم
ہوگا کہ تم کس صورت مین مسخ ہوکر زندہ ہوگے جو ہم تمسے روپیہ وصول
کرینگے اگر اسکے اطمینان ہو جائے تو ہم قرض دینے کو حاضر ہین ابو حنیفہ
اس جواب سے شرمندہ ہوکر ساکت ہوئے چلے [illegible] القیاس [illegible]
[illegible] بظاہر عداوت و بغض و عناد اہلبیت کے ساتھ ابو حنیفہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

علوم و کمالات اہلبیت طاہرین ع کے مقر ہین حتی کہ اس شاگردی کو ابوحنیفہ
کے بڑے فخر و مباہات سی بیان کرتے ہین کہ یہ امام محمد باقر علیہ السلام کے
شاگرد تھے باایہمہ نہ معلوم انکو امام اعظم کا خطاب کیونکر ملا اور امام مالک جو
انکے اوستاد تھے اس شرف سی کیون محروم ہوے شاید اسکے یہی وجہ ہو سیرۃ النعمان
کہ جس خلیفہ یا عالم کو قرآن و رسول ص و اہلبیت سی زیادہ علحدگی ہو وہی اعظم
بنایا گیا چنانچہ خلیفہ دوم جنہونے سیکڑون مسائل مین خود رائی کرکے
خلاف حکم خدا و رسول اپنے قیاس و رائے سے احکام جاری کئے جنکو اصول
اجتہادات ائمہ اربعہ کہتے ہین اور مذہب فاروقی کہا جاتا ہے اونکو فاروق
اعظم کا خطاب ملا ابوحنیفہ نے جو بہ نسبت بقیہ ائمہ اربعہ کے بالکل قرآن و حدیث
و اہلبیت کے مخالفت کرکے اپنے قیاس و رائے سے حسب خواہ سلاطین
وقت احکام جاری کئے تو امام اعظم بنے چنانچہ دیکھئے معاویہ و یزید و زیاد و
ولید وغیرہ جو اپنی ماان بہن بیٹیون کے ساتھ مرتکب فعل شنیع ہوے اونکی [illegible]
یہ مسئلہ بنایا کہ اگر اپنے محرمات شرعیہ کے ساتھ بلفظ حریر مرتکب حرام ہو
تو جائز ہے فرق اتنا ہوا کہ نام بردگان بلا پردہ مرتکب ہوے اس امام اعظم
نے ایک پردہ شرعی قائم کردیا طرہ آن کہ یہ فرمایا کہ اگر کوئی [illegible]
کے ساتھ نکاح کرے تو کسطرح اوسپر حد نہین جاری ہوگی اور [illegible] ہدایہ جلد اول صفحہ ۲۹۶
[illegible]
[illegible]
[illegible]

متنبہ ہوکر اخیر متاخرین نے صحیح بخاری وغیرہ سے لفظ دبر کو نکال دیا چنانچہ سنا گیا
مذکور ہوا اگر امام ابوحنیفہ نے عام فتویٰ دیدیا کہ عورتون کے ساتہ لواطہ جائز ہے
اور اوسکی کوئی اصلاح بھی نہ کرسکا چنانچہ امام طحاوی شرح معانی الاثار
مین لکھتے ہین کہ کہا عبدالرحمن بن قاسم نے مینے کسی ایسے شخص کو جو قابل
اقتدا ہوا امر دین مین ایسا نہ پایا جو اسمین شک کرتا ہو کہ عورتون کی دبر
مین وطی کرنا حلال ہے بعد اوسکے اسی آیت کی تلاوت کی اور کہا آپ
اسّے بڑہ کر کونسی آیت صاف ہوگی اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین کہ
اگر وطی کرے اپنے غلام کے دبر مین یا اپنی لونڈی کے دبر مین یا اپنی عورت
کی دبر مین تو اوسپر حد نہین ہے اور اسمین کسیکو اختلاف نہین ہے
اسیطرح چونکہ اون سلاطین کو شراب وکباب کا ازحد شوق تہا جسے
کہ خود قاضی یحیےٰ بن اکثم جو بڑا عالم اہلسنت کا تہا [illegible]
پلایا کرتا تہا تو اونکی خوشامد مین ابوحنیفہ نے یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر کوئی پیالہ
شراب [illegible]
[illegible]

صفحہ ۶۷۸ عینی شرح ہدایہ ج ۲ مطبوعہ لکھنو
صفدر البین صفحہ ۲۶۰

[illegible]

کہدیا ایمان وہ چیز ہے جو نہ گھٹتی ہے نہ بڑھتی ہے چنانچہ کہا ایمان ابو بکر و ایمان ابلیس واحد ہے اسیطرح اگر بغرض تقرب خدا نعلین وکفش وغیرہ کی پرستش کرے تو جائز ہے وغیرہ وغیرہ مسائل کلہ جا لاگ جلد اوّل غدو الفقار حیدریہ میں مرقوم ہوا پس غالباً یہی وجہ ہوے کہ اس امام کا مذہب اہلسنّت کو نہایت درجہ مرغوب ہوا کیونکہ ع ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر ست اہلسنّت کا نہایت ہی مضبوط اصول ہے چنانچہ ابتدا سے اس مذہب کی بنیاد اسی اصول پر قایم ہے کہ سلطان وقت جو فعل کرے وہ قابل اعتراض نہیں ہے از نجاست کہ اصول کو تابع ان سلاطین کا بنایا نہ بلکہ خلفا و سلاطین کو تابع کسی اصول کا قرار دین چنانچہ جب امام صاحب نے ان سلاطین وامرا کی رعایت مین احکام شرعی کی یہ حالت بنائی تو اُن سلاطین نے بھی بقاعدہ هل جزاء الاحسان الا الاحسان اس مذہب کے ترویج مین نہایت کوشش کی سیرالنعمان صفحہ ۲۰ مین ہے ابن حزم جو اصحاب ظاہر کے مشہور امام ہین اونکا قول ہے کہ دو مذہبون نے سلطنت کی زور سے ابتدا سے رواج عام حاصل [illegible] ایک ابو حنیفہ کا مذہب کیونکہ جب قاضی ابو یوسف قاضی القضاۃ [illegible] ملا تو انہون نے حنفی لوگون کو عہدہ قضا پر مقرر کیا دوسرا امام مالک [illegible] اندلس مین کیونکہ امام مالک کے شاگرد یحیی مصمودی خلیفہ اندلس کے [illegible] تھے اور کوئی شخص [illegible] سے [illegible] کے [illegible]

مصنف سیرۃ نے اور اور خلفا اور سلاطین کے حالات بھی لکھے ہیں جنہوں نے
اس مذہب حنفی کو رواج دیا اور بنہایت غلو سے اسکی ترویج میں کوشاں
ہوئے مگر افسوس ہے کہ ان واقعات کے بعد بھی مولف کو خیال تردید قول
ابن حزم پیدا ہوا جو موجب صد مضحکہ ہے ازانجا کہ مشاہدہ سے یہ بھی ثابت ہے
کہ اکثر ظالم لوگ اپنی سزا کو پہونچ جاتے ہین خوشامدی کی مکاری آخر کھل جاتی ہے
ابو حنیفہ نے بھی اپنا نتیجہ اوٹھایا جن سلاطین کے واسطے دین و ایمان کو
تباہ کیا تھا پہلے اونہوں نے کفر و زندقہ سے دو مرتبہ ابو حنیفہ کو توبہ کرایا
آخر مین یزید بن عمر بن ہبیرہ نے جو مروان کیطرف سے کوفہ کا گورنر تھا
حکم دیا کہ ابو حنیفہ کو ہر روز دس دُرّے لگائے جائین چند روز تک کوڑے
کھایا کئے جب مروانی سلسلہ سلطنت کے بعد بنی عباس کا دور آیا خلیفہ
منصور جسکی خاطر سے ابو حنیفہ نے چالیس سخت مسئلے جناب امام جعفر صادق
سے پوچھے تھے اور معاذ اللہ حضرت کو جاہل بنانا چاہا اور دوستون کے
محبت مگر [illegible] کو کم کرنا چاہا تھا [illegible]
کتاب موطا تصنیف کی [illegible] تعلیم کیا امام مالک [illegible]
کرتے تھے جیسا کہ تاریخ ابن خلدون مین ہے اور اوسکی تعریف [illegible]
[illegible] فضل و کمال ہے کتاب تاریخ خمیس و [illegible] احبار
[illegible] تاریخ الخلفا جلال الدین سیوطی اور تاریخ ابن خلدون وغیرہ بالا مالک [illegible]
[illegible]
[illegible]

صفحہ ۳۰
صفحہ ۵۵

ابو حنیفہ کو سنہ ۱۴۶ھ مین قید کیا مگر انکے مریدون اور پیرون کی جماعت
ایسی لاتعداد تھے کہ منصور ایسا خلیفہ عادل امام برحق انکا باوصف
ثبوت جرم ابو حنیفہ کے عام مجمع مین تعزیر نہ کر سکا اور باوصف کمال رعب
و دبدبہ شاہی و شوکت و جلالت سلطانی کے ایسا خائف رہا کہ بقول
حضرات اہلسنت ابو حنیفہ کو قتل نہ کر سکا آخر قید خانہ مین زہر دلوا دیا مگر
اسپر بھی فتنہ انکا فرو نہوا اور لوگون نے اونکی پیروی نچھوڑی علامہ خطیب
بغدادی ایک سنہ ۴۶۱ھ علماے دین کا نام ایکجگہ اور پینتیس ۳۵ امامونکا نام دوسری جگہ
لکھتے ہین جنہون نے امام ابو حنیفہ کی تردید کی اور نہایت توہین و تحقیر سے
پیش آے حتے کہ امام بخاری کے اوستاد شیخ حمیدی نے صاف صاف
کفر کا فتوے دیا اور امام غزالی کا فتوے کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو
اولٹ دیا حتی کہ جن امام غزالی کے نزدیک یزید پر لعن کرنا جائز نہوا وہ انکے
نسبت اپنے اوس امام اہلسنت کے نسبت لعن نقل کرتے ہین اور علامہ
خطیب کا حکم کہ ابو حنیفہ دجال ہے اور خود پیر دستگیر غوث الاعظم عبد القادر
جیلانی کی شہادت انکی کفر و گمراہی اور جہنمی ہونے پر حصہ اول ذوالفقار حیدری
مین تفصیل لکھ چکا ہون لہذا احاجت اعادہ نہین صرف حصہ لکھنا کافی ہے
کہ امام صاحب کے قیاس فرمانے کا اور شریعت نبوی کی تخریب کے بعد
[illegible] سے بھولی بھولی ہے کہ صاحب سیرۃ النعمان جنکے حسن معتقد
[illegible]
[illegible] ہے کہ امام ابو حنیفہ [illegible]

اپنی فقہ مین داخل کرنے کے لئے اس عبارت کو مولف نے تعریف مین ابو حنیفہ کے
ذکر کیا ہے کہ مثل مقننین قوانین انگریزیہ انکا درجہ قایم کیا چنانچہ اسی وجہ سے
اس فقہ حنفی کو چار شخصون کی رایونکا مجموعہ قرار دیا مگر آخر مین کچھ سمجھ
بوجھ کر اسکی تردید کرنے چاہے ہی اور بہت کچھ دماغ سوزی کی مگر کچھ
بن نہ پڑا آخر مین اسکا اعتراف کیا کہ ہمنے رومن لا نہین دیکھا جو موازنہ کرتا
بہر کیف اس جملہ سے امام غزالی کے اوس جملہ کی بخوبی تصدیق ہوئے
کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو اولٹ دیا اور انتظام کو اوسکے بدل دیا اور
چونکہ شناخت کے لیے یہہ قاعدہ بہی نہایت ہی خوب ہی کہ جس شخص کے
حالت دریافت کرنا منظور ہو تو اوسکے ساتہی کو دیکہنا چاہئے لہذا
اس امام اہلسنت کے شاگرد ساتہی کا حال لکہنا بہی دلچسپی سے خالی نہوگا
خصوصاً حال ابو یوسف شاگرد ابو حنیفہ جو بلقب احد صاحبیہ ملقب ہین
تاریخ الخلفا علامہ سیوطی مین ابن المبارک سے جو مثل ابو یوسف وغیرہ کے
تلامذہ ابو حنیفہ سے ہین اور انہین چند لفظون نے ملکر ابو حنیفہ کو امام بنایا
اور فقیہ کہلوایا نقل ہی کہ ہارون رشید خلیفہ ہونیکے بعد اپنے باپ
مہدی عباسی کی ایک لونڈی پر عاشق اور فریفتہ ہوا جب قصد ہم بستری کا
کیا تو اوس لونڈی نے کہا کہ ہم تمپر حرام ہین کیونکہ تمہارے باپ کے
تصرف مین آچکے ہین بایں سبب نے ابو یوسف قاضی کو بلا بھیجا اور سارا
بیان کیا ابو یوسف نے کہا اے امیر المومنین اس لونڈی کے
کیا اعتبار اور اوسکے کلام کی تصدیق [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

جان کر اپنی کارروائی کردابن المبارک کہتے ہین ہم نہین جانتے ان تینون
آدمی کے حال سے کسکا حال زیادہ قابل تعجب ہے آیا ہارون رشید کے
حال سے تعجب کرین جسنے ہزارون مسلمانون کا ناحق خون کیا اور مال
اونکا غصب کیا اسپر بھی اپنے باپ کی حرمت کا خیال کر کے
ابو یوسف سے فتوے لیا یا اس لونڈی کے حال پر تعجب کرین کہ
بادشاہ روے زمین اوسکا قصد کرتا ہے اور یہ گریز کرتی ہے یا اس ابو
یوسف کے حال سے تعجب کرین جو فقیہ روے زمین ہے ہارون رشید
کو فتوے دیا کہ اپنے باپ کی ہتک حرمت کرے اور اپنی شہوت پوری
کرے اور گناہ اوسکا میری گردن پر رکھے لیتے اور نیز اوسی کتاب مین ہے
کہ ایکروز ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا کہ ہم ایک کنیز خریدا ہے
چاہتے ہین کہ قبل از تمامی عدہ اوس سے کاربرآری کرین کوئی حیلہ تمہارے
پاس ہے ابو یوسف نے کہا ہان اوس کنیز کو اپنے کسی لڑکے کو
ہبہ کر دو بعد اوسکے نکاح کر لو اور ابن اسحق سے منقول ہے کہ ہارون رشید نے
ایک شب ابو یوسف کو بلایا اوسنے حسب خواہش خلیفہ فتوی دیا ہارون رشید
نے حکم دیا کہ لاکھ درہم انعام مین دیا جاے ابو یوسف نے عرض کیا
کہ اگر امیر المومنین اس انعام کے ادا کرنے مین تعجیل کرین تو بہتر ہے کہ قبل
از طلوع آفتاب وصول ہو جاے خلیفہ نے تعجیل کا حکم دیا ملازمین
[illegible]

بلایا دروازے کھلگئے اور شاہ ولی اللہ رسالہ انصاف مین لکھتے ہین کہ
ابو یوسف و محمد شاگردان ابو حنیفہ عیدین مین بطریق ابن عباس تکبیر کہتے
تھے کیونکہ ہارون رشید کو اپنے جد امجد کا طریقہ نہایت پسند تھا انتہی بہرکیف
ان شہادتون سے دنیا طلبی ابو حنیفہ اور اونکے شاگردون کی بخوبی
ثابت ہوئی کہ ادنے ادنے امر و نہی خلیفہ کے خوشامد مین یہ لوگ اپنے
دین و ایمان کو برباد کرتے تھے افسوس کہ بوجہ اختصار زیادہ شرح و بسط
نہین کر سکتے صرف ترجمہ پر اختصار کیا جسکو شوق تفصیل ہو عبقات جلد اول
استقصاء الافحام و ضربت حیدریہ ملاحظہ کرے بہرکیف بمصداق
کجا بودم اکنون کجا آمدم ہر جا رفتم اما بجا آمدم بعض وجوہ سے خارج
از بحث چلا گیا کیونکہ مقصود ہمارا جرح و قدح ابو حنیفہ ہے متعلق بفن حدیث
پس ہرگاہ یہ بزرگوار بشہادت ان ائمہ کبار کے مقدوح و مجروح ہون
بلکہ بلقب دجال ہذہ الامۃ ملقب ہون اور بقول امام غزالی ائمہ سلف سے
انکے حق مین لعن و طعن منقول ہو تو انکی روایت کسطرح قابل اعتبار ہو سکتی ہے
خصوصاً درصورتیکہ یحییٰ بن معین کا عام حکم ہو کہ روایات ابو حنیفہ قابل
نقل نہین اور علامہ عبد الرؤف مناوی صرف اسوجہ سے کہ ابو حنیفہ
راوی ہین حدیث کو باطل کر دیتے ہین تو اس روایت کے موضوع
اور کذب و باطل ہونے مین کس جاہل کو شک ہو سکتا ہے
[illegible]

پڑتال کے بعد ثابت کیا کہ کل سترہ روایت کا انسے وجود پایا جاتا ہے
چنانچہ علامہ ابن خلدون جو متاخرین محققین سے ہیں اپنی تاریخ مسمے
بہ عبر دیوان المبتدا والخبر میں فرماتے ہیں فابو حنیفۃ رح یقال بلغت روایتہ
الی سبعۃ عشر حدیثا او نحوھا یعنے کہا جاتا ہے کہ ابو حنیفہ کی روایتیں سترہ

ص ۳۴ کما نقل فی الحطہ تصدیق حسن خان مطبوعہ نظامی

ہیں یا مثل اسکے جس سے معلوم ہوا کہ کل سترہ روایتیں انسے منقول ہیں
خواہ وہ صحیح ہوں یا غیر صحیح بلکہ فی الواقع کل غیر صحیح ہیں کیونکہ شاہ
ولی اللہ صاحب جو ابن خلدون سے بھی متاخر ہیں اپنی کتاب مسوے

ص ۱۹ کما نقل فی عجالۃ المنافع لمحمد سعید بنارسی

شرح موطا میں فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ سے بطور ثقات کے روایت
نہیں ہوئی انتہے پس معلوم ہوا کہ کوی روایت انکی صحیح نہیں ہے
والحمد للہ حمدا کثیرا یہانتک گفتگو اس روایت میں از روے سند تھی جس سے
ضعیف و واہی و موضوع و باطل ہونا اس روایت کا ثابت ہوا
اب ایک نظر اجمالی ازراہ درایت بھی اس روایت پر کیجاتی ہے جسکے
اصول کو بقول صاحب سیرۃ النعمان خود بدولت نے قایم کیا پس اس
[illegible] موضوعیت اسکے یہی ہے کیونکہ اولا یہی امر خارج از عقل
ہے کہ جناب امیر سا ایسا اشرف و اشجع بلا وجہ و بلا سبب اس عقد کو قبول [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] پانچ سالہ [illegible] ایسے پیر [illegible] سالہ [illegible]
[illegible] ہی حالانکہ حضرت رسول [illegible]
[illegible] محمد [illegible]

بلکہ خود دختر بھی عدم رضا اپنی ظاہر کرے اسپر بھی بکمال جبر شدید عقد فرماوین
کوئی عاقل منصف مزاج قبول نہین کرسکتا تھا نہ کیگا ایسے امر کو جو بفرض
محال یا ہین جبر شدید واقع ہو جیساکہ روایات موضوعہ اہلسنت ہین مندرج
ہے اور کوئی اوسپر راضی ہو جناب امام علیہ السلام فضائل عمر ہین
بیان کرین وہ بھی بمقابلہ ابو حنیفہ جسکو دعوائے شاگردی واخلاص ہو
کیونکہ یہ امر خود نہایت بدیہی ہے کہ جو بات کسی مجبوری کے عالم ہین ہوتی ہے
اوس سے نہ کسی فضیلت پر استدلال کیا جاتا ہے نہ کسی عیب پر چہ
جائیکہ خود امام ع ایسے امر سے استدلال فرمادین اور ابو حنیفہ ساکت
ہوجائین بلکہ اسی جملے سے حضرت کو دوستداران شیخین سے مانین اور
اون روایات کو بھی نہ پیش کرین جنمین ناراضی جناب امیر ع اور حضرت
عقیل وعباس وجناب امام حسن ع وامام حسین ع مندرج ہے کما مر
پس بہ جمعیت عقل سلیم معلوم ہوا کہ یہ روایت جیسے ازروے سلسلہ
موضوع ومخلوط ہے ویسے ہی [illegible] درایت عقل غلط [illegible]
کوئی اصلیت نہین رکھتی ہے مین سمجھتا ہون کہ جن ہواخواہان خلیفہ دوم وابو حنیفہ
نے روایت کرنے کو صحابہ رسول سے جھوٹی جھوٹی موضوعات روایات
[illegible] ثابت کیا جاتا [illegible] نہین کے ہم [illegible]
[illegible] لوگون نے [illegible]
[illegible]
[illegible]

دوم اس خیال فاسد سے یہہ صرف یارونکے دریبانی کارروائی ہے
ازینجاست کہ یہہ روایات صحاح ستہ اہلسنت مین نہین پائی جاتی بلکہ
بلکہ صرف دارقطنی ایسے لوگون نے اپنی کتابون مین جو مجموعہ موضوعات
وضعاف ہے نقل کیا جیسا کہ سابقاً مرقوم ہوا پس الحمد للہ کہ اس روایت کے
بطلان وموضوعیت مین درایۃً وروایۃً کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہی

ساتوین روایت اوسی ازالۃ الغین صفحہ ۹۴۰ مین محدث ابوصالح سے
روایت ہے مضمون وہی ہے کہ عمر نے خواستگاری کی اور حدیث
رسول بیان کی کہ ہر حسب ونسب منقطع ہوگا بروز قیامت مگر میرا حسب
ونسب جسپر عقد حضرت ام کلثوم ہوا اب انکی حالت سننا چاہیے کہ ابوصالح
کاتب لیث وہ ہین کہ علامہ ذہبی میزان الاعتدال صفحہ ۲۲۱ مین فرماتے ہین کہ
کہا صالح جزری نے ابن معین انکے توثیق کرتے ہین اور میرے نزدیک
وہ مرتکب کذب ہوتا تھا حدیث مین اور کہا نسائی نے کہ ثقہ نہین ہے
یحیی بن بکر میرے نزدیک اون سے احسن ہے اور کہا ابن مدینی نے ہم
[illegible] نہین دیکھتے ہین تعجب سے ہے کہ ایسے کلام مین غیر [illegible]
روایات الجوق کے سامنے پیش کرسکا [illegible]

آٹھوین روایت [illegible] صفحہ ۹۴۳ [illegible] دارقطنی از حدیث لیث
[illegible] موسی بن علی بن رباح مضمون تھا [illegible]
[illegible]

جسکو ابو علی غسانی منقطع کہتے ہین پہلے روایت تیمم مین ہے حدیث انے الجہم
کہ روایت کیا لیث بن سعد نے الخ اور ظاہر ہے کہ روایت مجہول کی کبھے
مستند نہین ہو سکتی جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا **نوین روایت** اوسے
ازالۃ العین مین ہے و مولف کتاب ذریۃ طاہرہ از عاصم بن عمر بن قتادہ صہ ۹۴۳
روایت مینا ید الخ حالانکہ عاصم کے بارہ مین عام حکم ابن معین سے ہے کل عاصم
فی الدنیا ضعیف جیسا کہ کتاب الضعفا محمد طاہر گجراتی مین ہے اور عبد الحق نے
تضعیف اسکی علما سے بالخصوص نقل کی ہے کما فی میزان الاعتدال صہ ۲۰۳
دسوین روایت اوسی ازالۃ العین مین ہے ہم دار قطنی از طریق ابن مہران
از حدیث شریک بسند آوردہ الخ راوی اول بن مہران یعنے سہیل بن ابی
خزم مہران ضعیف ہے کما فی التقریب **راوی دوم** شریک اسکے
بارہ مین علامہ ذہبی میزان الاعتدال مین فرماتے ہین شریک بن عبداللہ صہ ۱۸۶ میزان الاعتدال جلد اول
نخعی کوفی یحیی بن سعید سے اسکی تضعیف منقول ہے کہا عبد الجبار نے
کہا [illegible] یحیی بن سعید [illegible] آخر عمر مین
مختلط ہو گیا تھے ... کہا ہمیشہ سے مختلط ہے ابن معین نے کہا شریک
بن عبداللہ بن سنان نخعی جد اوسکا قاتل حسین ہے ابن مبارک سے
نقل ہے کہا حدیث شریک [illegible] ہے اور جوزجانی [illegible]
[illegible] صہ ۲۱۲
[illegible] صہ ۲۰۳

بعد ہوگئے عون سی الخ یہہ زہری وہ بزرگ ہین کہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح
نہج البلاغہ مین لکھا ہے منجملہ منحرفین کے جناب امیر سے زہری ہے
چنانچہ جریر بن عبد الحمید نے محمد بن شیبہ سے روایت کیا کہ مین مسجد رسول
مین تھا کہ دیکھا زہری اور عروۃ بن زبیر بیٹھے ہوے جناب امیر کا تذکرہ
کر رہے ہین پس ان دونون نے جناب امیر کو برا کہنا شروع کیا یہ خبر جب
جناب امام زین العابدین نے سنی تو تشریف لائے اور فرمایا اے
عروہ میرے پدر بزرگوار یعنے جناب امیر سے اور تیرے باپ زبیر سے
خدا کے یہان محاکمہ ہوا خدا نے میرے جد امجد کے مطابق فیصلہ کیا
اور تو اے زہری اگر مکہ معظمہ مین ہوتا تو جناب امیر کی عظمت و جلالت
دکھاتا انتہے واضح رہے کہ ابن ابی الحدید گو معتزلی ہے اور اہلسنت
بمقابلہ شیعہ معتزلی کے نام پر غوغا واویلا کرنے لگتے ہین مگر یہ معتزلی وہ شخص ہے
کہ فاضل فضل بن روزبہان صاحب ابطال الباطل اسکے کلام سے
استدلال کرتے ہین بلکہ قرین ابن جوزی ذکر کرتے ہین تاہم انحراف زہری جناب امیر
سے [illegible] استیعاب ابن عبد البر کی سے بھی ظاہر ہے کیونکہ [illegible]
لکتے ہین کہ کہا زہری نے ہم جہانتک جانتے ہین زید بن حارثہ کے پہلے
کوئی اسلام نہ لایا کہا عبد الرزاق نے سواے زہری کے اور کسی نے ایسا
بیان نہین کیا ہے انتہے پس اس سے بھی انحراف زہری کا جناب امیر
[illegible]

بالغرض اغوائے عوام ایسا بیان کیا کہ سب سے پہلے زید بن حارثہ اسلام
لائے پس اگر ایسے معاندین جناب امیر سے روایت کر کے اثبات اس
عقد کا کیا جائے تو سر عجب ہی باینہمہ زہری بتصریح امام ذہبی مبتلائے
تدلیس تھا کہ روایت ہو اور کی نسبت کرین دوسرے کیطرف جسکی مذمت
سابقا مذکور ہوئی ہین جب بلا سبب ان لوگون کی تدلیس کارگر ہوئی ہے
تو جہان اشتراک نام ہوگا ایک ام کلثوم کے واقعات کو دوسری ام کلثوم
کیطرف منسوب کرین تو کیونکر یہ تدلیس پر تلبیس نہ کارگر ہوگی اور شیخ عبدالحق
جنکو مولوی حیدر علی محقق دہلوی سے کہتے ہین اور وہ حضرت بڑی پردہ داری
بعض جگہ بمجبوری اپنی رواۃ کی معائب کو ظاہر کرتے ہین اسماء الرجال دیکھئے ص ۶۲
مشکوۃ مین جو تحریر کرتے ہین وہ بھی اس زہری کی ضلالت دکھلانے کے
لئے کافی ہے کیونکہ شیخ صاحب موصوف فرماتے ہین زہری بن شہاب
صحبت مراد یعنے خلفائے بنی امیہ مین مبتلا ہوا اقران اوسکے جو عباد
و زہاد سے تھے معترض ہوتے تھے اور اس شرکت کو اوسکی قبیح جانتے
زہری بجواب اوسکے کہتا کہ مین [illegible] امر [illegible] شریک ہوں نہ امور شر
وہ لوگ بجواب اوسکے کہتے تھے کہ یہ تو ضرور ہے [illegible] کہ اونکے فسق و فجور کو دیکھے
اور خاموش رہتا ہے کچھ اعتراض نہین کرتا [illegible] مین [illegible]
[illegible] کے اتنے پس جو شخص مطیع و تہا شریک فسق و فجور خلفائے بنی امیہ ہوا
[illegible] تلبیس وضع کی [illegible]
[illegible]

اور اہتمام اونکا ایسی احادیث کے بنوانے مین جس سے توہین حضرت
کی ہوا در خوشامد پرستی علماے اہلسنت کی کہ کبوترون کے واسطے
رسول پر تہمت لگا دی ہو ندکو رہوی پس خود صحبت خلفاے بنی امیہ
اسکے لئے کافی تھی چہ جائیکہ تو وہ بھی تنا بر ادشمن ہو کہ عیاذاً باللہ حضرت کو
دشنام دے اور برخلاف جماعی فریقین صرف بغرض کسر شان علو سے
زید بن حارثہ کو سب سے سابق الاسلام بناوے بہرکیف بوجہ اختصار انہ سنین
روایتون پر اختصار کرتے ہین جنکو مولوی حیدر علی سے عالم متبحر امام المتکلمین
اہلسنت نے انتخاب کر کے لکہا ہے بقیہ دو چار روایتین واہیہ ازالۃ العین
کی ور صواعق محرقہ وغیرہ کی جنکی حالتین مع قدح رواۃ وجرح حدیثین روایات
اصل کتاب جلد ہفتم ذوالفقار حیدریہ مین بشرح وبسط تمام مرقوم ہے
ذکر اونکا بسبب تطویل سمجھ کر یہان حذف کیا اگر پروردگار عالم نے توفیق
اور حیات مستعار نے وفا کی اور مومنین بالیقین نے توجہ فرمائی تو عنقریب
انشاء اللہ اصل کتاب حلیہ طبع سے مجلی ہو کر ملاحظہ مومنین مین در آیگی
[illegible] صد افسوس صد افسوس کہ حضرت
اہلسنت ایسے روایات موضوعہ سے جنکی کار روائی ضعیف کا ذب وضاع
مفتری ایسے دجال بلکہ خر دجال ہین اثبات ایسے امر عظیم کا چاہتے ہین
دشمنان دعا لعنین اہلبیت طاہرین ہوا خواہان عرفا دبان خلیفہ دوم
تو روایت کرتے ہی تھے تعجب ہے [illegible]
[illegible]

جنھونے اہلبیت نبی کی خون ریزی کی پہر اونکو یا اونکی اولاد کو آبرو ریزی اہلبیت مین کیا عذر ہوگا ناظرین بالانصاف ذرا غور کرین کہ ان راویون کے روایتین کبھی لایق سند ہو سکتی ہین ایسے ایسے واضعین وکاذبین و مفترین بلکہ دجالون کی روایتون پر کوی بہی اعتماد کر سکتا ہے کیا غضب ہے کہ ذری ذری باتون پر تو روایتون کی یہانتک قدح کیجاے کہ چونکہ ابو حنیفہ راوی سے ہے لائق اعتبار نہین اور ان روایات عقد کے بارہ مین تحقیق و تفحص سے ذرا کام بہی نہین لیا جاتا یہ نیا ظلم ہے بدعتین خلفا اور صحابہ بخصوصًا بی بی عایشہ کا احداث ایسا قطعی و یقینی کہ خود بی بی عایشہ نے کہا مجکو روضہ رسول مین نہ دفن کرو کیونکہ مینے بعد آنحضرت احداث کیا اسپر بھی بدعتین اونکی جب کتب صحاح اہلسنت سے دکھائی جاتی ہین تو قدح و جرح رواۃ کی بدولت غلط بناتے ہین مگر ان روایات واہیہ و موضوعہ مین ذرا تامل نہین کرتے دیکھئے خود شاہ صاحب تحفہ مین چودہوان طعن بی بی عایشہ پر بیان کرتی ہین کہ عایشہ نے ایک اپنی لونڈی یا ایسا لڑکی کو خوب آراستہ و پیراستہ کر کے ملاتی تھیں تاکہ اسکی بدولت جوانان عرب کو شکار کرین اور پہنسائیں اسے تہے حالانکہ یہ طعن شیعون کی کتابون مین نہین پایا جاتا شاید شاہ صاحب نے اوپچ کی لی ہو کہ جن امورون کو شیعہ نہین بہی لکہتی اونکا بہی جواب مین بہرکیف اسکی جواب مین شاہ صاحب فرماتے ہین جواب این طعن اہلسنت کہ اصل این روایت بچند وجہ مجروح است زیرا کہ خبر را دو کس ابن الجراح عن عمار بن العمران عن امرۃ من عنزہ عن عایشہ روایت نمودہ است عمار

بن عمران مجہول الحال است واعرعرتہ من جنم مجہول الا سحر والمسمی است فلا یصح
الاحتجاج بہما وباز درین روایت عنعنہ است کہ محتمل ارسال وانقطاع باین قسم
روایات سبب سرزدن در مطاعن امہات المومنین تمسک جستن شان مومنین است
دوم جاے طعن نیست زیرا کہ طلب کفو کریم براے دختر خانہ پروردہ خود چہ
عیب دارد پس جاے تعجب ہے کہ راوی کے صرف مجہول الحال ہونیکے سبب سے
تو یہہ روایت باطل ہو جاے استدلال نہ درست ہو حالانکہ سیکڑون بلکہ
ہزارون مجہول الحال کی روایتین کتب صحاح وغیرہ مین بہری پڑی ہین
اوران روایات عقد کے جو رواۃ مجہول الحال کذاب جعال وضاع
مفتری ہین اوسپر بہی اس روایت کے صحت مین کوئی خلل نہ پڑے اور
استدلال اس سے باطل ہو اور روایت کا بطریق عنعنہ ہونا کہ عن فلان عن فلان
یہان قادح کیا جاتا ہے (حالانکہ صحاح کی اکثر روایتین بہی یوہین ہین)
اور روایات عقد تخیلی بطور عنعنہ ہین یہہ قدح نہ کارگر ہو سراسر عجب ہے
دیکہئے اصحابہ کی کل روایتین اس مادہ مین یوہین وارد ہین عن عمر عن محمد بن علی
الخ عن عبدالرحمن بن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ الخ من طریق ابن اسحق
عن الحسن بن علی الخ ابن سعد عن انس بن عیاض عن جعفر عن محمد عن ابیہ
الخ واہ کیا خوب انصاف اہلسنت ہے کہ جہان جو چاہا بنالیا خیر یہان تو
مطاعن بی بی عایشہ کا واسطہ تہا اب سنئے کہ فضائل جناب امیر جو باکثر
ائمہ حدیث اہلسنت کیسی لفظی اور متواتر ہین وہان یہ کوشش کیجاتی ہے
[illegible] یہان کی روایات [illegible]

اصل روایت کو باطل کریں جیسا کہ حدیث ان علیا منی وانا منہ و
ہو ولی کل مومن بعدی میں شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ این حدیث باطل است
زیرا کہ در اسنادش اجلح واقع شدہ و او شیعی ست متہم در روایت و جمہور او را
تضعیف کردہ اند پس بحدیث او احتجاج نتوان کرد وغیرہ وغیرہ جسکی رد مجلدات عبقات
الانوار میں موجود ہے پس سراسر حیرت ہے کہ ایسی روایات متواترہ قطعیہ تو
ایک راوی کے ضعیف یا شیعہ ہونیکی بدولت باطل ہو جائیں حالانکہ بکثرت
طرق اس روایت کے اس عیب سے خالی ہیں اور یہ الزام بھی غلط ہے جیسا
کہ جلد ثالث عبقات الانوار خاص اسی حدیث کیلیے تصنیف ہوئے
دوران روایات موضوعہ و کاذبہ میں رواۃ دجال کذاب وضاع مفتری خادم خلیفہ
دوم اولاد قاتل امام حسین ؑ سے ہیں ایک نظر سرسری بھی نہیں ڈالی جاتی
کہ رواۃ اس قصہ کے کیسے ہیں نہ اصل واقعہ پر غور کیا جاتا ہے کہ کسطرح
سے ہوا جو ان روایات میں مذکور ہیں ممکن الوقوع ہیں یا نہیں بہر کیف ان
روایات کے حالات سے بخوبی معلوم ہو گا کہ [illegible] باطل [illegible]
اور اصل قصہ باطل ہے کیونکہ یہ بات تو بدیہیات اولیہ سے ہے کہ توثیق حدیث
موقوف توثیق رجال پر ہے کما قال المولوی بغیرہ سلیہ المولوی عبدالحی فی
السعی المشکور میں تصریح کی ہے کہ یہ روایات بلکہ کل روایات اس قصہ کے فاسد و بے بنیاد
ہیں کیونکہ جب صرف ایک صاحب ہدایہ کے خطا سے بیس برس عالم نے
انکی متابعت کی [illegible] تو جہان تو بھی
[illegible]

نہ سب جاطی وضال مضل بنائے جائینگے حالانکہ بلا ہی جرح و قدح کے
بھی یہ روایتین عقلا باطل ہین چہ جائیکہ بلا سند ہون اور روایت بلا سند
بقول شاہ صاحب قابل اعتبار نہین بلکہ شتر بیمہار ہین فالحمد للہ ثم الحمد للہ

بحث از دعوی اہلسنت بشہرت و تواتر این قصہ

بحمد اللہ و حسن توفیقہ بطلان اور موضوعیت ان روایات کی اجمالا و تفصیلا
بخوبی ثابت ہوچکی تو اب ہمکو کوی ضرورت انکی دعوے شہرت و تواتر سے
بحث کرنے کے نہین رہی کیونکہ شہرت اور تواتر انہین روایات موضوعہ کے مجموعہ
کا نام ہے نہ یہ کہ کوی خاص جانور ہو پس جب اصل روایات موضوعہ و
غلط و باطل ہوے تو انکے مجموعہ کے موضوع و باطل ہونے مین کیا
عذر رہا چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین اگر احیانا خبرے از اخبار
آنیتان بروایت جمعی وارد شد بیک لفظ یا لفظا متقاربہ نسبت اختلاف
الفاظ و اضطراب آن بہ نہجے می آید کہ جمع و تطبیق دشوار مے افتد و تعدد
رواۃ چون باین رنگ باشد کہ ہر یکے در قصہ واحد خبرے روایت کند کہ مخالف
دیگر باشد قادح صحت خبر میشود نہ مفید شہرت انتہے مگر بنظر مزید تسکین خاطر
مخالفین اجمالا اس سے بھی بحث کیجاتی ہے پس واضح ہو کہ دلائل حسب
عقد کے باب مین کوی روایت بھی صحیح نہین چہ جائیکہ مشہور و متواتر ہو کہ انکی
در بارہ وفات ام کلثوم و زید بن عمر کے شاہ صاحب و مولوی حیدر علی
نے دعوے تواتر کیا ہے چنانچہ عبارت شاہ صاحب یہی کہ وہ مما صح
بصحیح و التواتر ثابت است کہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب...

عمر بنام برادر خود زید بن الخطاب که در جنگ مسیلمه کذاب شهید شده بود مسمی کرد و زید بن عمر جوان شد و لیست سال عمر یافت در خانه جنگی که فیما بین بنی عدی واقع شده بود شب هنگام برای اصلاح از خانه خود برآمده بود از دست کسی در آن حیص بیص شهید شده و مادر مطهر او نیز همان روز بمرض در گذشته بود و هر دو جنازه را بیکوقت حاضر نمودند حضرت امام حسین عم و عبد الله بن عمر نماز جنازه خوانده دفن کردند انتہیٰ اور مولوی حیدر علی نے بھی اسی امر پر دعوے تواتر کیا ہے کہ وفات حضرت ام کلثوم و فرزند او زید بن عمر در ایام خلافت معاویہ بن ابی سفیان روداده در وقت واحد چنانچہ محدثین اہلحق ہمین امر تصریح کردہ اند و از قبیل متواترات شمردہ و ہیچ تردد در ین باب بخاطر خود راہ ندادہ اند جس سے معلوم ہوا کہ اصل دعوے تواتر وفات ام کلثوم و زید بن عمر پر ہے بنفس وقوع پر جسکے بارے میں روایتین مذکور ہوئین گو بطریق لزوم دعوے کر سکتے ہین کہ جب وفات [illegible] ثابت ہوجائے دعوے تواتر [illegible]

اسی وفات سے متعلق ہے شاہ صاحب نے سند مین اس دعوی کے حاشیہ پر عبارت نہایۃ الارب نقل کی ہے اور مولوی صاحب نے باوصف تطویل لاطائل کوئی سند نہین دی سوائے اسکے کہ عبارت اصابہ منقولہ مولوی صاحب مین مرقوم ہے ان ابن عمر صلی علی ام کلثوم و زید [illegible] اور عبارت اسد الغابہ سے یہ نقل کیا ہے [illegible] ام کلثوم [illegible]

وزید نے ساتھ وفات کیا امام حسن عم یا امام حسین عم یا سعد بن ابی وقاص یا ابوہریرہ یا عبداللہ بن عمر یا سعید بن عاص نے نماز جنازہ پڑھی ہین اسکو سند صحیح سے تعبیر کرین یا متواتر بتائین یا مشہور کہین ہمکو صلیت سے اس واقعہ کے مطلقاً گفتگو نہین مگر اس سے حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر عم کی کسیطرح تعین نہین ہوسکتے کیونکہ اصل روایات مین صرف نام ام کلثوم وزید وارد ہے جس سے نہ بالخصوص ام کلثوم بنت علیؑ کے تعین ہوسکتی ہے نہ زید کا پسر عمر ہونا اور سابقاً ہم ثابت کرچکے ہین کہ خلیفہ دوم کی دو زوجہ کا نام ام کلثوم تھا ایک ام کلثوم بنت جرول خزاعی جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت مین رہی اور اوس سے زید بن عمر پیدا ہوا دوسرے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جس سے بمقام حدیبیہ عقد کیا اور بروایات متواترہ فریقین یہہ بھی یقیناً اور حتماً ثابت ہوچکا ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر عم اپنے بھائی امام حسین عم کے ساتھ شریک معرکہ کربلا رہین بلکہ اوسکے بعد بھی زندہ رہین جس سے ببداہتہ عقلیہ معلوم ہوا کہ زید کے ساتھ ان حضرت ام کلثوم علیہا السلام نے بعد معاویہ نہین وفات کی جو تا معرکہ کربلا زندہ رہین بلکہ وہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ زوجہ عمر مادر زید تھی رواۃ نے بتدلیس یا تلبیس بیان کیا اور علمانے بوجہ اشتراک نام ایک ام کلثوم کا قصہ دوسری ام کلثوم کیطرف منسوب کردیا جیسا کہ سابقاً بصراحت تمام مع نظائر مذکور ہوا اصل قصہ وفات ام کلثوم و زید کے متواتر یا صحیح السند یا مشتہر ہونے سے ہر چند کہ ہم

تعریف مشہور اور متواتر کے اصول فقہ کی کتابون مین بیان ہوئی ہے اور جو شرائط مقرر ہوئے ہین کسطرح یہان نہین پائے جاتے ہمکو بحث نہین ہے کیونکہ مقصود ہمارا تحقیق اصل عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام سے اور اولاد زید کا پیدا ہونا اور ساتھ مرنا بھی جو بخوبی باطل ہوا اور یقینا ثابت ہوا کہ نہ انکا عقد عمر سے ہوا نہ مادر زید ہوئین نہ ساتھ مرین حالانکہ بفرض محال اگر اہلسنت اسکے مدعی بھی ہون اور مشہور قرار دین تب بھی کوئی فائدہ نہین کیونکہ خود امام فخر الدین رازی ہانک پکار کر کہتے ہین کہ بیس یا ہزار راوی کے اتفاق کر لینے سے کسی امر پر نہ تواتر واقعی حاصل ہوتا ہے نہ تواتر معنوی کیونکہ عرف مین ہرگز مستبعد نہین ہے کہ بیس آدمی کسی دروغ واقعہ پر اتفاق کر لین اور بعبارات مختلفہ بیان کرین اور **تصدیق** اس دعوے کی عبد اللہ بن زبیر کے حرکت سے بخوبی ظاہر ہے جیسا کہ روضۃ الاحباب مین ہے چون اصحاب برآمد عبد اللہ بن زبیر پنجاہ مرد از سکان آن موضع نزد عایشہ آورد تا گواہی دادند کہ این آب حواب نیست و لشکر از آب حواب در اول شب گذشت و گویند کہ این گواہی اول شہادت دروغے بود کہ در اسلام بوقوع پیوست پس جب بیس یا ہزار آدمیون کا دروغ واقعہ پر اتفاق کرنا ممکن ہوا اور عہد صحابہ کبار مین جسکو خیر القرون کہتے ہین بلکہ خود صحابہ کبار روبروے ام المومنین اس امر شنیع کے مرتکب ہون کہ خفیف امر پر پچاس پچاس آدمی جھوٹی گواہی دین تو دو چار یا دس پانچ راویون کا اتفاق کر لینا اس دروغ واقعہ پر کیونکر موجب تعجب ہو سکتا ہے دیکھئے

کما نقل فی فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ص ۲۵۸
قد نقل فی عبقات الانوار ص ۱۱۴۵

اہلبیت طاہرین علیہم السلام کا انکار کرنا جواز قیاس سے اور اوسکو
ناجایز جاننا بہ اجماع علماے امامیہ و اتفاق علماے اہلسنت حد درجہ
مشہور و متواتر ہے کہ علامہ عبری قائل ہین کہ حق یہہ ہے کہ اہلبیت ع
کا مثل باقر و صادق کے انکار کرنا قیاس سے ویسا ہی مشہور ہے
جیسا کہ ابو حنیفہ و شافعی و مالک سے قول بوجوب عمل بر قیاس مشہور ہے
انتہے اور خود مخالفت ان حضرات ع کی ابو حنیفہ کے قیاس سے حیوۃ الحیوان
اور تاریخ ابن خلکان اور تاریخ یافعی وغیرہ مین بھی مذکور ہے اور اصل
حدیث معاذ جسکو جواز قیاس کی سند قرار دیتے ہین ایسی غلط و باطل ہے
کہ خود علامہ سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داود مین جوزقانی سے
ناقل ہین کہ یہہ حدیث باطل ہے لوگ شعبہ سے نقل کرتے ہین ملنے مشایخ
صغار و کبار مین اس حدیث کو تفحص و تلاش کیا اور بہت اہل علم سے ملاقات
ہوئی اونسے بھی دریافت کیا مگر بجز اس طریق کے یعنی جسمین حارث بن
عمر داخل ہے دوسرے طریق سے یہ روایت نہین پائی جاتی اور یہہ
حارث بن عمر و مجہول ہے اور اصحاب معاذ شہر حمص کے بے معروف
نہین ہین اور ایسی سند پر اصول شریعت مین اعتما نہین ہو سکتا اگر
کوئی کہے تمامی فقہا نے اس روایت کو اپنی کتابون مین لکھا ہے اور
اوس پر اعتماد کیا ہے تو کہا جائیگا اس روایت کا یہی طریق ہے اور متاخرین نے متقدمین
کی اسمین تقلید کی اگر اس طریق روایت کے سوا دوسرے طریق سے کوئی روایت
قابل قبول اہل نقل پیش کرینگے تو ہم اوسکے قول کیطرف رجوع کرینگے مگر یہہ

مردنکا امکان مین نہین ہے البتہ اسنے تہے جس سے معلوم ہوا کہ خود اہلسنت
کی یہان بہی کوئی حدیث قابل اعتماد درباره قیاس نہین ہے اور خود
فاضل رشید بہی رستہار انکار اہلبیت اطہار کے مقر ہین چنانچہ شوکت عمریہ
مین کہتے ہین رشتہار انکار بر قیاس و منع آن از ائمہ اطہار در حق قدمائے
شیعہ مسلم رست رسیراکہ در اکثر عامہ بود ند الخ بانیہمہ بطلان واقعی وکثرت
قیاس وافترا ربہ اشتہار انکار اہلبیت اطہار علیہم الصلوۃ والسلام من الملک
الغفار فاضل ملتانی اپنی تنبیہ السفیہ مین بہ نسبت اسکے کہتے ہین چنین نتائج
کہ کذابین و وضاعین مشتہر میسازند و در حقیقت اصلے ندارد بمجرد اشتہار احتجاج
نتوان کرد انتہے وتفصیلہ فی المجلد الاول من استقصاء الافحام پس جب
واقعی اسی مشہور و متواتر ہین یہ احکام انکے نافذ ہون تو نہ معلوم کہ ہم لوگ
اہلحق ان روایات موضوعہ و واہیہ عقد کے بارہ مین جسکی حالت مذکور ہوے
بشرط تسلیم شہرت بطور واقعی کیون نہ کہینگے کہ چنین نتائج است کہ کذابین ووضاعین
مشتہر میسازند و در حقیقت اصلی ندارد لہذا بمجرد اشتہار احتجاج نتوان کرد
سبحان اللہ نسبت شیعون کی جناب امیر علیہ السلام اور اہلبیت طاہرین علیہم السلام
کیطرف کسدرجہ یقینی اور متواتر ہے کہ خود حضرات اہلسنت بہی بالاتفاق ملکہ مثبتین
ہے کہ اسی جرم پر شیعے مورد طعن ہوتے ہین جیساکہ کلام عضدی و دوانی
و مولوی عبد الحلیم سابقًا مذکور ہوا بانیہمہ صاحب رجوم الشیاطین اس
تواتر کو مفید علم قطعی نہین جانتے چنانچہ کہتے ہین وچنین تواتر کہ منحصر در جماعت
خاص باشد بغرض من الاغراض ہرگز مفید علم قطعی نیست چہ جائے یقینیکہ

از بدیہیات باشد وجوابه فی معین البہاد قاین لیس ہب اسپنے

اغراض کے لیے جہوٹہ اور غلط امر پر تواتر کرنا اور اوسکو مشہور کرنا ممکن ہے

تو اگر بفرض محال یہ روایات عقد اہلسنت کے نزدیک ایسا ہی مشہور

و متواتر ہون جیسا کہ انتساب شیعہ اہلبیت کیطرف یقیناً و واقعاً مشہور ہے

تو بھی بوجہ انحصار اوسکی جماعت کاذبین بنا بر خاطئین آثمین مین بغرض

من الاغراض مفید علم قطعی نہین ہوسکتا چہ جائیکہ شہرت اسکی عشر عشیر شہرت انتساب

تشیع کے برابر بھی نہو چنانچہ فی الواقع ایسا ہی ہے پس صاحبان عقل و ادراک ایسی لغویات

اور خرافات کو کیونکر قبول کرسکتے ہین پس الحمد للہ کہ بتقریر وافی و کافی ان روایات کا بشرط

تسلیم شہرت بھی غیر مفید علم ہونا ثابت ہوا اگر بنا بر احتمال اول اشتباہ رواۃ اور خطاے

علما کے قایل ہون تو بھی عدم وقوع عقد مسلم ہوگا چنانچہ اسباب اشتباہ و دلائل و قرائن

و شواہد نظایر اوسکی سابقاً مذکور ہوے کہ بڑے بڑے علماے متبحرین چہ فقہا چہ محدثین چہ مورخین

و چہ متکلمین سیکڑون اغلاط مین ایسا مبتلا ہوے کہ اپنی دہوکہونکی بدولت روایات صحیحہ کو باطل کرنے لگے

چنانچہ قصہ وفات ام رومان در نسبت متعہ طرف امام مالک کے اور اعتماد کرنا تمامی فقہا کا

روایت باطل جواز قیاس پر سابقاً مذکور ہوا پس بعض فقہا کا ان

روایات موت ام کلثوم و زید بن عمر سے جناب ام کلثوم علیہا السلام

کو سمجھ لینا اور سارے واقعی کو اوسپر منسوب کرنا اسی قبیل سے ہوگا

اور اگر بنا بر احتمال ثانی وضعیت روایات اور وضاعی رواۃ کے قایل ہون تو

تو بھی عدم وقوع عقد مسلم ہوگا چنانچہ دلائل اور شواہد اور نظایر اسکی

اوپر احوال شہرت و تواتر بھی مذکور ہوے جس سے بطور حتم و یقین

Presented by www.ziaraat.com

ثابت ہوا کہ یہ قصہ عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام کا محض غلط اور موضوع
اور باطل اور تہمت و افترا ہے نہ خلیفہ نے خطبہ کیا نہ عقد ہوا نہ زید پیدا ہوا
نہ بعد معاویہ وفات کیا وغیرہ وغیرہ واضع اول نے اصل خطبۂ ام کلثوم
بنت ابوبکر کے قصہ کو کچھ تبدیل و تغیر کر کے بغرض اصلاح خرافت خلیفہ
حضرت ام کلثوم علیہا السلام کیطرف منسوب کیا مابعد والی راویوں اور
عالموں نے بالعمد یا بلا عمد زید و ام کلثوم کے اصلی حالات کو ادھر منسوب
کردیا اور متاخرین نے اپنے متقدمین کی تقلید کر لی تحقیق امر واقعی
نہ کی از ینجاست کہ حالات صدر اول کے غور کرنے سے کوئی نشان (ص ۲۱۲ ازالۃ الخفا)
اور اصلیت اس قصہ کی مطلقاً معلوم نہیں ہوتی بلکہ خلاف اسکے
ثابت ہوتا ہے چنانچہ بعض حالات کیطرف اجمالاً اشارہ کیا جاتا ہے
اول یہ کہ جب خلیفہ دوم پر ابو لولو کا وار کاری لگا تو عبد اللہ بن عباس سے
کہا کہ کیا یہ امر تم لوگوں کے مشورہ سے تھا ابن عباس نے انکار کیا جس سے
معلوم ہوا کہ خلیفہ صاحب بنی ہاشم کو کسطرح سے اپنا دشمن سمجھتے تھے
پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا تو کسطرح خلیفہ صاحب ایسی تہمت لگاتے
نہ ایسا خیال دوڑاتے دوسرے یہ کہ جب خلیفہ دوم نے وقت موت
اضطراب و قلق و بیچینی شروع کی تو بروایت بخاری وغیرہ حضرت ابن عباس
نے یوں تسکین دینا شروع کیا کہ تم صحبت رسول میں رہے اور حضرت
راضی گئے ابوبکر سے صحبت رہی وہ بھی راضی گئے اور لوگوں کے
ساتھ بھی اچھی سلوک کرتے رہے پھر کیوں جزع کرتے ہو اوسپر خلیفہ نے

Presented by www.ziaraat.com

کہا کہ جو کچھ ہمکو خوف والم ہے وہ سب بدولت تمہارے اور تمہارے اصحاب کے ہے اُنتھے اسیطرح اور لوگون کے فہمائشین بھی مرقوم ہین مگر پھیہ کسینے نہ کہا کہ اب کیا جزع و فزع کرتے ہو کہ ان سب فضایل و مناقب وصحبت نبوی کے ساتھ رسول سے تمکو ایسی قرابت قریبہ اور ایسا وسیلہ حاصل ہے کہ خود حضرت نے فرمایا سب حسب و نسب بروز قیامت منقطع ہونگے مگر سبب و نسب جسکو بقول اہلسنت خلیفہ نے اپنی نجات کے لیے اسدرجہ کا عروۃ الوثقےٰ جانا کہ بمقابلہ اسکے تمامی فضائل ومناقب کو ہیچ و پوچ سمجھا پس اگرچہ بھی اس واقعہ کے اصلیت ہوئے تو ممکن نہ تھا کہ صحابہ ایسے بزرگ فضیلت کو وقت تسکین جزع و فزع خلیفہ پیش کرتے اور اس نعمت عظمی سے اونکی تسلی و تشفی نہ کرتے کیونکہ کوئی عاقل نہین باور کرسکتا کہ جس فضیلت کی خلیفہ صاحب یہ عظمت سمجھین صحابہ کبار اوسکو عدل خلیفہ وصحبت رسول وصحبت ابوبکر کے برابر بھی نہ جانین کہ ایسے وقت نازک مین اوسکا اظہار کرتے حالانکہ عقلاً و نقلاً مسلم ہے کہ ایسے جانکاہ وقت مین کہ مومنین کو رحمت خدا کا مشاہدہ ہوتا ہے اور فساق اور فجار کو غضب جبار و قہار کا سامنا پس ایسی حالت مین قاعدہ مقررہ ہے کہ وہ باتین تسکین بخش ذکر کرتے جس سے نہایت درجہ کا اطمینان اور پوری تسکین حاصل ہو اور پلے سرے کے فضایل و بزرگیان بیان کرتے ہین کہ دل قوی ہوے اور مسرور و خوش رہے چنانچہ دیکھیے بنابر مزعوم اہلسنت نے علی عائشہ

کہ وقت موت حضرت ابن عباس نے اونہیں فضائل و مناقب سے تسلی

اور تشفی دی جو انہا درجہ کے فضایل سے انکے تھے چنانچہ صحیح بخاری سے

منتہے الکلام مین منقول ہے کہ قبل موت عایشہ ابن عباس آئے او خیریت

مزاج پوچھی اسکے بعد کہا تم بخیر ہوا انشا اللہ کیونکہ زوجہ رسول ہوا ور سوا ے

تمہارے کسی باکرہ سے رسول نے نکاح نہین کیا اور تمہارا عذر آسمان سے

نازل ہوا الخ اور ظاہر ہے کہ یہ اوصاف فضائل عالیہ بی بی عایشہ مین

مذکور ہوتے ہین اور ایسا کوئی وصف و نہین نہ تھا پس اگر خلیفہ کا عقد ہوا

ہوتا تو اسوقت یہ امر بہی دن کلمات تشفی سمات مین پیش کرتے جس سے

بڑہ کر کوئی فضیلت نہ تھی حالانکہ کسی نے بجز صحبت رسول و ابوبکر و عدالت

جو منتہاے فضیلت خلیفہ مین مذکور ہوتے ہین اس امر کو نہ بیان کیا

جس سے معلوم ہوا کہ اسکی کچھ اصلیت نہین ہی ورنہ ایسے وقت نازک

مین ضرور ذکر کرتے تیسرے یہ کہ بجواب ابن عباس خلیفہ صاحب یہ

نہ فرماتے کہ میری یہ بی اضطراب سب تمہاری بدولت و تمہارے

اصحاب کے سبب سی ہے کیونکہ جب اسدرجہ محبت و موافقت تھی بقول

اہلسنت تو پھر انکے سبب سی خوف عذاب کیون ہوتا جو کہا قسم بخدا

اگر تمامی بروے زمین طلا ہو جاتا تو قبل مشاہدہ عذاب خدا اوسکو تصدق

کرتا چوتھی یہہ کہ اگر واقعی یہہ عقد ہوا ہوتا تو کچھ تو خلیفہ صاحب جناب امیر

کی خلافت مین سعی کرتے جیسا کہ عبد الرحمن بن عوف نے عثمان کے

لیے سعی کی لاا قل مرتا ثانی کی تو سعی نہ کی ہوتی جیسا کہ ذوالفقار حیدر

مین مفصلاً لکہ چکا ہون پانچوین یہہ کہ نواصب جنکو محبت شیخین سے اور عداوت اہلبیت طاہرین سے باقرار اہلسنّت انسے زیادہ ہے وہ بھی اس امر غلط کا ادعا نہین کرتے چنانچہ شاہ صاحب نے جو اقوال انکے نقل کیے ہین انسے بخوبی اسکی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ حاشیۂ تحفہ مین صـ۶۹۱ فرماتے ہین بدان وفقک اللہ کہ تزویج حضرت زہراؑ یا شاہ مردان فضیلتے ست کہ مختص باوست و نواصب گفتہ اند کہ رسول دو دختر بعثمان داد و فرمود مرا اگر صد دختر بودے ہمہ را بعثمان میدادم یکے پس دیگرے پس عثمان فضل باشد درین باب از علی و تخصیص این فضیلت بعلی روا نبود و نیز گفتہ کہ رسول دو دختر از شیخین گرفت پس ہر چہار اصہار آنت و فضیلت مصاہرت بدو مختص نباشد اہلسنت جواب گفتہ اند کہ حضرت زہراؑ از جملہ دختران بزرگتر در مرتبہ و محبوب تر بود نزد پدر دیگر آنکہ حضرت زہراؑ اولاد گذاشت و پس از پدر زندہ ماند پس مصاہرت نصب وے اقوی بود از انچہ نسبت غیر وے بود نواصب درین سخن قدح کردہ اند کہ بزرگی زہراؑ مقابل زیادتی منکوحات عثمان ست چہ آن دو بودند و ضعیفان یکیان قویا و اولاد گذاشتن و پس از پدر زندہ ماندن در امر میراث سود دارد آن نزد شما باطل ست و در اصل مصاہرت مردن منکوحہ ضرر نمی کند چہ بعد از وفات حضرت زہراؑ حضرت علی را معزول نمی فہمید و نیز خود روایت کردہ اید کہ کل صہر و نسب ینقطع یوم القیامۃ الا صہری و نسبی پس عثمان و علیؑ ہر دو برابر اند و انکہ منکوحات ایشان مردند در زندگیات

در منکوحات ایشان برانگیختہ شد پس پیش مردن را چہ اعتبار رسید
جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ نواصب نے شیخین کو سسر حضرت کا بنا دیا
یکہ داماد حضرت کا قرار دیا ہو پس اگر یہ نسبت ثابت ہوتا تو عمر کو سسر اور داماد
رسول دونو قرار دیتے جیسا کہ عثمان کو اسوجہ سے کہ دو بیٹیاں بیاہی گئیں
جناب امیر سے افضل کہتے ہین حالانکہ اوس روایت کل سسر و نسب
کو بھی لکھتے ہین معہذا لکا اس شرف دامادی رسول مین جناب امیر اور
عثمان ہی کو داخل کرتے ہین نہ عمر کو بلکہ عمر و ابوبکر کو صرف سسر ہی جانتے ہین
پس بالیقین معلوم ہوا کہ نواصب بھی اسکے مدعی نہین ہین کہ یہ عقد واقع
ہوا اور صحیح ہے وہ کیونکر مدعی ہون ایسے امر کذب صریح کے کہ بقول اہلسنت
وہ لوگ پابند راستی و صدق مقال ہین پس جیسا اس تقریر سے عدم وقوع
عقد مسلم ہوا ویسا ہی اہلسنت کا نواصب سے زیادہ مفتری اور دروغگو
اور وضاع ہونا بلکہ زیادہ دشمنِ اہلبیت ہونا بھی ظاہر ہوا کہ باوصف
عدم ادعائے نواصب اہلسنت ایسے امر لغو کے مدعی ہین اور بے محابا
کذب و افترا کے مرتکب ہوتے ہین اور خوف خدا و رسول نہین ہوتا پس
درمیان نواصب و اہلسنت وہی فرق ٹھہرا جو درمیان کافر و منافق
کے ہے جسکے بارہ مین پروردگار عالم یہ شہادت ادا کرتا ہے کہ واللہ
یشہد ان المنافقون لکاذبون **واضح** رہے کہ شاہ صاحب نے اعتراضات
خوارج و نواصب کو بڑی استحکام اور مضبوطی سے بیان کیا ہے
ایک اعتراض کا تو ٹوٹا پھوٹا کچھ جواب بھی دیا جس سے خود اس جواب کا

ضعف ظاہر ہے اور اعتراض ثانی کا بالکل جواب ہے نہ پایا جس سے
تسلیم کرنا دوسرے اعتراض کا اور لاجواب ہونا اہلسنت کا ظاہر ہے چونکہ ہمکو بیان
کیکے سوال وجواب سے غرض نہیں ہے لہذا اسکا جواب نہیں دیتے مگر
اتنا کہے دیتے ہیں کہ بنابر تسلیم عثمان کے مشابہت یا مماثلت جناب امیرؑ
کے ساتھ اس دامادی نبوی میں محض لغو ہے کیونکہ عثمان کی مثال تو وہ
اشخاص ہوسکتے ہیں جو بقول اہلسنت داماد رسول تھے اور اون کے
ازواج نے روبرو سے آنحضرت وفات کی یا طلاق پائی مثل ابوالعاص
شوہر زینب وعتبہ وعتیبہ شوہران سابق رقیہ وام کلثوم جنکی طلاق کے بعد عثمان سے
ان دونوں دختروں کا عقد ہوا بلکہ وہ تینوں باعتبار شرف تقدم حضرت عثمان سے
اشرف ہوئے اور شیخین کا خسر رسول ہونا ویسا ہی ہے جیسا کہ کفار
مردگان کے سوا زندوں میں ابوسفیان کو یہ شرف ملا اور رسول کا سسر بنا بہر کیف
خلیفہ دوم مثل خلیفہ اول سسر ہی رہے داماد نہوئے اور اگر عقد اونکا حضرت
ام کلثوم علیہا السلام سے عیاذاً باللہ ہوا ہوتا تو وہ بھی داماد رسول کہلاتے
جیسا کہ عثمان سمجھے گئے بلکہ اونکی دامادی عثمان سے افضل ہوتی پس
اس سے بھی معلوم ہوا کہ ہرگز ہرگز نہ یہ عقد واقع ہوا نہ اسکی کچھ اصلیت ہے
بہرکیف ان روایات عقد کے موضوع اور باطل اور افترا وتہمت ہونے میں عقلاً و
نقلاً وسنداً ومتناً کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہے اور ان راویوں کے
کذاب ووضاع ودجال مفتری غیر ثقہ ہونے میں ذرا شک وشبہہ
نہیں رہا اور یہ اہلسنت کے بدتر از نواصب وخوارج ہونے میں بتامل کی گنجائش نہیں ہو

Presented by www.ziaraat.com

اصابہ و استیعاب مذکور ہوے مگر شیخ عبد الحق صاحب جنکو لقب محقق بلادے ملا ہے سبکے خلاف بلا سند کسی کتاب وغیرہ کی رہبری سے ناقل ہین کہ بعد عمر عون سے عقد ہوا اور اون سے ایک لڑکی پیدا ہوئی بعد عون کے عبد اللہ سے عقد ہوا ان محقق صاحب نے محمد کو ایک دم غایب کر دیا اور صاحب تاریخ خمیس وسی زہری سے بالکل خلاف اونکے ناقل ہین کہ بعد عمر عون سے عقد ہوا اور کوئی لڑکا نہین ہوا بعد عون محمد سے عقد ہوا اونسے ایک لڑکی ہوئی بعد محمد عبد اللہ سے عقد ہوا اور اونسے کوئی اولاد نہین ہوئے اونہین کی زوجیت مین وفات کی انہین اختلاف سے انکی تحقیقات کا حال بخوبی معلوم ہوتا ہے اور اسیکے ساتھ یہ بیان بہی ہے جو تمامی روایات مین مذکور ہے کہ بعد محمد و عون عبد اللہ بن جعفر سے عقد ہوا بلکہ بقول مولوی حیدر علی خود جناب امیر نے یہ عقد کیا غلط ٹہرا کیونکہ عبد اللہ بن جعفر شوہر حضرت زینب علیہا السلام تھے پس باوصف موجودگی اونکے یہ عقد جس سے جمع بین الاختین لازم آوے کیونکر ممکن ہے پس یہ کل بیانات ان روایات کے غلط ٹہرے اور صحیح یہی قرار پایا کہ عقد حضرت ام کلثوم علیہ السلام کا محمد بن جعفر سے ہوا چنانچہ یہ امر استیعاب اصابہ تاریخ خمیس اسد الغابہ سرور المحزون شاہ ولی اللہ ازالۃ الغین تحفہ مولوی حیدر علی وغیرہ مین مرقوم ہے مگر اونہین مہملات کے ساتھ جسکو ہم باطل کر چکے لیکن عبارت استیعاب اور اصابہ البتہ تعین محمد بن جعفر کے بخوبی ظاہر ہے چنانچہ عبارت اصابہ یہ ہے محمد بن جعفر بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم ہاشمی برادر عبد اللہ

وعول بن حبان وغیرہ نے انکو صحابہ مین ذکر کیا ہے دارقطنی نے کہا بمقام
حبشہ پیدا ہوے اور ابن مندہ وغیرہ نے کہا کہ عہد نبی مین اونکی ولادت
ہوئی اور ابو عمر نے کہا کہ کنیت اونکی ابو القاسم ہے انہین کا عقد حضرت
ام کلثوم بنت جناب امیر سے بعد عمر ہوا الخ جب سے بخوبی تحقیق ور انحصار
عقد محمد کے ساتھ ظاہر ہوا اور چونکہ جملہ اخیرہ یعنی بعد بیت عمر غلط ہے جیسا کہ
مذکور ہوا پس صحیح یہی قرار پایا کہ عقد حضرت ام کلثوم کا حضرت محمد بن جعفر سے
ہوا نہ عمر سے نہ عون سے نہ عبداللہ سے اور از انجا کہ حسب تصریحات
علمائے اہلسنت ہمسن وہمعمر ہونا جناب زینب عبداللہ بن جعفر کا وجناب
ام کلثوم و محمد بن جعفر کا اور زیادہ تفاوت سنی نہ ہونا درمیان ہر دو خواہر
مسلم ہے پس نہایت قرین قیاس بلکہ مطابق واقع ہے کہ عقد ہر دو
خواہر کا بزمانہ واحد ہوا جو مقدم ہے اوس زمانہ سے جسمین خطبہ خلیفہ دوم
وغیرہ بیان کرتی ہین جیسا کہ مفاد تمامی ان روایات کا ہے اور تائید
اس امر کی اون روایات سے بھی ہوتی ہے جسمین دربارہ تعجیل نکاح دختران
بہانتک تاکید کی گئی ہے کہ بلوغ اونکا اپنے شوہرون کے گھر ہو کیونکہ
ظاہر ہے کل مکارم اخلاق کے منبع اور اصول کرم حضرات اہلبیت
طاہرین ہین پس کب ممکن ہے کہ خود جناب امیر نے تاخیر کی ہو اور اتنی
مہلت دی ہو خصوصًا درصورتیکہ ہر دو خواہر ہمسن مجون اور اس عسرت
کے ساتھ گھر ہی مین اپنے بھتیجون سے جنکی پرورش جناب امیر علیہ السلام ہی کے
متعلق ہو بیاہ دیا ہو کہ وہ دونون خود بھی ہمسن اور ازواج بھی ہمعمر وہمسن ہون

اور ضرورت آمد و رفت بھی تھی خصوصاً بوجہ اسکے کہ اسما بنت عمیس مادر حضرت عبداللہ و محمد و عون فرزندان جعفر جناب امیرؑ کی زوجیت مین بہتین ہمہ وقت رہتی تھے اور پردہ شرعی مانع و عائق اسکا تھا پس ایسی صورت مین عموماً عقد مین تعجیل کیجاتی ہے اگرچہ احد الزوجین صغیر ہون چہ جائیکہ حد بلوغ شرعی پر پہونچ بھی گئے ہون چنانچہ جناب رسالتمآبؐ نے بھی رقیہ و ام کلثوم کا عقد ساتھی کیا تھا پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ عقد حضرت زینب و ام کلثوم کا زمانہ خلافت خلیفہ اول ہی مین انجام پا گیا تھا اور وفات محمد بن جعفر جنگ صفین کے بعد ہوئی چنانچہ اصابہ مین ہے کہ محمد بن جعفر جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ شریک معرکہ صفین رہے عبید اللہ بن عمر معاویہ کیطرف سے اور محمد بن جعفر جناب امیرؑ کیطرف سے میدان مین لڑنے گئے دونوں مین لڑائی ہوئی ایک نے دوسرے کو مار ڈالا اور دونون وہین قتل ہوئے اور بعض کا بیان ہے کہ محمد بن جعفر محمد بن ابی بکر کے ساتھ مصر مین تھے اور بعد شہادت محمد بن ابی بکر مخفی ہوئے اور وہاں سے فلسطین گئے اور ایک شخص نے اونکے اوری رشتہ دارون سے حفاظت کی اور معاویہ کے ظلم و ستم سے نجات دی اور یہی امر محقق ہے انتہے عبارۃ الاصابہ بہرکیف بعد وفات محمد بن جعفر حضرت ام کلثوم یقیناً معرکہ کربلا تک زندہ رہین اور پہر کسی سے عقد نہین ہوا کیونکہ سابقاً اہلسنت کی روایات کا یہ بیان کہ بعد محمد انکا عبداللہ سے ہوا غلط ہو چکا ہے اور سوا اسے عبداللہ

اہلسنت کے یہان بہی کسیکا نام نہین ہے پس معلوم ہوا کہ یہی امر صحیح ہے اور دعواے عقد ثالث ورابع مثل دعواے عقد عمر محض غلط وافترا ہے باقی رہی وفات حضرت ام کلثوم پس اہلسنت کی ہین تین قول ہین ایک یہہ کہ قبل عبداللہ وفات کیا دوسرے یہ کہ بعد عبداللہ تیسرا وہی وہی قول ہے کہ عہد معاویہ مین زید کے ساتہ وفات کیا جسکا بطلان سابقا مذکور ہوا کہ وہ دوسرے ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ عمر مادر زید ہے کہ بجہت اشتراک نام ایک ام کلثوم کا نام دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب ہوا اور اصل یہی ہے کہ وفات حضرت ام کلثوم و حضرت زینب علیہا السلام بعد معاودت مدینہ از کربلا دفعتا واقع ہوی کہ دونو معظمہ نے اپنے بہائی سید الشہدا روحی لہ الفدا کی مصیبت مین رو رو کر جان دی اور چونکہ وفات ان دونون معظمہ کے اور عبداللہ بن جعفر کے آپسمین قریب زمانہ مین ہوی کسینے پہلے عبداللہ کہا کسینے بعد عبداللہ کہا حالانکہ منشا ان قائلین اور ناقلین کا تعین کرنا زمانہ کا تہا مگر نا واقفون سنے بوجہ اپنی غلط فہمی کے اسکو ترتیب وفات سمجہا اور نکی زوجیت کے قایل ہوے هذا ما تیسر لی فی هذا المقام بفضل اللہ المفضل المنعام ولا فخر وانکم ترث الاوائل للاواخر وللارض نصیب من کاس الکرام والحمد للہ اولا و آخرا والصلوٰة علی نبیه واهل بیته الطاهرین ملتماقبت اللیالی والایام

اعلان۔ یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہے اہلسنت حضرات دیکہین نہ خرید کرین

Presented by www.ziaraat.com